منشی جی

شوکت تھانوی

منشی جی

از

شوکت تھانوی

ایک ہی کردار کی گیارہ مضحک تصویریں جنکو مزاحیہ رنگ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ منشی جی کا ہیولیٰ پورے خدوخال کیساتھ پیش نظر ہو جاتا ہے اور انکی گھریلو زندگی کا ہر نقشہ پڑھنے والے کیلئے دیوار قہقہہ کھڑی کر دیتا ہے ریڈیو پر یہ گیارہ تمثیلیں نشر ہو کر عام مقبولیت حاصل کر چکی ہیں اور منشی جی اس حد تک زندۂ جاوید ہو چکے ہیں کہ ان کے گیارہ کارناموں کو محفوظ رکھنا ازبس ضروری ہے۔

باجازت آل انڈیا ریڈیو مولوی محمد صدیق پبلشر
مینیجر صدیق بک ڈپو لکھنؤ
نے شائع کیا

بار اول ۲۰۰۰ جلد
باہتمام سید توسل حسین یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں چھپا
قیمت عمر

انتساب

میں ان تمثیلوں کو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ کے
اُس مائیکروفون سے منسوب کرتا ہوں،
جس سے نشر ہو کر یہ سلسلہ اسقدر مقبول ہوا،

شوکت
لطافت
ظرافت

فہرست

	نمبر شمار		صفحہ
	۱	انتساب	۳
	۲	فہرست مضامین	۴
	۳	بقلم خود	۵
۰	۴	پیر جی نے بسم اللہ پڑھائی	۱۰
۱	۵	منشی جی نے کہانی کہی	۱۷
۲	۶	منشی جی نے چاء بنائی	۳۵
۳	۷	منشی جی نے خط لکھا	۵۱
۴	۸	منشی جی نے دوا پی	۶۹
۵	۹	منشی جی نے صفائی کی	۸۵
۶	۱۰	منشی جی نے تصویر کھنچوائی	۱۰۱
۷	۱۱	منشی جی سودا لائے	۱۱۵
۸	۱۲	منشی جی نے سبق پڑھایا	۱۲۹
۹	۱۳	منشی جی نے سفر کیا	۱۴۳
۱۰	۱۴	منشی جی نوکر ہو گئے	۱۵۷
۱۱	۱۵	منشی جی نے مکان بدلا	۱۷۱

بقلم خود

"بقلم خود" سے لفظ "منشی" کو جو مناسبت ہی اس سے فی الحال کوئی بحث نہیں بلکہ یہ بھی ایک قسم کا عرض حال ہی منشی جی کا نہیں بلکہ منشی جی کے منشی جی کا۔ اب اگر اسی میں منشی جی کی "بقلم خودیت" بھی نمایاں ہو جائے تو اسکو بیک کرشمہ دو کار سمجھنا چاہئے۔ بہرحال ہمارا مقصد منشی جی کی خدمت میں کوئی قصیدہ لکھنا نہیں، البتہ ان کی طرف قصیدہ کا گریز ہو جائے تو ہم اسکے ذمہ دار بھی نہیں ہو سکتے۔

منشی جی کا سلسلہ کب، کیونکر اور کیوں شروع ہوا۔ اسکی تاریخ بیان کرنے میں ایک مزاح نگار کے مؤرخ ہو جانیکا شدید خطرہ ہی، البتہ اتنا کہے بغیر تو رہا بھی نہیں جا سکتا کہ لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن کے پروگرام ڈائرکٹر ملک حبیب احمد صاحب کو عرصہ سے کسی ایسے کردار کی جستجو تھی جو ہمارے ممدوح "منشی جی" کی قسم کا ہو۔ منشی جی ملے تو کہاں؟ خیر یہ بات راز کی ہی، منشی جی سے عہد ہی کہ انکی دریافت پر روشنی نہ ڈالی جائیگی۔ مگر یہ بتانے میں عہد شکنی نہیں ہوتی کہ اس خاکسار ہی نے منشی جی کو دریافت کیا اور منشی جی کو بے نقاب کرنیکے بعد خود اپنے چہرہ پر "سکوتی" کا پردہ ڈالکر ریڈیو سننے والوں اور لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے سامنے ان کو اسطرح پیش کیا کہ ہر ایک نے انکو کانوں سے دیکھا یعنی اس بے پردگی کے بعد بھی منشی جی کا پردہ برقرار رہا۔ منشی جی مائیکروفون کی چلمن سے اسطرح لگ کر بیٹھے کہ نہ صاف چھپے نہ سامنے آئے۔ مختصر یہ کہ کچھ ع "نظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی" کا سا عالم رہا۔ مگر آنکھ ہوکر نہ دیکھنے والوں نے بھی کانوں سے سنکر جب منشی جی کے حسن نادیدہ البتہ شنیدہ سے گرویدگی کا اظہار کیا تو منشی جی نے آخر خود ہی کہا کہ بھئی یعنی اٹھا دو نا سب پردے یعنی وہی بات۔ وہی

وہی کیا ہے وہ شنیدہ...... دیدہ...... مطلب یہ کہ...... دیدہ اور شنیدہ" ہم سمجھ گئے کہ منشی جی کا مطلب یہ ہے کہ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" منشی جی کو لاکھ سمجھایا کہ حضرت یہ گرویدگی آپکے حسن جہانسوز سے زیادہ آپکی اداکاری کے باعث ہوئی ہے جس کا سہرا ڈرامہ ڈائرکٹر مسٹر غلام قادر فرید کے سر ہے اور جسکی داد مسٹر رونق علی کو ملنا چاہئے جنہوں نے آپکی تمثیل پیش کی یا نشائن صاحبہ اس ستائش کی مستحق ہیں جسکی تمثیل مس سردار اختر نے پیش کی ہے اگر فرید صاحب کا ڈائرکشن مسٹر رونق علی کی اداکاری اور مس سردار اختر کی لاجواب تمثیل کو علیحدہ کر لیا جائے تو آپ صرف "بقلم خود" رہ جاتے ہیں مگر منشی جی نہ مانے اور یہی ضد برقرار رہی کہ نقاب اُتار دو اور میرے جلوے سے دنیا کو دم بخود بنا دو ان کو سمجھایا کہ حضرت شاعر نے آپ ہی کے متعلق کہا ہے کہ ؎

تم کہیں پردہ سے باہر آنہ جانا بھول کر
ایک دنیا چیخ اُٹھے گی کہ پردہ کیجئے
دلار

مگر منشی جی اس شعر کا مطلب ہی نہ سمجھے اور وہ وقت قریب آگیا کہ خود برافگندہ نقاب کپڑے پھاڑ کر نکل بھاگیں تو مجبوراً ان کے محافظ کی حیثیت سے ہم نے ان کو اپنی گرفت میں لیکر بے نقاب کیا ہے، اور اس سلسلہ میں ان تمام ذمہ داریوں کو ہم اپنے سر سمجھتے ہیں، جو منشی جی کے بے نقاب ہونیکے بعد نازک صورت حالات پیدا کر سکتی ہیں، بچے سہم سکتے ہیں، عورت کو مرد کی جنس سے دائمی تنفر ہو سکتا ہے، مرد خود اپنی طرف سے بدعقیدہ ہو سکتے ہیں، اور نظام عالم میں ایسی ابتری اور برہمی بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ہمارے

تخیل کے حدود اور منشی جی کے ہر ارادہ سے بے نیاز ہو۔

منشی جی، نہ منشی ہیں نہ منشی فاضل، بلکہ اگر سچ پوچھئے تو خود منشی جی کو بھی یہ نہیں معلوم کہ وہ منشی جی کیوں کہلانے لگے۔ ممکن ہے کبھی کان پر قلم لگا لیا ہو یا شاید کبھی ناک کی پھُنگی پر عینک لگا کر کسی کا خط لکھ دیا ہو اور اس نے ان حضرت کو منشی جی لکھ دیا ہو یا "نقل را چہ عقل" کی مناسبت سے شئے لطیف کی کمی کو منشی جی کے خطاب سے پورا کیا گیا ہو کچھ بھی ہو، بہرحال آپ منشی جی ہیں۔ دماغ خراب نہیں مگر ایک جگہ پر قائم بھی نہیں ہے بیوی سے مرعوب تو نہیں مگر جب صورت ہی بارعب نہ ہو تو کیا کریں۔ خود اپنے متعلق مختلف غلط فہمیوں کے شکار رہیں اور بحیثیت مجموعی آپ میں اتنی خوبیاں ہیں کہ ان کو سمجھنے کیلئے ایک دو نہیں بلکہ نو محققین نے سر جوڑ کر تحقیق اور تفتیش سے کام لیا ہے اور منشی جی کے یہ نورتن اب بھی مطمئن نہیں ہیں کہ انھوں نے منشی جی کو بالکل ہی دریافت کر دیا ہے۔ خدا جانے اب بھی کتنی خوبیاں ایسی ہونگی جنکا "منشی جی نورتن بورڈ" کو پتہ نہیں چلا۔ بہرحال اس بورڈ کے ممبروں کے نام ابھی لئے بتائے دیتے ہیں کہ قیامت کے دن منشی جی صرف اس جانِ ناتواں کا دامن نہ پکڑیں بلکہ سب کے گریبان ان کے ہاتھ میں نظر آئیں یا ان کا گریبان ان سب کے ہاتھ میں۔

منشی جی نورتن بورڈ میں یہ حضرات تھے۔

۱۔ مسٹر جگل کشور مہرا۔ جو منشی جی لکھنے کا مشورہ دیکر ولایت چلے گئے اور پھر آپ سے نیاز حاصل نہ ہو سکا۔

۲۔ ملک حبیب احمد صاحب۔ جنھوں نے ہمارے سر پر سوار ہو کر منشی جی کا سلسلہ لکھوایا۔

۳۔ مسٹر غلام قادر فرید۔ جنھوں نے منشی جی کی ہر تمثیل کو اپنے ڈائرکشن سے کامیاب بنایا۔

۴۔ مسٹر ہنس راج لوتھرا۔ جنھوں نے منشی جی لکھنے کے مشورہ میں مسٹر ہرا نورتن نمبر ایک کی تقلید کی مگر صرف لاہور کی حد تک۔

۵۔ میاں لطیف الرحمٰن۔ جو منشی جی کا ہر مسودہ لکھنے کے وقت کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر کندھے کی طرف سے جھانک جھانک کر ہنس لیا کرتے تھے اور پھر تمثیل کے وقت آنکھیں بند کر کے غور کرتے تھے کہ یہ کس حد تک غلط یا صحیح چیز ہے۔

۶۔ مسٹر ایس این بلی۔ جنھوں نے منشی جی نامی سلسلہ کیلئے تصاویر دینے کا وعدہ کیا تھا اور جس گرمجوشی سے وعدہ کیا تھا اسی سرد مہری سے اسکو وفا کیا۔

۷۔ مسٹر رونق علی۔ جنھوں نے منشی جی کی اداکاری فرمائی، اور منشی جی کو بھی حیران کر دیا کہ وہ خود اصلی منشی جی ہیں یا نقلی۔

۸۔ مس سردار اختر۔ جو منشی جی کی بیوی کی تمثیل پیش کرنے میں خود بھی دلچسپی لیتی تھیں۔

۹۔ یہ خاکسار۔ جسکو منشی جی کے سلسلہ کا مصنف سمجھا جاتا ہے۔

منشی جی نورتن بورڈ کا شکریہ ادا کرنا تو چاہیے مگر مصیبت یہ ہے کہ اس میں خود ہم بھی ہیں اور باقی ممبر بھی اس رسمی ضرورت سے مستثنیٰ نہیں لہٰذا ٹال ہی جائیے۔

اب آخر میں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ریڈیو ڈراموں کا یہ سلسلہ کاغذ پر ممکن ہو آپ کو اچھا نہ لگے ایسی صورت میں آپ کو اختیار حاصل ہو کہ آپ منشی جی نورتن بورڈ کے ہر ممبر سے فرداً فرداً جواب طلب کر سکتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ مولوی محمد صدیق صاحب مالک صدیق بکڈپو سے جو اسکو شائع کر رہے ہیں۔ بہر حال مصنف غریب کا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ اس نے یہ تمثیلیں ریڈیو کے لئے لکھیں باقی ذمہ داریوں میں سے ایک بھی اسپر عائد نہیں ہوتی۔

آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا شکریہ ادا کرنیکو دل چاہتا ہو جن کا مقدمہ شریکِ اشاعت ہو، مگر شکریہ ادا کرکے بلا وجہ کیوں ایک قسم کی رسم برتی جائے۔ ہم کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب قبلہ پر ہم کو اس تکلیف دہی کا حق حاصل تھا۔ البتہ خواجہ صاحب کے مقدمہ کی تفسیر جن صاحبان کو درکار ہو وہ براہِ راست درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رح دہلی کے پتہ پر خواجہ صاحب سے طلب کریں۔

شوکت تھانوی

آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ
۱۰ر اگست ۱۹۳۹ء

۲۔ ملک حبیب احمد صاحب۔ جنھوں نے ہمارے سر پر سوار ہو کر منشی جی کا سلسلہ لکھوایا۔

۳۔ مسٹر غلام قادر فرید۔ جنھوں نے منشی جی کی ہر تمثیل کو اپنے ڈائرکشن سے کامیاب بنایا۔

۴۔ مسٹر ہنس راج لوتھرا۔ جنھوں نے منشی جی لکھنے کے مشورہ میں مسٹر ہرا نورتن نمبر ایک کی تقلید کی مگر صرف لاہور کی حد تک۔

۵۔ میاں لطیف الرحمٰن۔ جو منشی جی کا ہر مسودہ لکھنے کے وقت کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر کندھے کی طرف سے جھانک جھانک کر ہنس لیا کرتے تھے اور پھر تمثیل کے وقت آنکھیں بند کر کے غور کرتے تھے کہ یہ کس حد تک غلط یا صحیح چیز ہے۔

۶۔ مسٹر ایس این بلی۔ جنھوں نے منشی جی نامی سلسلہ کیلئے تصاویر دینے کا وعدہ کیا تھا اور جس گرمجوشی سے وعدہ کیا تھا اسی سرد مہری سے اسکو وفا کیا۔

۷۔ مسٹر رونق علی۔ جنھوں نے منشی جی کی اداکاری فرمائی اور منشی جی کو بھی حیران کر دیا کہ وہ خود اصلی منشی جی ہیں یا نقلی۔

۸۔ مس سردار اختر۔ جو منشی جی کی بیوی کی تمثیل پیش کرنے میں خود بھی دلچسپی لیتی تھیں۔

۹۔ یہ خاکسار۔ جسکو منشی جی کے سلسلہ کا مصنف سمجھا جاتا ہے۔

منشی جی نورتن بورڈ کا شکریہ ادا کرنا تو چاہیے مگر مصیبت یہ ہے کہ اس میں خود ہم بھی ہیں اور باقی ممبر بھی اس رسمی ضرورت کے منتظر نہیں لہٰذا ٹال ہی جائیے۔

اب آخر میں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ریڈیو ڈراموں کا یہ سلسلہ کاغذ پر ممکن ہو آپ کو اچھا نہ لگے ایسی صورت میں آپ کو اختیار حاصل ہو کہ آپ منشی جی نورتن بورڈ کے ہر ممبر سے فرداً فرداً جواب طلب کر سکتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ مولوی محمدؐ صدیق صاحب مالک صدیق بکڈپو سے جو اسکو شائع کر رہے ہیں۔ بہرحال مصنف غریب کا قصور صرف اتنا ہی ہے کہ اس نے یہ تمثیلیں ریڈیو کے لئے لکھیں، باقی ذمہ داریوں میں سے ایک بھی اسپر عائد نہیں ہوتی۔

آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا شکریہ ادا کرنیکو دل چاہتا ہو جن کا مقدمہ شریکِ اشاعت ہو، مگر شکریہ ادا کرکے بلاوجہ کیوں ایک قسم کی رسم برتی جائے۔ ہم کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب قبلہ پر ہم کو اس تکلیف دہی کا حق حاصل تھا۔ البتہ خواجہ صاحب کے مقدمہ کی تفسیر جن صاحبان کو درکار ہو وہ براہِ راست درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلی کے پتہ پر خواجہ صاحب سے طلب کریں۔

آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ
۱۷ر اگست ۱۹۳۹ء

شوکت تھانوی

پیر جی نے بسم اللہ پڑھائی

از مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

خدا رکھے منشی جی چالیس کے لگ بھگ ہیں مگر شیخ سعدیؒ کا سا رتبہ خدا نے انکو دیا ہی، کیونکہ شیخ سعدیؒ بھی چالیس برس کی عمر میں کریما پڑھتے تھے اور کہتے تھے

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت　　مزاجِ تو از حالِ طفلی نہ گشت

تم چالیس برس کے ہونے کو آئے مگر اب تک بچپن نہ گیا۔

پھر اگر منشی جی چالیس سال کی عمر میں بسم اللہ پڑھنے بیٹھے اور ان کی بیوی نے دلّی سے پیر جی کو بلایا اور اسطرح بلایا کہ خط لکھے، ٹیلی فون دیے، تار بھیجے۔ ریڈیو میں گھڑی گھڑی پکارا، تب کہیں پیر جی نے لکھنؤ آنے کی تیاری کی۔ گرمی کا موسم تھا، لو چل رہی تھی، لکھنؤ کے خربوزوں کی بہار تھی۔ پیر جی ریل سے اُترے اور سیدھے منشی جی کے گھر پہونچے۔ دروازے پر آواز دی۔ ارے میاں منشی جی لو ہم دلی سے آگئے۔ منشی جی نے اندر بیوی سے کہا۔ اے بی سنتی ہو، لو وہ پیر جی آگئے۔ تم نے تو ابھی تک بلاوا بھی نہیں بھیجا نہ کاغذ والے آئے، نہ کاپی نویس آئے، نہ چھاپے خانے والے آئے۔ تم کہتی تھیں کہ ان سب کو بلاؤں گی، گھر میں شادی رچاؤنگی، اور تم کو پیر جی سے بسم اللہ پڑھواؤنگی۔

بیوی نے کہا تو باہر جاؤ، ایک کرسی دروازے پر ڈالدو، پیر جی بیٹھ جائیں پوچھو حقہ پیتے ہیں پیتے ہوں تو اپنا حقہ لیجا کر سامنے رکھدو، میں ابھی پان بنائے

دیتی ہوں، استنے وہ حقہ پئیں، پان کھائیں، اتنے میں تم جاکر کاپی نویسوں کو بلا لاؤ جتنے بھی لکھنوئیں مل سکیں۔ کاغذ والے بھی جہاں جہاں ملتے جائیں بلاوا دیتے جانا، اور چھاپے خانے بھی جتنے رستہ میں ملیں سب کو آواز دیدینا کہ بھئی آؤ ہماری بسم اللہ ہے، پیر جی دلّی سے آئے ہیں، ہماری بیوی نے بلایا ہے، دروازہ کے باہر بیٹھے حقہ پی رہے ہیں، پان کھا رہے ہیں، جلدی سے آجاؤ تو ہم سب کے سامنے بسم اللہ پڑھ لیں۔

منشی جی گھبرا کر اُٹھے، کرسی باہر بچھائی، حقہ تازہ کرکے چلم بھری، باہر لیجاکر پیر جی کے سامنے حقہ رکھا، پانوں کا خاصدان بھی پیر جی کی گود میں رکھ دیا اور کہہ دیا کہ پان کی پیک دیوار پر نہ تھوکئے گا وہ جو سامنے موری جاتی ہے اُسمیں جاکر تھوکئے گا۔

منشی جی اس کام سے فارغ ہو کر بلاوا دینے چلے تو بیوی نے کہا۔ اے ہے میں تو بھول گئی، ایک بڑا ضروری بلاوا تو باقی رہ گیا، وہ جو ریڈیو والے ہیں ان کے ہاں بھی جانا اور کہہ دینا کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہارے ہاں آکر آپسمیں باتیں کیا کرتے تھے اور تم ہماری باتوں سے خوش ہو کر لوٹن کبوتر بنجایا کرتے تھے اسوقت ہمارا نام سکونی تھا کیونکہ ہم نے کیا نام اپنا نام غلط بتایا تھا، کچھ بات ہی ایسی تھی۔ یہ کہنا ٹھیک نہ تھا کہ ہمارا نام شوکت تھانوی ہی ہے کیونکہ ہم کو ڈر تھا کہ ریڈیو والوں کی یا ریڈیو سننے والوں کی ہم کو نظر نہ لگ جائے۔ اسواسطے ہم نے ایسا نام بتایا جو پیر جی کے لکھے ہوئے سکورے کا ہم نام تھا سکونی تھا۔ اب ہم آئے ہیں اور آپ سب کو بلاوا دیتے ہیں اپنے اصلی نام سے کہ ہمارا نام

حضرت مولانا شوکت صاحب تھانوی ہو۔ ہم مولوی بھی ہیں، ایڈیٹر بھی ہیں اور منشی بھی ہیں اور جی بھی ہیں۔ اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہمکو ہماری بیوی نے بہت اللہ آمین کے ساتھ پالا پوسا ہے اور اب جبکہ ہم بیس اور بیس پورے چالیس برس کے ہو گئے ہیں تو ہماری بیوی نے ہم کو بسم اللہ پڑھانے کی شادی رچائی ہے، اور دلی سے ایک پیر جی کو بلایا ہے، ہم تمکو بھی بلاوا دینے آئے ہیں، اور بیوی نے یہ بھی کہدیا ہے کہ ریڈیو والوں سے پوچھ بھی لینا کہ جو باتیں ہم دونوں نے ریڈیو میں سنائی تھیں وہ ہم کاپی نویس سے لکھوائیں گے اور چھاپے خانوں میں کاغذ پہ چھپوائیں گے اور وہ سب گیارہ رات کی باتیں ہونگی۔ ایک یہ منشی جی نے کہانی کہی، دوسرے یہ کہ منشی جی نے چار بنائی۔ تیسرے یہ کہ منشی جی نے خط لکھا۔ چوتھے یہ کہ منشی جی نے دوا پی۔ پانچویں یہ کہ منشی جی نے صفائی کی۔ اپنی داڑھی کی نہیں اپنے گھر کی، چھٹے یہ کہ منشی جی نے اپنی تصویر کھچوائی، جرمنی کے بنے ہوئے فوٹو میں۔ ساتویں یہ منشی جی خود بازار سے جا کر سودا لائے۔ آٹھویں یہ کہ منشی جی نے بسم اللہ پڑھنے سے پہلے دوسروں کو سبق پڑھایا۔ نویں یہ کہ منشی جی نے لکھنؤ سے خبر نہیں کہاں کہاں کا سفر کیا۔ دسویں یہ کہ ایسی بے روزگاری کے زمانے میں منشی جی کو خدا نے نوکری دی اور وہ نوکر ہو گئے گیارھویں یہ کہ منشی جی نے پرانا مکان بدل دیا۔ پس گیارھویں شریف کی یاد میں پیر جی آئے ہیں تو یہ گیارہ راتوں کی بات جیت ہم چھاپ دینی چاہتے ہیں اور شائع بھی کر دینی چاہتے ہیں آپ سب لوگوں کی اجازت سے اور مہربانی سے جس کو ہندی زبان میں کرپا کرنا بھی کہتے ہیں۔ مگر دیکھنا جب تم کرپا کا لفظ بولو تو کرپانہ کہدینا، نہیں تو بسم اللہ کے وقت بدشگونی

ہوجائیگی، کہدنیا کہ اس شادی میں چاچا بھی آئیں، بدھو بھی آئیں۔ ماموں جان بھی آئیں، اور بھی جو وہاں بیٹھے ہوں کھڑے ہوں، سوتے ہوں، جاگتے ہوں، چائے پی رہے ہوں، چیرٹ پی رہے ہوں، مونچھوں والے ہوں، مونچھ منڈے ہوں، سبھی کو بلاوا دیدینا، گھربدلا ہی لیا ہی، جگہ کم سہی بیٹھیں گے نہیں، کھڑے رہیں گے۔

آخر منشی جی سب کو بلا لائے اور لکھنؤ کے خربوزے بھی گیارہ ٹوکرے بھروا کر ساتھ لیتے آئے۔ بیوی نے سنا تھا کہ اگلے زمانہ میں بادشاہوں اور پیروں کیلئے سوا لاکھ روپے کا چبوترہ بنایا جاتا تھا آج انھوں نے خربوزوں کا چبوترہ بنایا اور اسپر پیر جی کو بٹھایا۔ پیر جی نے منشی جی کو پاس بٹھا کر یوں بسم اللہ پڑھائی:۔

"پڑھو میاں بڈھے طوطے بِسمِ اللہ۔ اَلرَّحمٰنْ۔ اَلرَّحِیمْ اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں چالیس برس کی عمر میں لکھنا پڑھنا، اس اللہ کا نام لیکر جو بڑی رحمت والا ہی اور جو بڑی بندہ نوازی کرتا رہتا ہی۔ وہ اللہ جس نے توپیں پیدا کیں، بندوقیں بنوائیں بم بنوائے، ہوائی جہاز بنوائے، ٹینک بنوائے، اور پھر اسنے شیطان کو بھی پیدا کیا اور اس سے کہا تونے آدمی کی دشمنی پر کمر باندھی تھی تو لے ہم یہ ہتھیار تجھکو دیتے ہیں ان سے آدمیوں کو گن گن کر مار۔

"پڑھو منشی جی اپنے خدا کا نام لیکر جس سے آدمی کو علم دیا اور قلم دی" جب پیر جی نے کہا "قلم دی" تو سب حاضرین چیخ چیخ کر کہنے لگے۔ پیر جی منشی جی کو پڑھا رہے ہو یا منشی جی بیوی کو، یوں کہو کہ "قلم دیا"۔ پیر جی بولے "ہاں میں بھولا، قلم دیا، سرکنڈے کا بھی

اور لوہے کا بھی، اور وہ بھی جسکو جیبی قلم کہتے ہیں اور وہ بھی جو اردو قلم کہلاتا ہے اور وہ بھی جس کو خسرو قلم، غالب قلم، خواجہ قلم، اور شوکت قلم اور دلی قلم اور لکھنؤ قلم بھی کہتے ہیں اور ملیح آباد کے قلمی آم جن سے منسوب ہیں۔

اسکے بعد پیر جی نے کہا۔ لو بھئی بسم اللہ پڑھا دی۔ اندر منشی جی کی بیوی کو ہماری طرف سے مبارکباد دینا۔

منشی جی بولے ابھی بسم اللہ ختم کہاں ہوئی، جو آپ مبارک سلامت کرنے لگے ابھی جناب میری اور میری بیوی کی گیارہ رات کی بات چیت جو میں ریڈیو والوں سے چھاپنے اور شائع کرنیکے لئے زبانِ خود و بقلمِ خود مانگ کر لایا ہوں تاکہ سند رہے اور ضرورت کے وقت کام آئے وہ بھی تو پڑھا دیجئے۔ پیر جی نے کہا اچھی بات ہے اور اسکے بعد پیر جی نے خربوزوں کے چبوترے پر بیٹھے بیٹھے یوں زبان کھولی۔

”منشی جی اور ان کی بیوی اور ریڈیو والوں اور کاپی نویسوں اور کاغذیوں اور چھاپے خانے والوں سے اگر مسلمان ہوں تو سلام اور ہندو ہوں تو رام رام کے بعد ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم دلی سے لکھنؤ میں آئے ہیں اور لکھنؤ سے یہ خربوزے کھانے اور لٹانے کے بعد ہم پھر دلی براستہ کانپور طوفان میل میں واپس جانیوالے ہیں، آج وہ دن ہے کہ یورپ میں لڑائی ہو رہی ہے۔ انگریز، فرانس، اٹلی اور خبر نہیں اور کون کون آپس میں لڑ رہے ہیں، بہت گرمی ہے، بہت خاک ہے، اور ہم کو بہت غصہ بھی آ رہا ہے، کیونکہ ہم تانگہ والے کو کرایہ دینے کے لئے پانچ روپے کا نوٹ

بازار میں بھنانے گئے تو کسی نے روپے ہم کو نہیں دیے اور ہم نے غصہ کے مارے پورا کا پورا نوٹ اکہ والے کے منہ پر کھینچ مارا یعنی اسکو کچا ہی نوٹ دیدیا کیونکہ وہ کسی سے نہ بھن سکا تھا۔

بہنو! اور بھائیو! ہم مولانا شوکت صاحب تھانوی کو جانتے ہیں اور ہم اس سے بھی آگاہ ہیں کہ انھوں نے لکھنؤ ریڈیو میں گیارہ رات تک سکونی کے نام سے جو باتیں اپنی بیوی سے کی تھیں وہ ہم نے اور سب بھارت ماتا کے سپوتوں نے اپنے اپنے گھروں اور دکانوں اور ہوٹلوں میں سنی تھیں اور وہ باتیں ہمکو بحیثیت گھر سدھار کا کام کرنے کے گھر سدھار کے لئے بہت ہی اچھی معلوم ہوئی تھیں۔ ہم کو ان کے سننے سے ہنسی بھی آئی تھی اور ہمارا مع آل اولاد و اجداد کے جی خوش بھی ہوا تھا اور ہم نے ان سے سبق بھی لیا تھا، اور یہی وجہ ہی کہ جب منشی جی کی بیوی نے ہم کو دلی سے بسم اللہ پڑھانے کے لئے بلایا تو ہم نے خود اپنے کان میں کہا کہ بھئی یہ الٹی گنگا کیوں بہنے لگی، ہم نے تو خود منشی جی سے گیارہ رات تک سبق پڑھا ہے، وہ ہم سے بسم اللہ کیا پڑھیں گے مگر خیر ہم کو عورت ذات کا کہنا ماننا ضروری تھا، اسواسطے ہم آگئے۔ اور اب ہم بسم اللہ پڑھانے کے بعد یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں اپنے عقل و حواس کی سلامتی کی حالت میں اس یقین کے ساتھ کہ اب ہم کو پانچ روپے کا نوٹ نہ بھننے کا غصہ نہیں ہی اور ٹھنڈے دل اور ٹھنڈے دماغ کے ساتھ ہم یہ سب کچھ عرض بھی کر رہے ہیں اور فرما بھی رہے ہیں کہ جب یہ گیارہ کی گیارہ کہانیاں کتاب کی صورت میں چھپکر تیار ہوں تو پہلے

وائسرائے بیگم اسکو پڑھیں اور اپنے سب بچوں کو پڑھائیں، ان کے بعد گاندھی جی اور ان کی دھرم پتنی اور ان کے نیچے اور مسٹر جناح اور ان کی بیٹی اور صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب اور سندھ اور مدراس اور بمبئی اور سی پی اور یو پی اور بہار اور بنگال اور آسام اور برما کے سب گورنر اور وزیر اور اسکولوں اور کالجوں اور پاٹھ شالاؤں اور مکتبوں کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے اور وہ سب جن کو اپنے اور اپنے بچوں کے اور اپنی بیوی کے خوش رکھنے کی ضرورت ہو اور سلیقہ مند اور گھر بنانے کی ضرورت ہو وہ سب ان گیارہ کہانیوں کو لفظاً پڑھیں معناً پڑھیں، اشارتاً پڑھیں، کنایتاً پڑھیں اور چھاپہ خانے کے مشہور کالے قانون نے کہا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اسکو پڑھیں پڑھائیں اور مولانا شوکت تھانوی سکوتی دہقانی والشہری کے حق میں دُعائے خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو یہ بسم اللہ پڑھنی ایسا مبارک کرے کہ یہ ہمیشہ چالیس ہی برس کے رہیں۔ کیونکہ ہم جس کو بسم اللہ پڑھاتے ہیں تو صراط مستقیم بھی پڑھاتے ہیں اور مستقیم راستہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے راستہ میں ثابت قدم رہے یعنی نہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے۔ بس ایک جگہ پاؤں جمائے کھڑا رہے۔ لہٰذا مولانا شوکت بھی جنکو ہم سب نے ابھی منشی جی کے روپ میں دیکھا ہے اور جنکی عمر مبارک چالیس سال ہے وہ نہ کبھی ۳۹ سال کی طرف جائیں اور نہ کبھی ۴۱ کی طرف قدم بڑھائیں۔ کہیں سب حاضرین اے خدا اے گاڈ، اے پربھو ایسا ہی کر۔

حسن نظامی

منشی جی نے کہانی لکھی

منشی جی نے کہانی لکھی

زور سے دروازے کھلنے کی آواز۔ منشی جی
چیختے ہوئے گھر میں آتے ہیں۔

منشی جی۔ "ارے بھئی کدھر گئے یہ سب۔ چھوٹو کی ماں۔ اے چھوٹو کی ماں"۔

بیوی۔ "کیا ہے، آخر کیوں اس بری طرح چیخ رہے ہو"۔

منشی جی۔ "ارے یہ لڑکے کہاں ہیں (آواز دیکر) چھوٹو۔ شبّن۔ او چھوٹو"۔

بیوی۔ "کچھ کہوگے بھی یا بس چیختے ہی جاؤگے"۔

منشی جی۔ "اور تمکو بھی یہ ضد ہو کہ لڑکوں کا پتہ نہ بتاؤگی۔ آخر یہ ہیں کہاں"۔

بیوی۔ "تو آخر بات کیا ہو جو گھر سر پر اٹھائے لیتے ہو"۔

منشی جی۔ "بات یہ ہو کہ لڑکوں کو بلالو اور تم بیٹھو ذرا اطمینان سے تو کہوں، تم ہی لوگوں کے فائدہ کی بات ہے۔

بیوی۔ "لڑکے ہمسائی کے یہاں گئے ہیں، ابھی آتے ہوں گے، مجھ سے جو کہنا ہو کہدو، میں جارہی ہوں چولھے کے پاس"۔

منشی جی۔ "لڑکے آتے ہوں گے۔ اور تم جارہی ہو چولھے کے پاس، رہ گیا میں تو میں گیا چولھے بھاڑ میں۔ اور جو میں بھول گیا تو"۔

بیوی۔ "کیا بھول گئے؟"

منشی جی۔ "تم تو کرتی ہو جرح وکیلوں کی طرح، کہانی کا ذکر کر رہا ہوں کہانی کا۔"

بیوی۔ "توبہ ہے، یہ موئی کہانی کی آفت تھی میں سمجھی تھی کہ جانے کونسی پہاڑ ایسی بات ہو گی"

منشی جی۔ "تو یہ گویا کوئی بات ہی نہ ہوئی، میں نے خاص طور پر راستہ میں کھڑے ہو کر تم ہی لوگوں کے لئے کہانی سنی اور تم ہو کہ۔۔۔۔" K -C

بیوی۔ (بات کاٹ کر) ہاں ہاں تو اچھا کیا کہانی سنی اب رات کو سنا دینا، آخر اسکی ایسی موئی بدحواسی کیا ہے۔"

منشی جی۔ "جانتی ہو اور جان بوجھ کر ایسی باتیں کہتی ہو۔ اور جو میں بھول گیا رات تک تو۔

بیوی۔ "اب ایسی بھی کیا بھول کہ رات تک بھول جاؤ گے۔"

منشی جی۔ "تمہاری ان ہی باتوں سے جی جلتا ہے، جانتی ہو کہ مجھے بھول کا مرض ہے، دماغ الگ کمزور ہے، حکیم صاحب نے بادام کھانے کو بتائے تھے وہ تک تو تم سے منگائے نہیں گئے۔"

بیوی۔ "میں خود بھول جاتی ہوں موئے بادام منگانا۔"

منشی جی۔ "تب تو اور بھی ضروری ہوئے نا بادام کہ تم بھی کھاؤ اور میں بھی۔"

بیوی۔ "اور کیا اب اس بڑھاپے میں بیٹھ کر بادام چباؤں گی،

بوڑھے منہ مہاسے لوگ چلے تماشے ۔ بادام کھانے سے ہوتا ہی کیا ہو، بھیجہ تو ہر وقت
تم کھائے جاتے ہو۔"

منشی جی۔" یہ بھیجہ کھانا ہوا کہ تم سے بادام کھانے کو کہہ رہا ہوں۔ تم کھاؤ گی تو
مجھکو کھلانا بھی یاد رکھو گی۔"

بیوی۔" تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ اپنے کھانے کے لئے میری یہ خاطر ہو رہی تھی۔
مجھے یہ گھماؤ پھراؤ کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔"

منشی جی۔" خیر، خیر، وہ میں کیا کہہ رہا تھا ابھی۔"

بیوی۔" میں کیا جانوں کیا کہہ رہے تھے کچھ باداموں کی بات تھی۔"

منشی جی۔" ہاں تو بادام منگا کر رکھ لو نا، مگر یہ بادام کا ذکر کس بات پہ نکلا تھا۔"

بیوی۔" توبہ ہو، سچ مچ تم کچھ سٹھیا گئے ہو، اے نکلا ہوگا کسی بات پہ ذکر،
اب چھوڑو بھی۔"

منشی جی۔" اب تم خود ہی دیکھو کہ یہ حال ہو دماغ کا، ابھی بات کی اور ابھی
دماغ سے نکل گئی، بھول بھلیاں ہو کر رہ گیا ہے دماغ۔"

بیوی۔" بادام کا ذکر نکلا تھا، اس بات پہ کہ تمہاری بھول بہت بڑھ گئی ہو اور
حکیم ڈاکٹر کہتے ہیں بادام کھایا کرو۔"

منشی جی۔" ہاں۔ ہاں، خوب یاد دلایا۔ یہی بات تھی۔ تو میں کہتا ہوں کہ اب پھر
نہ بھول جانا۔ تم باداموں کو۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر۔۔۔ عجب حال ہو

دماغ کا، ابتک معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کچھ بھول سا گیا ہوں۔ یہ آخر اسوقت بھولنے کا سوال کیسے پیدا ہوا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ہاں خوب یاد آیا۔ کہانی کی بات تھی تو میں نے کہا کہ سُن لو نا کہانی اور ذرا لڑکوں کو بھی بُلا لو، بڑی عُمدہ کہانی ہے، اگر یاد نہ رہی اور سُنا نہ سکا تو تم بھی ہاتھ مَل کر رہ جاؤ گی اور مجھکو بھی افسوس ہوگا۔"

بیوی:۔ "اے تو یہ بھی کہانی کا کوئی وقت ہے، معلوم بھی ہے کہ دن کو کہانی سنانے سے مُسافر راستہ بھُول جاتے ہیں۔"

منشی جی:۔ "واہیات۔ یہ کیا بات ہوئی، مسافروں سے کیا مطلب۔ راستہ بھولتے ہیں تو بھول جائیں۔ تم چاہتی یہ ہو کہ ان اجنبی مسافروں کی وجہ سے رات تک میں کہانی بھول جاؤں۔ اگر سننا ہے تو بلاؤ لڑکوں کو نہیں تو پھر نہ کہنا۔"

بیوی:۔ "اچھا میں نہ کہوں گی۔"

منشی جی:۔ "کیا نہ کہو گی۔"

بیوی:۔ "یہی کہ کہانی سُنا دو۔"

منشی جی:۔ "میں جانتا ہوں کہ تم کہو گی، میں تو یہ فرض آج ہی اور ابھی اپنے سر سے اُتار دینا چاہتا ہوں۔"

بیوی:۔ "اچھا تو میں لڑکوں کو بلائے دیتی ہوں تم ان ہی کو سُنا دو۔"

منشی جی:۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لڑکے کیا تم سے زیادہ ہوئے۔ تمہارا سُنانا مقدم ہے۔ لڑکوں کو تو ویسے ہی تمہاری وجہ سے خیر سُنا دوں گا۔"

(دروازہ کھلتا ہی، بچے داخل ہوتے ہیں (سب یک زبان ہوکر)
ابّا میاں آگئے، ابّا میاں آگئے۔)

منشی جی۔ "لو وہ خود آگئے۔ اب ذرا ان کو قاعدے سے بٹھا دو۔ کہانی سننے کے انداز سے ذرا ٹھیک سے بٹھا دو۔"

بیوی۔ "اے تو کیا کہانی سننے کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے خاص۔"

شبّن۔ "ہم بھی سنیں گے کہانی۔"

منشی جی۔ "سب کو سناؤں گا، پہلے تم لوگ ٹھیک سے بیٹھ جاؤ، اور پہلے میرے لئے چارپائی پہ رکھو گاؤ تکیہ۔"

بیوی۔ "توبہ ہے اللہ معلوم ہوتا ہو کسی کا نکاح ہوگا۔"

منشی جی۔ "اب تم تو خواہ مخواہ بال کی کھال نکالتی ہو، میں چارپائی پہ گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھ کر اطمینان سے کہانی سناؤں گا، اور ہاں حقہ بھی تو ہونا چاہئے۔ جاؤ شبّن تم ذرا حقّہ تو لاؤ عمدہ سا تازہ کر کے۔"

بیوی۔ "توبہ ہی، اب حقّہ چلم سب ہی تمہارے لئے ہونا چاہئے۔"

منشی جی۔ "کیا معنی؟ بغیر حقّہ کے بھی کوئی کہانی سناتا ہے۔ جاؤ بٹیا تم جاؤ، اگر کہانی سننا ہو تو جا بھی چکو۔"

بیوی۔ "جبتک میں ذرا ہانڈی کو دیکھ لیتی نہیں تو کمبخت جل کے رہجائیگی۔"

منشی جی۔ "کاہے کی ہانڈی؟"

بیوی۔ "تانبے کی۔ جیسے بیچارے جانتے ہی نہیں۔"

منشی جی۔ "نہیں میرا مطلب یہ کہ آج پک کیا رہا ہے۔ کل کی طرح کہیں اُبلے ہوئے شلجم نہ کھلا دینا کہ دن بھر فاقہ کرنا پڑے۔"

بیوی۔ "فاقے تو تم ہمیشہ ہی کرتے ہو۔ ارمان رہ گیا کہ کبھی تو کوئی چیز پسند آتی۔ بس تمھیں تو کھانے میں عیب نکالنا آتے ہیں۔"

منشی جی۔ "یہ تو تمھاری اپنی زیادتی ہے۔ اچھی چیز کی میں ہمیشہ تعریف کرتا ہوں وہ اُس دن تم نے کیا پکایا تھا ---- بولو۔"

بیوی۔ "کیا پکایا تھا؟

منشی جی۔ "ارے وہی جسکی میں نے بہت تعریف کی تھی۔ ---- لاحول ولا قوۃ، یہ حال ہے دماغ کا، بھئی کوئی اچھی چیز تھی۔"

بیوی۔ "مجھے نہیں یاد، معلوم نہیں کس چیز کو کہہ رہے ہو۔"

منشی جی۔ "تمھارا دماغ تو مجھ سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ باداموں کی سخت ضرورت ہے اور دونوں کے لئے سخت ضرورت ہے۔"

(شبّن آتا ہے)

منشی جی۔ "شاباش، شاباش، بڑا اچھا بیٹا ہے۔ لا اُدھر رکھو حقّہ، ہاں یوں

(حقّہ کا کش لیتے ہیں)

بیوی۔ "ہاں بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ بچّے تمھارے لئے حقّہ بھریں، تمھیں خود

بُرا نہیں معلوم ہوتا۔"

منشی جی۔ "اسمیں آخر بُرا ماننے کی کونسی بات ہو۔ میں نے خود اپنے بزرگوں کے لئے حقہ بھرا ہو اور ان کی دُعائیں لی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آخر اس میں بُری بات کونسی ہے۔"

بیوی۔ "اب کون تم سے بحث کرے۔ مگر یہ میں بتائے دیتی ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"

شبّن۔ "تو اب کہئے نا، ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہانی سننے۔"

منشی جی۔ "ہاں خوب یاد دلایا، میں سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے سب کو کیوں بٹھایا ہے۔ تو اب تم لوگ غور سے سنو، اور کہانی سننے کا طریقہ یہ ہو کہ بیچ میں "ہوں۔ ہوں" کرتے جانا، مگر بہت زیادہ نہیں اور نہ بہت کم، سمجھے؟ ---

"ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تمہارا ... ۔"

بیوی۔ "ایک منٹ ٹھہر جاؤ میں لپک کے ہانڈی دیکھ لوں۔"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ۔ کبھی جو تم کہانی سنانے دو تمہیں تو جیسے ضد ہوگئی ہے اسوقت۔"

بیوی۔ (جاتے ہوئے) اے واہ۔ تو کیا میں ہانڈی جلا دوں، تمہاری کہانی کے پیچھے۔"

(منشی جی حقّہ کے کش لیتے ہیں تھوڑا وقفہ)

شبّن۔ "آپ سنائیے، امّاں آتی رہیں گی۔"

منشی جی۔ "آ جانے دو اُن کو بھی نہیں تو پھر سے دُہرانا پڑے گی کہانی۔"

شبّن۔ "وہ گھڑی گھڑی اُٹھکر جائیں گی اور کہانی خراب کریں گی۔"

منشی جی۔ "وہ تو میں جانتا ہوں (بیوی کو آواز دیکر) اب آ بھی چکو۔ (بیوی آتی ہیں،

بیوی۔ "میں تو خود ہی آ رہی تھی۔ ایک منٹ اور نہ جاتی تو ہانڈی جل بھُن کر کوئیلہ ہو جاتی۔"

منشی جی۔ "خیر، خیر، بیٹھو، تو اب سُن لو نا۔"

بیوی۔ "شبّن، ذرا وہ پنکھا اُٹھا دے بٹیا، کیا فرماتشی گرمی پڑ رہی ہو۔"

منشی جی۔ "اب پنکھا ہی جھل لو یا کہانی ہی سُن لو۔"

بیوی۔ "تو کیا پنکھا جھل کر کہانی سننا حرام ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا اب میں چُپ ہوں تمھیں جتنے کام کرنا ہوں یاد کر کے سب کر لو، پنکھا جھل لو۔ ہاتھ منھ دھولو، نہالو، کپڑے بدل لو، پھر کہانی بھی ہوتی رہے گی، کونسی ایسی ضروری بات ہو۔"

شبّن۔ "نہیں آپ کہانی سُنائیے (ٹھنک کر) آپ تو ہمکو سُنائیے امّاں سے کیا مطلب؟"

بیوی۔ "اچھا اب سناؤ۔ مجھے کچھ نہیں کرنا ہے اب۔"

منشی جی۔ "شکر ہو، اچھا سنو۔ بھئی ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ، آنکھوں کی دیکھی--- اونہہ ہونہہ — پھر سے سنو۔

ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ، کانوں کی سُنی--- اُنہہ

معلوم نہیں یہ کیا ہے، پہلا فقرہ۔"

بیوی۔" آنکھوں کی دیکھی نہیں کہتے کانوں کی سنی کہتے ہیں۔"

منشی جی۔" یہ بات کیا ہوئی آخر۔ مہمل۔ کہانیاں اسی لئے تو میں سنتا نہیں کہ اسی قسم کی لغویات ہوتی ہیں انمیں۔۔۔ خیر صاحب۔ ایک تھا بادشاہ، ہمارا تمہارا خدا بادشاہ، آنکھوں کی دیکھی نہیں کہتے، کانوں کی سُنی کہتے کہ اس بادشاہ کے تھے کوئی دو لڑکے۔۔۔ یا شاید تین تھے۔ مگر نہیں دو ہی تھے، ایک کا نام تھا۔۔۔ کیا نام تھا۔۔۔ کچھ بھلا سا نام تھا، اب دیکھو یہ حال ہے دماغ کا کہ بھول گیا نام تک۔۔۔۔"

بیوی۔" کیا اچھی کہانی سُنائی جا رہی ہے، سننے والوں کو بھی اُلجھن ہونے لگے"

منشی جی۔" ارے صاحب چُپ تو رہو تم تو اور بھی بُھلائے دیتی ہو، نام دل میں ہے زبان پر نہیں آتا۔"

بیوی۔" توبہ ہے تو ہوگا کچھ نام تم آگے کہو نا کہانی۔"

منشی جی۔" پھر وہی یاد آرہا تھا کہ تم نے پھر بُھلا دیا۔ وہ اوں۔ اوں"

بیوی۔" اچھا تو یاد کرلو اب تم، میں جبتک ذرا پان کھالوں۔"

منشی جی۔" وہ جو بخار بڑھ جاتا ہے اور آدمی اوّل فوّل بکنے لگتا ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟"

بیوی۔" برّانا۔۔۔۔"

منشی جی۔ "نہیں جی، کچھ اور باقاعدہ نام ہو، وہ مرض ہوتا ہے، سر پہ برف رکھی جاتی ہے جس میں ...... لاحول ولا قوۃ،"

بیوی۔ "تو اس وقت اُس موئے مرض کو یاد کرنے کی کونسی ضرورت ہے۔"

منشی جی۔ "تم عورت ذات تم کیا سمجھو کہ میں کس وجہ سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ ہاں یہ بتاؤ کہ وہ جو ایک بہت بڑا ڈاکو تھا اگلے زمانہ میں جس کے قصّے بہت مشہور رہیں، بھلا کیا نام تھا اُس کا۔"

بیوی۔ "سلطانہ ڈاکو۔"

منشی جی۔ کبھی ٹھیک نام نہ بتایا تم نے، اجی وہ بڑا مشہور جیب کٹا تھا۔"

بیوی۔ "بہرام جوٹٹا۔"

منشی جی۔ "بہرام، ٹھیک ہے، یہ تو بادشاہ کے چھوٹے لڑکے کا نام تھا، اور بڑے کا اب شاید یاد آجائے، اسی سے ملتا جلتا ہے۔ وہ نہیں بتایا تم نے کہ بخار میں وہ کیا مرض ہو جاتا ہے، اس بہرام سے ملتا جلتا جس میں آدمی بّرانے لگتا ہے۔"

بیوی۔ "تم سرسام کو تو نہیں کہہ رہے ہو۔"

منشی جی۔ ہاں، ہاں، ہاں، کیا کہا تم نے۔"

بیوی۔ سرسام۔

منشی جی۔ "سرسام، تو خدا تمہارا بھلا کرے، اسی سے ملتا جلتا نام تھا اُس کا

ایں ...... ایں ...... ایں ...... سہسرام ...... سام ...... صمصام، ٹھیک ہی، آگیا نا یاد آخر صمصام تھا اس کا نام۔ تو میں نے کہاں تک کہی تھی کہانی، کیوں بٹیا شبّن۔"

بیوی"۔ لو اور سنو، جیسے انھوں نے کہانی کہی بھی تھی، ابھی تو یہی کہا ہی کہ ایک بادشاہ تھا۔ اسکے یہ دو لڑکے تھے بہرام اور صمصام۔"

منشی جی"۔ تو صاحب خدا کا کرنا کیا ہوتا ہی کہ ایک دن یہ دونوں شاہزادے مچل گئے کہ ہم تو گلگلے کھائیں گے۔"

بیوی"۔ یہ کیا بات ہوئی، بادشاہ کے لڑکے اور گلگلوں کے لیے مچلیں۔"

منشی جی"۔ دیکھو جی یہ بیچ میں ٹوکنا ٹھیک نہیں ہی، ساری کہانی خراب ہوکر رہجائے گی، بات یہ ہوئی کہ بادشاہ کو گلگلے کھاتا ہوا دیکھکر یہ شاہزادے مچل گئے کہ ہم بھی گلگلے کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ گلگلے تو مجھکو ایک فقیر نے دیے ہیں اور میں کسی کو ان میں سے نہیں کھلا سکتا۔"

بیوی"۔ کیوں نہیں کھلا سکتا۔"؟

منشی جی"۔ بات یہ تھی کہ ایک فقیر نے بادشاہ کو وہ گلگلے دیے تھے کہ انکو کھاکر تو اپنے دشمن پر فتح پائے گا۔ مگر کسی اور کو نہ کھلانا، نہیں تو پچھتائے گا۔"

بیوی"۔ تو یہ تم اوٹ پٹانگ بیچ ادھر میں سے کہانی سنانے بیٹھ گئے۔"

منشی جی"۔ ہاں، وہ میں بھول گیا تھا نا اور اب تم نے یہ بھلا دیا کہ کہاں تک

میں نے کہانی کہی تھی۔ تم پہلے سُن لو پھر اپنی یہ جرح کرنا، نہیں تو میں سُنا چکا اور تم سُن چکیں، یہ بیچ میں ٹوکنے کی عادت بڑی بُری ہے۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا۔"

شبن۔ "شاہزادے مچل گئے کہ ہم بھی گلگلے کھائیں گے۔"

منشی جی۔ "مگر اب تو وہ بیچ کا حصہ یاد آ گیا ہے کہ اس بادشاہ کو ایک فقیر نے دو گلگلے دیے تھے کہ ان کو کھا کر اپنے دشمن پر چڑھائی کر مگر کسی اور کو یہ گلگلے نہ کھلانا۔"

بیوی۔ "اچھا یہ کہانی ہے کتنی بڑی؟"

منشی جی۔ "یہ پوچھنے کا کونسا موقع ہے۔ یہی نا کہ کسی نہ کسی طرح کہانی بھلا دو یہ آخر تمہاری ضد کونسی ہے، اسے بھلی نہیں سننی ہے تو ویسی بات کہو۔"

بیوی۔ "موئی کہانی کیا ہے، بھول بھلیاں ہے یا کوئی پہیلی کہ سننے سے زیادہ بوجھنا پڑتی ہے۔"

منشی جی۔ "بوجھنا پڑتی ہے؟ کونسی بات بوجھنا پڑتی ہے۔ میں نے یہ پہلے ہی کہدیا تھا کہ میں بھول رہا ہوں اور جتنا وقت گذرے گا بھولتا جاؤنگا۔"

بیوی۔ "تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ بھول گئے ہو، کہانی کہیں یوں سُنائی جاتی ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا تو پہلے یہ طے کر لو کہ کہانی یوں نہیں تو کیسے سنائی جاتی ہے میں کوئی داستان گو خاندان سے تو ہوں نہیں کہ فر فر سناتا چلا جاؤں، ایک مرتبہ کی سُنی ہوئی کہانی ہے۔ اسکو آخر اس سے زیادہ جلدی کیسے سنا سکتا ہوں۔"

بیوی۔ "معلوم ہوتا ہو کہ آموختہ سنا رہے ہیں۔ میرے دماغ میں تو اتنی طاقت ہے نہیں کہ تمہاری اس کہانی کے لئے اپنا بھیجہ خالی کروں۔"

منشی جی۔ "تمہاری طرف سے نیکی کا بدلہ ہمیشہ یونہی ملا ہو۔ قصور اپنا اور خطاوار مجھکو ٹھیرا رہی ہو۔"

بیوی۔ "میرا قصور؟ میرا قصور کیا ہو؟"

منشی جی۔ "اگر باداموں کا خیال رکھا ہوتا، اور دماغ کو اس قابل نہ بننے دیا ہوتا تو آج یہ نتیجہ کیوں ہوتا۔"

شبن۔ "ابا میاں آپ سنائیے کہانی ---- فقیر نے بادشاہ کو گلگلے دیئے تھے پھر کیا ہوا۔"

منشی جی۔ "پھر ہوا تھا، میرا سر۔ اب اپنی والدہ ہی سے سنو باقی کہانی، میں نے تو کہا کہ لاؤ آج بال بچوں کے لئے ایک کہانی سنا کر چلوں، وہ کس شوق سے سنیں گے، مگر یہاں مٹی میں مل کر رہ گئی کہانی بھی اور کوفت الگ ہوئی۔"

بیوی۔ "اے تو سناتے کیوں نہیں ہو، میرا کیا ہو میں اب بولوں گی، میں تو خود ہی سمجھی تھی کہ آج کہانی سنانے بیٹھے ہیں، خدا ہی خیر کرے، تمہاری کوئی بات بھی بتنگڑ بنے بغیر رہی ہے۔"

منشی جی۔ "میری ہر بات میں تم نے ہمیشہ عیب نکالے ہیں۔"

شبّن۔ "ابّا میاں (ٹھنک کر) آپ سنائیے کہانی۔"

منشی جی۔ (جھڑک کر) ابے چُپ، کہانی کا بچّہ، دل تو جلا کر خاک کر دیا، اب کہانی نہیں تو اپنا سر سناؤں گا، کوئی سننے والا ہو تو کہانی بھی سنائی جاتی ہے، میں کہانی سنا رہا ہوں، بیگم صاحبہ اسمیں بال کی کھال نکال رہی ہیں، صاحبزادوں کا یہ حال ہو کہ ایک بیٹھے ہی بیٹھے سو گئے، اور دوسرے بیٹھے ہوئے پلنگ کے بان توڑ رہے ہیں۔ چھوڑ بان کو ہاتھ سے۔"

بیوی۔" چھوڑ دو، بٹیا، جاؤ جاکے کھیلو، سُن چکے اب کہانی۔"

(لڑکا جاتا ہے)

منشی جی۔" وہ تو تم خدا سے چاہتی تھیں کہ اسوقت کسی طرح کہانی کھٹائی میں پڑ جائے، تمکو تو منھ مانگی مُراد ملی نا۔"

بیوی۔" اب تم کو تو آ رہا ہو اسوقت غصّہ ناحق کو، یاد خود نہیں رہی کہانی اور غصّہ اُتر رہا ہے گھر بھر پر۔"

منشی جی۔" یاد کیسے رہ سکتی تھی جب تم بھلانے کی کوشش کر رہی تھیں، کہانی یاد نہ رہنے کا طعنہ اسوقت اچھا لگتا جب تم نے باداموں کا خیال رکھا ہوتا۔"

بیوی۔" اچھا خیر، میں کل ہی بادام منگا کر رکھے دیتی ہوں، مگر دماغ کیلئے علاج کرنا ہو تو قاعدہ سے کسی کو دکھا کر نسخہ لکھواؤ، خالی بادام چبانے سے کچھ نہیں ہوا کرتا۔"

منشی جی۔" مصیبت تو یہی ہو کہ تم حکیم بھی ہو، وہ تو بات یہ ہو ناکہ بادام

ذرا اچھی چیز ہے، اسلئے یہ سب باتیں تم کو سوجھ رہی ہیں۔ اگر کوئی حکیم تمکو لیپ بتا دیتا تو وہ تمکو خوب یاد رہتیں۔"

بیوی "۔ ہاں اور کیا میں تو تمہارے کھانے پینے سے جلتی ہی ہوں، جو سُنے وہ یہی کہے نا کہ میاں کا کھانا تک نہیں دیکھ سکتی یہ عورت۔"

منشی جی "۔ نہیں صاحب آپکو تو میرے کھانے پینے کا بڑا ہوش ہے، بادام تو خیر دوا ہے، مگر میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ اگر خود کھانا نہ مانگوں تو شاید تمہارے راج میں فاقے ہی کرنا پڑیں۔"

بیوی "۔ اے چولھے میں گیا میرا راج جو تم کو فاقے کرائے۔ میں کہتی ہوں کہ آخر اسوقت تم کو غصہ کیوں چلا آ رہا ہے۔"

منشی جی "۔ جی اور کیا، بدنام ہے میرا غصہ، حالانکہ دُنیا زمانہ کا قاعدہ ہے کہ بھوک میں انسان چڑچڑا ہو ہی جاتا ہے۔"

بیوی "۔ تو کس کمبخت نے کہا ہے کہ تم بھوکے رہو، میں ابھی لاتی ہوں کھانا۔"

منشی جی "۔ لا چکیں تم کھانا، اتنی دیر سے پڑا ہوا ہوں اور جب خود ہی کھانے کا نام لیا تو تم کو ہوش آیا۔"

بیوی "۔ خود ہی تو بٹھا لیا تھا اور اُٹھنے نہ دیتے تھے۔ اب خود ہی یہ بات کہہ رہے ہو، میں کہتی ہوں تم سچ مچ سٹھیا گئے ہو۔"

منشی جی "۔ تم ہی نے سٹھیا دیا ہے، اور ابھی کیا ہے تمہاری لاپروائیوں کا

یہی حال ہو تو ابھی اور سٹھیانا پڑے گا۔"

بیوی۔ "مجھے کیوں کہتے ہو، اپنی حرکتیں تو دیکھو، کہ ہانڈی چولھا سب چھڑوا کر موئی کہانی سنانے بیٹھے تھے۔ بھلا یہ کونسا وقت تھا کہانی کا؟"

منشی جی۔ "کہانی؟ --- لیجئے یہ تو حال ہے دماغ کا کہ کہانی کا خیال ہی دماغ سے نکل گیا تھا، اور میں اپنے نزدیک یہ سمجھ رہا تھا کہ بھوک کی وجہ سے غصہ آرہا ہے"

بیوی۔ "اب یہ تک تو تمکو پتہ نہیں کہ بھوک لگ رہی ہے یا موئی کہانی سنا رہی ہے اسی کو سٹھیانا کہتے ہیں۔"

منشی جی۔ "اچھا صاحب میں سٹھیا گیا ہوں۔ آپ ہی سچ کہتی ہیں، کہانی بھی مٹی میں ملی، اور کھانا بھی گیا، اب جو صاحب ہم کچھ کہیں تو سٹھیا گئے ہیں۔ سبحان اللہ --- سبحان اللہ۔

بیوی۔ "کھانا کیوں گیا، کھانا میں ابھی لاتی ہوں ---- (بیوی جاتی ہیں)

منشی جی۔ "(آپ ہی آپ) کیسی عمدہ کہانی تھی۔ مگر دماغ سے ایسی صاف ہے کہ جیسے کبھی سنی ہی نہ تھی --- لاحول ولا قوۃ ---- (بیوی کو آواز دیکر)

"ابھی میں نے کہا سنتی ہو، میں وہیں آیا جاتا ہوں، تم کھانا یہاں نہ لانا۔"

(پیروں کی چاپ) (برتنوں کی آواز)

بیوی۔ "لو ادھر بیٹھ جاؤ۔"

منشی جی۔ "کہانی بھولنے میں کچھ بھوک کو بھی دخل ہے۔"

بیوی۔ "مگر کہانی ہی نے تو بھوک بھی بھلا دی تھی۔"

منشی جی۔ "شاید اب کھانا کھا کر کچھ یاد آ جائے۔"

بیوی۔ "خدا نہ کرے اب یاد آئے، ہم بغیر تمہاری کہانی ہی کے بھلے۔"

منشی جی۔ "کیا مطلب ہے؟ ۔ ۔ ۔ ذرا ہاتھ دھونے کو پانی تو دو۔ اور یہ برتن بڑھاؤ ادھر، تم تو سمجھتی ہو کہ میرے ہاتھوں میں بانس بندھے ہیں۔"

(برتنوں کی کھڑبڑ)

منشی جی نے چاء بنائی

منشی جی نے چاء بنائی

(پتیلیوں کے گرنے اور کچھ برتنوں کے لڑھکنے کی آواز)

بیوی۔ " بِل۔ بِل۔ بِل۔ (وہ ڈرتی ہے)

منشی جی۔ " لاحول ولا قوۃ۔ "

بیوی۔ " ارے تم ہو۔ یہ آخر باورچی خانے میں کیا ہو رہا ہے؟ "

منشی جی۔ " میرا سر ہو رہا ہے۔ یہ آخر پتیلیوں کو ایک کے اوپر ایک اوندھا کر کیوں رکھا جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے جیسے دوکان سجائی گئی ہو، توبہ، توبہ۔

بیوی۔ " تو کیا یونہی پڑی رہا کریں؟ "

منشی جی۔ " وہ تو کہیے کہ میرا ہی ہاتھ لگا تھا نہیں تو معمولی سے ہوا کے جھونکے میں پتیلیوں کی یہ دیوار ڈھے جاتی۔ "

بیوی۔ " اور کیا، ہوا میں پتیلیاں ہی تو اُڑا کرتی ہیں، مگر میں پوچھتی ہوں کہ آخر یہ آج باورچی خانے کا مُعائنہ کیوں شروع ہوا ہے؟ "

منشی جی۔ " معائنہ؟ یعنی اپنے گھر میں اگر کسی چیز کو دیکھا جائے تو اس کو معائنہ کہتے ہیں؟ "

بیوی۔ "خیر نہ کہتے ہوں گے، مگر تمہارا یہاں کام کیا ہے؟"

منشی جی۔ "میں یہاں اسلئے آیا تھا کہ ۔۔۔ کہ ۔۔۔ کہ ۔ لیجئے کچھ یاد ہی نہیں رہا، معلوم ہوتا ہے گھاس کھانے آیا تھا۔"

بیوی۔ "کوئی بات ہو تو یاد بھی آئے، یہ کیوں نہیں کہتے کہ باورچی خانہ ہی کی طرف منہ اُٹھ گیا ہوگا، بس چلے آئے اسی طرف ناحق کو۔"

منشی جی۔ "جی اور کیا، میں ایسا ہی تو فضول آدمی ہوں کہ بیکار پھرا کروں، اور باورچی خانہ ہے بھی گویا بڑی تفریح کی جگہ، مگر واقعی یہ بتاؤ کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں گا؟"

بیوی۔ "لو اور سنو، آئے ہو تم، اور بتاؤں میں۔ مجھے کیا معلوم کیوں آئے تھے۔"

منشی جی۔ "اتنے دن بادام کھاتے ہو گئے مگر مجھے تو کچھ فائدہ ہوا نہیں۔"

بیوی۔ "ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں جو فائدہ بھی ہو جائے۔"

منشی جی۔ "کیوں دن ہوئے کیوں نہیں۔ اب کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ برسوں کھائے جاؤں، اور جو عادت پڑ گئی تو ۔ ؟"

بیوی۔ "مگر تم تو کہتے ہو کہ مجھے کسی چیز کی عادت نہیں پڑتی، جب کہو حقہ چھوڑ دوں، جب کہو، پان چھوڑ دوں، جب کہو، چائے ۔"

منشی جی۔ "(بات کاٹ کر) چائے ۔ ۔ چائے ۔ لیجئے صاحب یاد آگیا، چائے بنانے آیا تھا، باورچی خانے میں۔"

بیوی۔ "بھلا یہ دوپہر کو چاء بنانے کا کونسا موقع ہے، اور چاء پینے کا یہ وقت کونسا نکالا ہے؟"

منشی جی۔ "سچ ہی، ارے صاحب سویرے ہی تو تم سے مارے اکڑ کے کہہ دیا کہ کہو تو چاء چھوڑ دوں، مگر اب حالت یہ ہے کہ تمام بدن ٹوٹ رہا ہے، جمائیاں آرہی ہیں، اور بھوں کچھ بڑھ سی گئی ہے، گھنٹہ بھر تک یہی سوچتا رہا کہ چاء بنانے کی ترکیب کیا ہے؟"

بیوی۔ "اور اب ترکیب سمجھ میں آئی تو یہ آئی کہ چلو باورچی خانے میں پتیلیاں لڑھکائیں"

منشی جی۔ "وہ تو گرنے کے لئے رکھی ہی گئی تھیں کہ جیسے ہی میں نے نیچے کی پتیلی کھسکائی، اوپر کی سب میرے اوپر ہی آرہیں۔"

بیوی۔ "اب تم خود ہی بتاؤ کہ اوپر کی پتیلیاں ہٹائے بغیر نیچے کی پتیلی کھسکانے کا آخر کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟"

منشی جی۔ "یہ تو تم ٹھیک کہتی ہو، اتنی سی بات کیا میں نہیں سمجھتا، مگر مجھے تو نیچے والی پتیلی چاہیئے تھی۔"

بیوی۔ "تو ایک ایک کرکے اوپر کی پتیلیاں ہٹا لیتے اسکے بعد نیچے والی پتیلی کو نکال کر اپنا کام چلاتے۔"

منشی جی۔ "واقعی یہ میں بھول گیا تھا۔ مگر ۔۔۔ مگر۔ ایک ایک کرکے جبتک میں اوپر کی پتیلیاں اٹھاتا، نیچے والی پتیلی تک پہونچتے پہونچتے یہ بھول بھی جاتا کہ میں پتیلی کیوں نکال رہا تھا۔"

بیوی۔ "تو یہ تم سے کس نے کہا تھا کہ تم خود بیٹھو چولھے کے پاس، مجھ سے کہتے تو کیا میں نہ بنا دیتی چائے؟"

منشی جی۔ "جس منھ سے چائے چھوڑنے کو کہا تھا اُسی منھ سے چائے بنانے کو کہتا، میں کم سے کم ایسا دو منھا تو ہوں نہیں۔ میں نے کہا کہ لاؤ آج خود ہی چائے بناؤں۔"

بیوی۔ "بنائی نہ ہو کہیں۔ چائے نہیں تو بنائیں گے۔"

منشی جی۔ "کیا معنی، گویا میں چائے تک نہیں بنا سکتا، چائے نہ ہوئی پلاؤ زردہ ہو گئی"

بیوی۔ "تمہارے لئے تو پلاؤ زردہ سے بھی زیادہ مشکل ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا خیر، ہو گی مشکل دیکھا جائے گا مگر چائے بناؤں گا اسوقت میں خود ہی۔ وہ کہاں ہیں کیا نام۔"

بیوی۔ "اچھا میں تو جاتی ہوں یہاں سے مجھ سے باورچی خانہ کی یہ تباہی دیکھی نہ جائیگی"

منشی جی۔ "تم تو کرتی ہو خواہ مخواہ کی باتیں، کونسی تباہی ڈال رہا ہوں میں آخر، وہ بتاؤ نا وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ لکڑیاں کہاں ہیں چولھے کی؟"

بیوی۔ "لکڑیوں کی کوٹھری میں ہوں گی۔"

منشی جی۔ "اچھا اور وہ ۔۔۔ اور کیا چیز پوچھنا تھی تم سے؟"

بیوی۔ "یہ بھی مجھ ہی کو بتانا پڑے گا۔"

منشی جی۔ "ٹھیک ہے یاد آ گیا، مٹی کا تیل کہاں ہے؟"

بیوی۔ "وہ رکھی ہے بوتل، مگر خدا کے لئے گھر میں آگ نہ لگا دینا۔"

منشی جی۔ "جو کوئی چائے بناتا ہو وہ گھر میں آگ ہی تو لگا دیتا ہے۔"

بیوی۔ "کسی اور کا ذکر نہیں، یہاں تو سوال تمہارا ہے۔ خدا ہی خیر کرے معلوم نہیں کیا کرنے والے ہو آج۔"

منشی جی۔ "اچھا تو اب پتیلی میں رکھا جائے پانی چولھے پر۔"

بیوی۔ "اور جب گھنٹہ بھر کے بعد یہ پتہ چلے کہ بغیر آگ کے پانی پک نہیں سکتا، تو آگ جلانا یاد آ جائے۔

منشی جی۔ "کیا مطلب تمہارا۔؟"

بیوی۔ "مطلب یہ کہ آگ بھی جلاؤ گے یا پہلے ہی سے موا پانی رکھ دیا جائیگا؟"

منشی جی۔ "اوہ ـــ آگ ـــ آگ تو واقعی پہلے ہی جلانا چاہئے۔ اچھا اب ذرا میرا ہاتھ تو بٹاؤ، ایک آدھ لکڑی لا دو، بچوں کی طرح دوڑ کر۔"

بیوی۔ "لو اور سنو، اب چلے ہیں بیچارے مذاق کرنے اس بڑھاپے میں۔"

منشی جی۔ "یعنی بڑھاپے میں کیا کوئی اپنی بیوی سے مذاق نہیں کرتا۔"

بیوی۔ "اگر مذاق کرتا ہے تو بڈھا چونچلا کہلاتا ہے۔"

منشی جی۔ "ہاں تو لادو نا، لکڑیاں جب تک میں سب چیزیں قرینہ سے رکھ دوں۔"

بیوی۔ "خدا کے واسطے تم اپنا قرینہ میرے باورچی خانہ میں شروع نہ کر دینا۔ جس جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہو میں تم کو دیدوں۔"

منشی جی۔ "تم سے صرف لکڑیوں کو کہا تھا وہی ابتک آ رہی ہیں، اور کسی چیز کو کیا کروں کہکر۔"

بیوی۔ "لو میں لکڑیاں ابھی لاتی ہوں۔"

(بیوی جاتی ہو اور منشی جی باورچی خانہ میں
ادھر اُدھر کھڑبڑ کرتے رہتے ہیں کہ بیوی اتنے
میں لکڑیاں لیکر آ جاتی ہیں، لکڑیوں کے رکھنے کی آواز)

منشی جی۔ "لے آئیں لکڑیاں، شاباش۔ شاباش۔"

بیوی۔ "اور یہ تم نے چاء کا سٹ کیوں نکالا ہے۔"

منشی جی۔ "اور نہیں تو کیا، چاء کے لئے چھری، کانٹے، پلیٹیں اور ڈونگے نکالتا ہو۔"

بیوی۔ "میرا مطلب یہ ہو کہ اکیلے تم چاء پیو گے، اسکے لئے اس سامان کی کیا ضرورت ہے، بس ایک پیالی اور ایک طشتری نکال لی ہوتی۔"

منشی جی۔ "خیر، خیر، تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں (لکڑیاں چولھے میں لگاتے ہوئے) یہ تو لگائیں لکڑیاں۔"

بیوی۔ "یوں لگائی جاتی ہیں لکڑیاں جیسے سپاہی بندوق کھڑی کرتے ہیں۔"

منشی جی۔ "بھئی کیا کہی ہو۔ ع سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری ۔۔۔۔۔
(منشی جی گنگناتے ہیں) ۔۔۔۔ تو صاحب لکڑیاں تو گئیں لگ، اب انکو جلانے کا انتظام کیا جائے۔ وہ کہاں بتایا تم نے مٹی کا تیل۔"

بیوی۔ "وہ رکھی ہے بوتل، اب تم پوچھوگے دیا سلائی کو۔"

منشی جی۔ "ایں۔۔۔ ہاں۔۔۔ دیا سلائی بھی ہو یا نہیں۔ نہ ہو تو دیکھو شاید
میری چلم میں کوئی چنگاری پڑی ہو۔"

بیوی۔ "اب میں جاؤں ان کی چلم ٹٹولنے۔ وہ رہی بستے پہ دیا سلائی، مگر پوری
ڈبیہ نہ پھونک دینا۔"

منشی جی۔ "اگر پوری ڈبیہ ہی پھونکنا ہوتی تو لکڑیوں کی کیا ضرورت تھی۔
مگر۔۔۔ مگر۔۔۔ سنو تو ردی کاغذ جلا کر کیوں نہ پانی پکا لیں؟"

بیوی۔ "ردی کاغذ؟۔۔۔ اب ردی کاغذ کہاں سے آئیں گے تمہارے لئے؟"

منشی جی۔ ٹھہرو جی، میں لاتا ہوں۔ اپنا کام انسان اپنے ہی ہاتھ سے خوب کرتا ہو؟

(منشی جی جاتے ہیں اور راستہ ہی میں سوچتے ہیں)

منشی جی۔ "ارے میں نے کہا یہ کام کی تو نہیں ہے کاپی؟"

بیوی۔ (منشی جی کی طرف جھپٹتے ہوئے) شبن کی کاپی ہو یہ اسے رکھو وہیں۔"

منشی جی۔ "اور یہ کاغذ کیسا ہے؟"

بیوی۔ "واہ۔ میں بٹیا کا خط تمہارے جو لکھے ہی میں تو جلاؤں گی کیوں؟"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ۔ جس گھر میں ردی کاغذ تک نہ ملیں وہ کوئی گھر ہے۔
اچھا یہ تو ہے بیکار سی سڑی ہوئی کتاب۔"

بیوی۔ "ہاں، ہاں، جلا ڈالو، موئی دھوبی کے حساب کی کتاب ہے، ہیرا کیا ہو۔

آخر تم چل کر بیٹھتے کیوں نہیں ہو میں ابھی بنا کر لاتی ہوں چاء۔"

منشی جی:" اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جو چاء بناؤ گی وہ تو جیسے جادو کے زور سے بنجائے گی اور میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ چاء بنانے کا جیسے طریقہ ہی نہیں ہے؟

بیوی:" اچھا تو بناؤ تم چاء مگر مجھے جانے دو، شبّن کی قمیص میں بخیہ کرنا ہے دوسرے کون رات تک تمہارے ساتھ چاء بنوائے۔"

منشی جی:" رات تک؟ ابھی رات کیا معنی، ابھی تو چٹکی بجاتے چاء تیار ہوئی جاتی ہے۔ بس آگ جلی نہیں کہ چاء تیار۔ تم جانا چاہتی ہو تو جاؤ نا۔"

بیوی:" ہاں میں تو جاتی ہوں تم اپنے بیٹھے ہوئے بنائے جاؤ چاء۔"

(بیوی جاتی ہیں، منشی جی پھر باورچی خانے میں کچھ کھڑبڑ کرتے ہیں۔ دیاسلائیوں پہ دیاسلائیاں جلاتے جاتے ہیں اور پھر خود ہی کہتے جاتے ہیں

منشی جی۔ (خود اپنے سے) دس پندرہ اخبار جلا ڈالے اور پانی ابھی سنسنایا تک نہیں، یہ آخر بات کیا ہے؟ (بیوی کو پکارتے ہیں) ارے ------ کیا نام ہے؟ ---- میں نے کہا شبّن کی ماں۔"

بیوی۔" تو یہ ہے، خود ہی کہا کہ جاؤ، اب خود ہی پھر پکارنا شروع کر دیا۔ آخر کیا کہتے ہو؟"

منشی جی۔" تم تو بات بات پہ چڑھ جاتی ہو، کام کر رہا ہوں میں اور غصّہ

آ رہا ہے تم کو۔"

بیوی۔ "یہ کیا ہوا چولھے کو؟"

منشی جی۔ "کہاں؟"

بیوی۔ "یہ موئے باورچی خانہ بھر میں جلے ہوئے کاغذ کا کوڑا جو تم نے پھیلایا ہے تو اس سے کیا حاصل ہوا؟"

منشی جی۔ "خیر کوڑا تو ہوتا ہی رہتا ہے مگر یہ آخر لکڑیاں آگ کیوں نہیں پکڑ رہیں؟"

بیوی۔ "واہ واہ واہ، چولھے پہ چڑھی ہوئی پانی کی پتیلی اور نیچے سے کاغذ جلا جلا کر تم دھونک رہے ہو چولھا، تمام جلے ہوئے کاغذ پانی میں پڑے ہیں اور تمھیں ہوش بھی نہیں ہے۔"

منشی جی۔ تو پھر اس کو میں کیا کروں، مگر چائے تو بعد میں چھان لی جائیگی۔"

بیوی۔ "تو کیا تم نے چائے کی پتّی بھی ابھی سے ڈال دی؟"

منشی جی۔ "اور نہیں تو کیا، گرم پانی پی لینے کے بعد چائے کے پھنکے لگاتا پھروں؟"

بیوی۔ "سچ مچ تم نے تو ناک میں دم کر دیا ہے۔ میں پہلے ہی جانتی تھی کہ نہ معلوم کیا تماشا کرکے رکھیں گے یہ۔"

منشی جی۔ "تو آخر ہوا کیا، کچھ بتاؤ گی بھی؟"

بیوی۔ "اب میں تم کو کیا بتاؤں۔ جب پانی ابلنے لگتا ہے اسوقت ڈالی جاتی ہے پتّی، یہ ارہر شش کی دال تو ہے نہیں کہ تم نے پانی میں بھگو کر پکانا شروع کر دی"

منشی جی۔ "ارے صاحب تو میں کیا جانوں۔ نہ میں باورچی ہوں اور نہ بزرگوں میں
ابتک کوئی خانساماں گذرا ہے تو اب اسکو کیا کیا جائے؟"

بیوی۔ "کیا یہ جائے کہ تم جاؤ، یہاں سے میں چاء بناتی ہوں۔"

منشی جی۔ "میں چاہتا تھا کہ یہی ایک کام آجاتا، وقت بے وقت کام ہی آتا۔"

بیوی۔ "ہاں بس یہی کام آتا کہ پہلے سے چاء کی پتی ڈال کر بیٹھ رہتے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی، ابی ہی کہے جاؤ گی، دوسرے کی بھی تو سنا کرو۔ میں نے تو چاء کی پتی اسلئے ڈالدی تھی کہ کہیں عین وقت پہ بھول نہ جاؤں پتی ڈالنا۔"

بیوی۔ "اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ میں خود چاء بنائے دیتی ہوں، مگر سنتا کون ہے میری، تم اگر چاء بنا سکتے ہوتے تو کھالا زمین پہ پھیر رکھتے؟"

منشی جی۔ "اچھا صاحب کان پکڑے میں نے معلوم ہوتا ہے کہ چاء بنانا بھی کوئی پہاڑ کھودنا ہے۔"

بیوی۔ "پہاڑ تو خیر تم کھود بھی سکتے ہو مگر یہ تمہارے بس کا روگ نہیں۔"

منشی جی۔ "یہ بات ہے، تو آپ معاف رکھئے چاء بنانے سے، میں تو اب اسی وقت چاء پیوں گا جب خود اپنے ہاتھ سے بناؤں۔"

بیوی۔ "تو بن چکی چاء، اور پی چکے تم۔"

منشی جی۔ "اچھا نہ بنے گی تو نہ پئیں گے۔ اب تو میں باقاعدہ اگرٹ لگا کر چاء بناؤں گا، اور تمکو بھی کر دکھاؤں گا کہ دیکھو بنانے والے اسطرح بناتے ہیں چاء

تمھیں کچھ معلوم بھی ہے کہ دُنیا میں کوئی چیز محنت کے بعد ناممکن نہیں ہے۔"

بیوی "تمھارا حلوا بنانا تو کہو میں پکے کاغذ پہ لکھ دوں کہ ناممکن ہے! ورنہ مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تم کیسے بناتے ہو اب جاؤ۔"

منشی جی "دیکھنا ہو تو دیکھ لینا، ہاتھ میں کنگن ---- ہاتھ کے کنگن ---- وہ کہاوت کیا ہے؟"

بیوی ۔ "خدا ہی حافظ ہے آج اس باورچی خانہ کا۔"

منشی جی "میں پوچھ رہا ہوں وہ کہاوت کیا ہے کنگن اور آرسی والی۔"

بیوی ۔ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔"

منشی جی ۔ "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہوا، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟"

بیوی ۔ "مجھے نہیں معلوم کچھ مطلب وطلب۔"

منشی جی ۔ "تو خیر مطلب یہ کہ دیکھنا ہو تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، دیکھ لینا، ابھی میں مٹی کے تیل کی مدد سے پانی پکاؤں گا، ردی کاغذ سے آگ ہرگز نہیں سلگ سکتی، لاؤ، وہ بوتل اور ذرا دیا سلائی دو مجھے۔"

بیوی "لو بوتل سنبھالو، اور یہ دیا سلائی۔ جلا ڈالیں نا سب تیلیاں، اب اس موئی میں ہے کیا؟"

منشی جی ۔ "خوب یاد آیا، اسی لئے تو میں نے آواز دی تھی کہ دیا سلائی کی ڈبیہ کہیں سے نکالو، میں خود سوچ رہا تھا کہ میں نے کیوں بلایا ہے تم کو۔"

بیوی ۔ ” اب میں کہاں سے لاؤں دیاسلائی، اپنی ہی جیب سے نکالو۔ “
منشی جی ۔ ” بھئی واہ، بغل میں بچہ اور شہر میں ڈھنڈورہ، جیب میں دیاسلائی
رکھی ہو اور مانگ رہا ہوں تم سے ۔ “
بیوی ۔ ” اب بجے ہیں دو اور مجھے پانچ بجے باورچی خانہ کی ضرورت ہوگی
اسوقت تک جو جی میں آئے کرلو۔ “
منشی جی ۔ ” گویا دو، تین، چار، پانچ، تین گھنٹے تک میں چاء بناتا رہونگا۔ “
بیوی ۔ ” انشاء اللہ، اور اسکے بعد بھی چاء بن تھوڑی ہی پائیگی چاہے دیکھ لینا تم۔ “
منشی جی ۔ ” اچھا صاحب آپ ہی سچ کہتی ہیں۔ کون اب آپکے منہ لگے، تو وہ
کہاں گیا۔ ہاں یہ ہو مٹی کا تیل، اور یہ ہی دیاسلائی (ڈبیہ بجاتا ہو)
یوی ۔ ” لکڑیوں کو چولھا صاف کرکے قرینہ سے لگاؤ تو جلے ۔ “
شی جی ۔ ” آپ شوشے رہنے دیجئے اپنے، میں خود اپنے طریقہ سے بناتا ہوں چاء
اور اپنے ہی طریقہ سے آگ سلگاؤں گا ۔ “

وی ۔ ” اچھا سلگاؤ اپنے طریقہ سے کون تمہارے ساتھ مغز خالی کرے۔ “

(جاتی ہے)

شی جی ۔ ” تو کیا جا رہی ہو، سنو تو سہی۔ “
ہی ۔ ” جاؤں نہ تو کیا کروں، آج رات کو لالٹین کے لئے نہ تو مٹی کا تیل،
رہنے پائیگا نہ چولھا اس قابل رہیگا کہ رات کا کھانا اسپر پکایا جاسکے۔ “

منشی جی۔ "وہ میں نے اسلئے بلایا تھا۔۔۔۔ اسلئے بلایا تھا۔۔۔۔ شاید یونہی بلایا تھا، بیٹھو نا۔"

بیوی۔ "نہیں بخشو مجھے۔ اُفوہ، تمام بادرچی خانہ دھوئیں سے بھر دیا، اسے پھُنکنی سے پھونکو نا چولھا۔"

منشی جی۔ "کہاں ہے پھنکنی، کدھر ہے پھُنکنی۔ یہ ہے، یہ پھوں پھوں پھیوں،"

بیوی۔ "اب بس بھی کرو۔ آنچ تو ہونے دو موئی۔"

منشی جی۔ "وہ مارا، بس اب کیا ہے، سب سے بڑا کام آگ جلانا ہے، اور یہ ہم نے سر کر لی ہے"

بیوی۔ "اے تو اب رکھو نا، پانی کی پتیلی۔"

منشی جی۔ "ہاں، ہاں، رکھتا ہوں، پانی مجھے خود یاد ہے۔ لے یہ لو۔"

بیوی۔ "اتنا پانی آخر کیا ہوگا کیا محلہ بھر کو چائے پلانا ہے۔"

منشی جی۔ "میرا اصول یہ ہے کہ چیز چاہے زیادہ ہو جائے مگر کم نہ پڑے، اکثر بدنامی ہو جاتی ہے۔"

بیوی۔ "توبہ ہے اللہ، ایک پیالی تم کو پینا ہے تو زیادہ سے زیادہ دو بنالو مگر تم نے تو جیسے نہانے کے لئے پانی رکھا ہے۔"

منشی جی۔ "تو اگر پانی بچ رہا تو نہالوں گا، ایک پنتھ دو کاج، آخر نقصان ہی کیا ہے۔۔۔ بلکہ۔۔۔ بلکہ۔۔۔ خوب یاد آیا، واقعی بادام کچھ فائدہ کرتے ہیں، اب میری بھول کچھ کم ہو گئی ہے۔"

بیوی۔ "یاد کیا آیا تھا آخر؟"

منشی جی۔ "وہ بات یہ تھی کہ ـــــ کہ ـــ لاحول ولا قوۃ ـــ خیر پھر سوچوں گا۔"

بیوی۔ "یہ بے فائدہ جو یاد ام کر رہے ہیں۔"

منشی جی۔ "ہاں وہ بات یہ تھی کہ اگر بچا ہوا پانی چارپائی پر ڈال دوں گا تو کھٹمل ہی کچھ کم ہو جائیں گے۔ رات بھر پریشان کرتے ہیں۔"

بیوی۔ "اچھا تو سنا کیا ہو تم ایک آدھ پتیلی اور چڑھا دو پانی کی۔"

منشی جی۔ "ہوں ـــ ہوں ـــ اور ہاں وہ چائے کی پتی بھی اور ہے؟"

بیوی۔ "کیا پہلا ڈبہ ختم ہو گیا؟"

منشی جی۔ "وہ ڈبہ کیا کوئی بھرا ہوا تھا جو ختم ہو گیا۔ تھوڑی سی اسمیں چائے تھی جو پہلی مرتبہ ڈال لی تھی۔"

بیوی۔ "اچھا تو کسی اور ڈبہ میں تھوڑی سی پتی پڑی ہو تم دیکھ لینا (دروازہ پر دستک)

منشی جی۔ "کون صاحب ہیں؟ ارے بھئی کون صاحب ہیں؟"

بیوی۔ "کوئی بھی نہیں شبّن ہو گا۔"

منشی جی۔ "اچھا تم چلو دروازہ کھولو میں چائے لیکر آتا ہوں وہیں۔"

بیوی۔ "دیکھو دیکھو پانی میں اُبال آ گیا۔"

منشی جی۔ "آ گیا نا۔ بس اب تیار ہے چائے (دروازہ پر پھر دستک)

بیوی۔ "آ رہی ہوں (جاتی ہو) (منشی جی کچھ ڈبے کھڑبڑاتے ہیں اور تھوڑے سے

وقفہ کے بعد چیختے ہیں ۔

منشی جی ۔ ارے ۔۔۔۔۔ رے ۔۔۔ رے ۔ کہاں ہو ۔ دوڑو ۔ گیا گیا سب اُبل گیا ۔"

(بیوی دوڑتی ہوئی آتی ہیں)

بیوی ۔" کیا ہوا ۔ اُبل گیا ناس پٹی ۔ آگ بھی بجھی اور چاء بھی گئی ۔ آخر اُتاری کیوں نہ پتیلی ۔"

منشی جی ۔" کیا اپنے سر سے اُتار لیتا ۔ اب تم ہی اُتارو ، ابھی کچھ چاء باقی ہے ۔"

بیوی ۔" اے ہے ۔ یہ تم نے کیا اُبال کے رکھا ہے ۔ پودینہ ؟"

منشی جی ۔" پودینہ ۔ ؟ یہ اس ڈبّہ میں کیا پودینہ رکھا تھا ؟"

بیوی ۔" توبہ ہے ۔ موا پودینہ بھی غارت گیا ۔"

منشی جی ۔" استغفراللہ ۔ میں کیا جانوں کہ یہ سوکھا ہوا پودینہ ہے یا چاء ۔"

بیوی ۔" اچھا اب مہربانی کرکے تم چل کر بیٹھو میں چاء بنا دوں گی ۔"

منشی جی ۔" بنا تو خیر میں نے بھی لی تھی ۔ مگر وہ پودینہ نکل گئی ۔ اچھا اب تم بناؤ میں جاتا ہوں ۔"

(منشی جی جاتے ہیں)

منشی جی نے خط لکھا

منشی جی نے خط لکھا

دروازہ بھڑ بھڑانے کی آواز ساتھ ہی ساتھ
ڈاکیہ آواز دیتا ہے، "خط لیجئے۔"

منشی جی۔ "خط۔ خط، ارے میں نے کہا سنتی ہو، ذرا لپک کے خط لیلو۔"

بیوی۔ "خط نہیں تو تار۔ تمہارے یہاں خط کون بھیجے گا۔ پڑوس میں کسی کا خط آیا ہو گا۔"

منشی جی۔ "یعنی تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہمکو خط بھیجنے والا کوئی گویا رہا ہی نہیں۔"

بیوی۔ "رہا کیوں نہیں۔ خدا نہ کرے کہ نہ رہے مگر تم بھی کسی کے خط کا جواب کبھی دیتے ہو، ایک مہینہ ہونیکو آیا بھیا کا خط آئے ہوئے، ہزار دفعہ کہا کہ جواب لکھدو۔ مگر تم کو تو جیسے لکھنا آتا ہی نہیں۔"

منشی جی۔ "لکھنا نہیں آتا۔ اور یہ زمانہ بھر کی زبان، منشی جی، منشی جی، کہتے یونہی گھسا کرتی ہے؟"

بیوی۔ "ہو گئے منشی جی، مگر میں نے تو کبھی تم کو قلم پکڑتے بھی نہ دیکھا۔ کیا بیچارے نے لکھا تھا کہ خط دیکھتے ہی خیریت لکھنا۔"

منشی جی۔ "دم لینے کی تو مہلت نہیں ملتی، خط کیا خاک لکھوں، خط لکھنا ہے

اطمینان کا کام۔ تمہارے بھیا کا کیا، دن بھر پڑے اینڈا کرتے ہیں، اور کچھ نہیں تو اُنھوں نے کہا کہ لاؤ ایک خط ہی لکھ ماریں۔"

بیوی۔ "اور تم تو جیسے دن بھر ہل چلایا کرتے ہو۔ تم ہی تو نت لکھو اُن کو خط۔ واہ یہ بھی کوئی بات ہے۔"

منشی جی۔ "خط لکھنے سے کون انکار کرتا ہے، مگر لکھوں کیا اپنے سر سے۔ خط لکھنے کے لئے نہ تو تمہارے گھر میں کاغذ ہے گت کا، نہ لفافہ ڈھنگ کا۔ نہ قلم نہ دوات۔ بس حکم دیدیا کہ خط لکھو۔ سبحان اللہ۔"

بیوی۔ "تمہاری تو عادت ہے بات کا بتنگڑ بنانا، اگر لکھنا ہے تو لو میں دیتی ہوں کاغذ۔ شبن کی کاپی سے ایک ورق پھاڑے دیتی ہوں اور اسی کے بستے میں قلم وَلم بھی ہوگا۔"

منشی جی۔ "جی اور کیا، اب میں ایسا گیا گذرا ہوا کہ زندگی بھر میں ایک خط لکھوں تو وہ بھی کاپی کے پھٹے ہوئے کاغذ اور میاں شبّن کے قلم سے۔ اچھا اور دوات کا کیا ہوگا؟"

بیوی۔ "اے دوات کا کیا ہے پیالی میں اودا رنگ گھلا ہوا رکھا ہے۔ نہ رنگوں گی آج دوپٹہ، تم خط ہی لکھ لو۔"

منشی جی۔ "بس ان ہی باتوں پر جی جلتا ہے۔ گویا میں خاندانی رنگریز ہی تو ہوں کہ دوپٹے کے گھلے ہوئے رنگ سے خط لکھنے بیٹھ جاؤں۔"

بیوی۔ "میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ جس کام کے کرنے کو تمہارا دل نہیں چاہتا اسمیں ہزاروں ٹالے بالے نکالتے ہو۔"

منشی جی۔ "لیجئے صاحب یہ ٹالے بالے ہو گئے بھئی تم ناحق ناحق کو نہ اُلجھا کرو۔ مجھ سے، میرا کیا ہے تمہارے ہی بھائی کو خط لکھنا ہے تم دوپٹہ کے رنگ سے نہیں یا ان کی پیک سے لکھوا دو تو بھی میری عزت نہیں جا سکتی۔ تو وہ کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں خط لکھنے کے لئے ضروری۔"

بیوی۔ "ہاتھی ہوتے ہیں، گھوڑے ہوتے ہیں، گاؤں گراؤں ہوتے ہیں۔ آدمی گنہگار ہو جائے تم سے بات کہکر۔"

منشی جی۔ "پھر وہی، جانتی ہو کہ مجھے بات یاد نہیں رہتی اور تم ہو کہ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتیں۔ ہاں تو کاغذ، قلم، اور ---- اور ---- ٹھیک ہے دوات، بس، یہی نا؟"

بیوی۔ "کچھ تو بھول سچ مچ بڑھ گئی ہے اور کچھ تم جان بوجھ کر بنتے بھی ہو۔"

منشی جی۔ "بھئی اگر میں بنتا ہوں تو خدا کرے تم بھی ایسا ہی بننے لگو۔"

بیوی۔ "نوج دور پار میں بنوں۔ واہ، اب چلے ہیں مجھے کوسنے۔"

منشی جی۔ "تو اور کیا کروں تم کو بھی تو میرے کسی مرض کا یقین نہیں ہوتا۔ وہ رات کو ---- رات ہی کو تو ---- کیا ہو گیا تھا مجھے، ---- یعنی یہ حال ہے کہ تکلیف ابتک باقی ہے اور یاد نہیں رہا کہ یہ تکلیف ہے کس مرض کی۔"

بیوی۔ "رات کو تو اچھے خاصے سو رہے تھے۔ خدا نہ کرے کچھ بھی تو نہیں ہوا تھا۔"

منشی جی: "تمہارا دماغ تو مجھ سے بھی زیادہ بیکار رہی، یعنی رات کو میں نے تم کو اُٹھایا تھا، تم خود اُٹھی تھیں اور پھر بھول گئیں، وہی جب تم نے پانی پلایا ہے مجھکو۔"

بیوی: "اے تو وہ کوئی مرض تھا خدانخواستہ، تمکو پیاس لگی تھی۔ تم نے کہا کہ حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں۔"

منشی جی۔ (بات کاٹ کر) حلق میں کانٹے۔ حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے اور پانی پینے کیلئے اُٹھا تک نہ جاتا تھا۔ یہ تمہارے نزدیک کوئی مرض ہی نہیں ہے؟ اب تک یہ حال ہے کہ صبح سے گھڑوں پانی پی چکا ہوں مگر پیاس ہے کہ کسی طرح بجھتی ہی نہیں۔"

بیوی: "اے تو گرمی میں کون پانی نہیں پیتا، تمہارے یہاں ہوتی ہوگی یہ بیماری۔"

منشی جی۔ "بہت بہتر، میں بالکل اچھا ہوں، اور یونہی مریض بننے کا مجھے شوق ہے۔ جب تم ہی کو میرا خیال نہیں ہے تو کسی اور کو میری بیماری کا کیا یقین آسکتا ہے۔

ہمنے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد   وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

بیوی: "اے آگ لگے اس موئے حاکم کو، مجھے یہ باتیں نہیں اچھی لگتیں، مجھے کوئی موا کیوں چاہنے لگا۔" ایک شعر یاد آیا تو وہ بھی موا یہ۔"

منشی جی۔ "لیجئے صاحب ایک نہ شد دو شد۔ اب اس گھر میں شعر بھی نہیں پڑھا جا سکتا آخر اسمیں بُرا ماننے کی کونسی بات تھی کہ لگیں اُس بیچارے حاکم کو باتیں سُنانے۔"

بیوی۔ "ہاں تو تم ایسی بات ہی زبان سے کیوں نکالو، تمہاری زبان کے آگے کھائی خندق تو ہے نہیں جو منہ میں آیا بکتے چلے جاتے ہو۔"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ، بات کہنا دشوار ہے تمہارے سامنے موقع موقع سے شعر پڑھ ہی جاتے ہیں، کل ہمارے مرزا صاحب تو بات بات پہ شعر پڑھتے تھے مگر ان کی بیوی نے برا نہیں مانا۔"

بیوی۔ "ہاں تو میں نے کہہ دیا ہے کہ میرے لئے ایسے موئے شعر ویر نہ پڑھا کرو۔"

منشی جی۔ "بہت بہتر ہے، کان پکڑے صاحب آیندہ کے لئے ۔۔۔ مگر ۔ مگر یہ شعر آخر پڑھا کیوں تھا میں نے؟"

بیوی۔ "میں کیا جانوں کیوں پڑھا تھا، میں تو خود یہ کہہ رہی ہوں کہ آخر تم کو پڑھنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور شعر بھی دنیا جہان میں بس یہی رہ گیا تھا پڑھنے کو۔"

منشی جی۔ "اچھا اب چپ بھی رہو، میں یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آخر یہ شعر پڑھا کیوں گیا تھا؟ ۔۔۔ کیا بات تھی وہ؟"

بیوی۔ "کچھ اپنی بیماری آزاری کی بات کر رہے تھے۔"

منشی جی۔ "ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، تو میں نے کہا کہ جب اپنی بیوی ہوتے ہوئے تم ہی میری بیماری کا یقین نہ کرو گی تو اور کوئی کیا یقین کر سکتا ہے۔ ع میں بھی جھوٹا میں بھی جھوٹا ۔۔۔۔ لاحول ولا قوۃ، جانے کیا ہے یہ شعر، خیر ہوگا کچھ تو ہم ہی سچے؛ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ ع "تم ہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے۔"

بیوی۔ "تو میں یہ پوچھتی ہوں کہ آخر اپنا علاج کیوں نہیں کرتے جم کے؟"

منشی جی۔ "علاج تو جب کروں کہ تمہاری طرف سے تیمارداری کا بھروسہ ہو دوا کی تاثیر تو تم اپنی باتوں سے غائب کر دو گی، ہر وقت بکواؤ گی، جھنجھلاؤ گی اور دماغ کو گھن چکر بنائے رکھو گی، آخر ایسے علاج سے فائدہ؟"

بیوی۔ "تو مجھے ڈالو تم چولھے میں، میں ایسی ہی تمہارے لئے عذاب زندگی ہوں تو میں کچھ دن کے لئے بھیا کے یہاں چلی جاؤں اور تم علاج کرا لو۔"

منشی جی۔ "خوب یاد دلایا تم نے، بات اصل میں شروع ہوئی تھی کچھ آپکے بھائی صاحب ہی کے متعلق۔"

بیوی۔ "ان کے متعلق کیوں ہوتی، ان بیچارے نے تو محبت کے مارے ایک خط بھیجدیا تھا اور بس۔"

منشی جی۔ "خط۔ یعنی یقین جانو کہ کس مردود کو اتنی دیر کی گفتگو میں یہ خیال ہی رہا ہو کہ خط سے یہ بات شروع ہوئی تھی، البتہ دل کو ایک کھوج ضرور تھی کہ بات شروع کہاں سے ہوئی۔ ہاں تو لاؤ وہ کاغذ واغذ، لکھ کے چھٹی بھی کروں۔"

بیوی۔ "لو یہ تپائی کی کاپی سے کاغذ نکالو (کاپی اچھالتی ہوئیں) جبتک وہ رنگ کا پیالہ اٹھا لاؤں۔"

(بیوی کے جانے اور منشی جی کے کاغذ پھاڑنے اور اسکو درست کرنے کی آواز۔ بیوی پھر واپس آتی ہیں)

بیوی۔ "لو یہ رہا رنگ، قلم نکال لیا تم نے بستے سے؟"

منشی جی۔ "بھئی اس قلم سے تو میں قیامت تک نہیں لکھ سکتا۔ خط اگر خراب گیا تو تمہارے بھائی آٹھ آٹھ آنسو روئیں گے کہ بہن کو کس جاہل کندۂ ناتراش کے حوالے کر دیا ہے۔"

بیوی۔ "تو اب میں اسوقت قلم کہاں سے پیدا کروں، دوسرا قلم شبتن خود اسکول لیکر گیا ہوگا۔"

منشی جی۔ "ذرا سا دماغ سے کام لو تو ہر مشکل آسان ہوسکتی ہو، وہ لکڑی کہاں گئی جس سے صبح شبتن کے پاجامے میں کمر بند ڈالا تھا۔"

بیوی۔ "اب وہ موئی لکڑی کیا ہوگی۔"

منشی جی۔ "تم کو کیا بتاؤں کیا ہوگی، بھئی ضرورت ایجاد کی ماں ہو، تم بتاؤ تو وہ لکڑی اور ذرا باورچی خانہ سے چھری لا دو میں ابھی قلم بناتا ہوں۔"

بیوی۔ "وہ لکڑی تو یہ پڑی ہے لو، مگر چھری تو موئی نکمی ہے، سروتے سے نہیں بنجائے گا قلم۔"

منشی جی (ہنس کر) سروتے سے (پھر ہنستے ہیں) بھئی سخت جاہل ہو۔ سروتے سے اگر قلم بنانا ہوتا تو چمٹے سے خط ہی کیوں نہ لکھدیتا۔ تم لاؤ تو سہی وہ چھری ذرا سِل پر گھس کر لانا۔"

بیوی۔ "تو تمہاری جیب میں کیا تنکاری نہیں ہے؟"

نشی جی۔ "ہاں، ہاں، ہاں، واقعی شکاری تو موجود ہی ہے۔۔۔ لے یہ ہا
نا یہ لکڑی اور تم ذرا اب بیٹھکر اطمینان سے یہ سوچ لو کہ خط میں لکھوانا کیا ہے۔"

یوی۔ "اے لکھوانا ہی کیا ہے، یہی سب کی خیریت وریت اور کیا۔"

نشی جی۔ "(قلم پر قط رکھتے ہوئے) اچھا تو بولو تم خط، قلم تیار ہے میرا اور۔۔۔
ور ہاں یہ رہی کاپی، ذرا اس رنگ کے پیالے کو ادھر کھسکا دو۔۔۔ ہاں اب بولو۔"

بیوی۔ "یہی لکھو کہ یہاں سب خیریت ہے، پھر اپنی بیماری، میری کمزوری اور شبّن
کی کھانسی کا حال لکھو۔"

منشی جی۔ "یہ سب گویا خیریت ہوئی؟"

بیوی۔ "توبہ ہے، تم لکھو گے بھی یا وکیلوں کی طرح مجھ سے جرح کرو گے؟"

منشی جی۔ "ہاں تو کیا لکھوں یہاں سب خیریت ہے۔ مگر سنو تو۔۔۔ لاحول ولاقوۃ
کاغذ خراب کرا دیا نا۔ بھئی پہلے القاب لکھوایا ہوتا۔"

بیوی۔ "اے تو تم نے خود لکھ لیا ہوتا۔"

منشی جی۔ "خود لکھنا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا، کیا گھاس کھا گیا تھا۔ تو یہ
تمہارے بڑے بھائی ہیں نا؟"

بیوی۔ "بڑے؟ اے بہت بڑے ہیں، وہ جو ان کی بڑی لڑکی ہے نا کُندن
اسکے ماشاءاللہ شبّن کے برابر کی لڑکی ہے تم نے تو دیکھا ہوگا؟"

منشی جی۔ "کچھ یاد دلاؤ تو یاد آجائے، دیکھا ضرور ہوگا، تمہاری بھتیجی کو بھلا نہ دیکھتا۔

بیوی۔ اے وہی لڑکی جو تمکو بھیا بھیا کہتی تھی، بھائی صاحب کی بڑی لڑکی ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا خیر ہوگی، تو مطلب یہ کہ اس لڑکی کا کیا ذکر ہے اسوقت۔"

بیوی۔ "میں نے کہا کہ مجھ سے بہت بڑے ہیں، بھیا ایسا ہی القاب لکھو جو بڑوں کو لکھا جاتا ہے۔"

منشی جی۔ "قبلہ گاہی ..... اوں ہُنہہ ---- برادرِ بجان برابر ---- یہ بھی نہیں عزیزم سلمہٗ ---- یہ تو چھوٹے کو لکھا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ خط لکھنے کی عادت جو نہیں ہے تو سب القاب و آداب دماغ سے نکل گئے ہیں، تو یونہی بھائی صاحب ہی لکھے دیتا ہوں۔"

بیوی۔ "اے معظم محترم کچھ تو لکھو اور وہ کیا ہوتا ہے کچھ قیمت کی سی بات۔"

منشی جی۔ "قیمت کی سی بات؟"

بیوی۔ "اے ہاں وہی کچھ دام اور کم ----"

منشی جی۔ (اُچھل کر) دام ظلکم، ٹھیک ہے۔ اب تو تم نے پورا القاب بتا دیا، بھائی صاحب محترم معظم دام ظلکم"

بیوی۔ ہاں بس یہی لکھدو اور اس کے آگے لکھو۔"

منشی جی۔ "ٹھہرو ٹھہرو، ایک ایک بات لکھنے دو، نہیں تو سب تلے اوپر لکھ جاؤنگا۔ ہاں تو لکھتے ہیں، بھائی صاحب محترم و معظم دام ظلکم، اب بولو۔"

بیوی۔ "یہی لکھو کہ سب خیریت ہے اور پھر اپنی بیماری کا حال شبّن کی کھانسی اور

میری کمزوری کا پورا حال لکھدو۔"

شی جی: "میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اسکے لئے کوئی خاص جملہ ہوتا ہے میں خود
لکھا کرتا تھا، مگر اتنے برسوں کے بعد یہ خط لکھنے بیٹھا ہوں بات یہ ہی کہ اکثر"

یوی: "تو جانے بھی دو، وہ جملہ نہ ہوگا تو کیا نقصان ہے۔"

شی جی: "جب تو رہ ہوتا ہے یاد آجائے۔ بلکہ تم انکا وہی خط لاؤ اسمیں انھوں نے
وہ جملہ ضرور لکھا ہوگا۔"

یوی: "اور وہی تم ان کو لکھکر بھیجدوگے۔"؟

شی جی: "نہیں صاحب وہ جملہ تو ہر خط شروع کرنیوالا اپنے خط میں لکھتا ہے۔"

یوی: "اب اللہ جانے وہ خط کہاں رکھا ہے۔ ٹھیک ہے میں نے پاندان کی
نا کروالی کلھیا میں رکھدیا تھا (پاندان کھولتی ہے) لیے یہ لو۔ یہی ہے نا۔"

شی جی: "ہاں یہی ہے، کہ حضرت شروع ہوا ہے بیٹا۔ "ہمشیرہ عزیزہ، بعد دعا کے
لوم ہو کہ یہاں سب خیریت ہے اور تمہاری خیریت نیک مطلوب ہے" دیگر احوال یہ ہے"
ھیک ہے یہی ہوتا ہے وہ جملہ تو میں نے لکھا ہے۔ بھائی صاحب محترم و معظم دام ظلکم،
ب لکھنا ہے بعد دعا کے ۔ ۔ ۔ مگر نہیں وہ تو بڑے ہیں کیوں بڑے ہیں نا؟"

یوی: "تو یہ ہے، ابھی کہہ چکی ہوں کہ شبن کے برابر کی نواسی ہے۔"

شی جی: "ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے، احتیاطاً پوچھ لیا تم سے۔ تو بھائی صاحب
ترم و معظم دام ظلکم، بعد آداب کے۔ بڑے ہیں نا، اس لئے آداب ہونا چاہیئے

بعد آداب کے معلوم ہو کہ یہاں سب خیریت ہے اور آپکی خیریت نیک مطلوب ہے۔ دیگر احوال یہ ہے۔"

بیوی ۔" یہ کیا لکھ دیا۔ اے اب اپنی بیماری، شبن کی کھانسی اور میری کمزوری کا حال لکھو نا کہ بھوک لگتی ہی نہیں۔"

منشی جی ۔" مگر یہ خیریت ہی کے بعد تو لکھا جائیگا، تم سنتی تو رہو، ہاں۔ دیگر احوال یہ ہے کہ شبن کے ابا کی طبیعت آجکل بہت خراب رہتی ہے، رات کو بھی حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے اور پیاس لگی تھی شبن کو ۔ ۔ ۔ کیا لکھوں شبن کو بھوک نہیں لگتی؟"

بیوی ۔" خدا نہ کرے اُسے بھوک نہ لگے یہی اُسکے کھانے کھیلنے کے دن ہیں یہ بھوک کو میں نے اپنے لئے کہا تھا۔"

منشی جی ۔" اسی سے تو کہتا ہوں کہ ایکدم سے تم بول جاتی ہو، ایک ایک بات بولو، تو شبن کو کیا لکھوں۔"

بیوی ۔" شبن کو کھانسی ہو گئی ہے۔"

منشی جی ۔" شبن کو کھانسی ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ ہاں اور چلو۔"

بیوی ۔" خود میں آجکل بہت کمزور ہو گئی ہوں۔"

منشی جی ۔" خود میں آجکل بہت ۔ ۔ ۔ کمزور ۔ ۔ ۔ ہوئی) ۔ ۔ ۔ اور۔"

بیوی ۔" اور یہ لکھو کہ بھابی نے جو پازیب بنوائی تھی وہ کتنے بھر تھی اور

اسکی بنوائی کیا گئی تھی؟"

منشی جی۔" یہ کیا بات ہوئی؟"

بیوی۔" بتادوں گی تمھیں پھر کہ کیا بات ہے پہلے تم خط تو لکھ لو۔"

منشی جی۔" خود میں آجکل بہت کمزور ہوں، بھائی نے۔۔۔ جو پازیب۔۔۔ بنوائی تھی۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ کیا کہا تم نے۔"

بیوی۔" وہ کتنے بھر تھی اور اسکی بنوائی کیا گئی تھی؟"

منشی جی۔" جو پازیب بنوائی تھی وہ کتنے بھر تھی۔۔۔ اور اسکی۔۔۔۔ بنوائی۔۔۔ کیا گئی تھی۔۔۔"

بیوی:" ہاں اب یہ لکھو کہ جو مشروع کا تھان آپ پارسال لائے تھے چھوٹو کے لڑکے کی شادی کے لئے وہ کتنے کا ملتا ہے اور اُس میں کلی دار پاجامہ ہو سکتا ہے یا نہیں:"

منشی جی۔" تم تو یہ سمجھتی ہو کہ میں گویا آدمی نہیں مشین ہوں نہ معلوم کیا کیا بول گئیں، ہاں چھوٹو کی شادی کلی دار پاجامہ، کیا کہا تھا تم نے۔"

بیوی۔" توبہ ہے تم سے بھی، لکھو کہ جو مشروع کا تھان آپ۔۔۔

منشی جی۔ (بات کاٹ کر) ٹھیرو، ٹھیرو، اسکی بنوائی کیا گئی تھی اور جو مشروع۔۔ مشروع کا تھان۔۔۔ آپ۔۔۔ ہاں۔"

بیوی۔" آپ پارسال لائے تھے چھوٹو کی شادی میں۔۔۔ اے توبہ۔۔

چھوٹو کے لڑکے کی شادی کے لئے ۔"

منشی جی ۔" لاحول ولا قوۃ ۔ میں نے جلدی میں لے تو یہ ٹے تو یہ سب لکھدیا ۔ جتنا جتنا میں اس کاٹ پیٹ سے ڈر رہا تھا وہی آخر کو ہوا ۔ ۔ ۔ اچھا خیر، تو کیا ہوا ۔ ۔ ۔"

بیوی ۔" کہاں تک لکھا ہے تم نے ۔"

منشی جی ۔" جو مشروع کا تھان آپ پار سال لائے تھے چھوٹو کی شادی میں ۔ لے تو یہ ۔"

بیوی ۔" بس یہی کاٹ کر لکھو ۔ چھوٹو کے لڑکے کی شادی میں ۔"

منشی جی ۔" چھوٹو کے لڑکے کی شادی میں ۔ ۔ ۔ اچھا صاحب ۔"

بیوی ۔" وہ کتنے کا ملتا ہے اور ۔ ۔ ۔ ۔"

منشی جی ۔" ٹھہرو، ۔ ۔ ۔ وہ ۔ ۔ ۔ کتنے کا ملتا ہے ۔ ۔ ملتا ہے اور ۔ ۔ ۔ ہاں اب بولو ۔ ۔ ۔"

بیوی ۔" اور اسمیں کلی دار پاجامہ ہو سکتا ہے یا نہیں ۔"

منشی جی ۔" اور اسمیں کلی دار ۔ ۔ ۔ دار پاجامہ ہو ۔ سکتا ۔ ۔ ہے ۔ ۔ یا ۔ ۔ نہیں ۔ ۔ ۔ اچھا صاحب ۔"

بیوی ۔" سمبن کی لڑکی آجکل میکے میں آئی ہوئی ہے ۔"

منشی جی ۔" خیر آئی ہو گی، تم اسوقت خط لکھواؤ ۔"

بیوی۔ "اے خط ہی میں تو لکھوا رہی ہوں"۔

منشی جی۔ "سبحان اللہ، کتنی ضروری بات لکھوائی جا رہی ہے، اچھا صاحب لکھوائیے"۔

بیوی۔ "نصیبن کی لڑکی آجکل میکے آئی ہوئی ہے"۔

منشی جی۔ "نصیبن کی --- لڑکی آجکل۔ میکے --- آئی --- ہوئی ہے۔ ہوں"۔

بیوی "اس کی سسرال"۔

منشی جی۔ "اجی جہنم میں گئی نصیبن کی لڑکی اور اس کی سسرال، تم اپنی
باتیں لکھواؤ"۔

بیوی۔ "اچھا تو تم نہ لکھو، اسی لئے تو میں خط لکھواتی نہیں ہوں"۔

منشی جی۔ "اچھا صاحب خفا نہ ہوں سرکار، ہاں تو میکے آئی ہوئی ہے --- بولو اب"

بیوی۔ "اسکی سسرال میں کوئی غمی ہو گئی تھی"۔

منشی جی۔ "دنیا بھر کی ٹھیکہ دار ہیں آپ --- اسکی سسرال۔ میں -- کوئی
کوئی غمی -- ہو گئی تھی --- اچھا پھر"۔

بیوی۔ "اسلئے وہ آپکے قرض کے روپئے نہ بھیج سکی"۔

منشی جی۔ "اچھا یہ بات تھی --- ہاں تو سسرال میں غمی ہو گئی تھی۔ او کیا کہا تم نے"

بیوی۔ "اسلئے وہ آپکے قرض کے روپئے نہ بھیج سکی"۔

منشی جی۔ "اسلئے وہ آپکے --- قرض کے --- روپئے -- نہ بھیج -- بھیج سکی۔
اور بتائیے"۔

بیوی۔ "اور لکھو کہ وہ جو بال بڑھانے کا تیل ہو بھابی کے پاس ہے۔"

منشی جی۔ "بھئی اب خط میں زیادہ نہ لکھواؤ، کیا فائدہ بیرنگ ہو جائے۔"

بیوی۔ "اچھا تو اب جو تمہارا دل چاہے لکھدو۔۔۔ اور ہاں یہ تو لکھدو کہ بھابی کے بندے تیار رکھے ہوئے ہیں، مگر سنار کہتا ہو کہ سونا میل دار ہے۔"

منشی جی۔ "بہتر ہے صاحب اب ذرا پنکھا ہی لیلو ہاتھ میں۔ یہ خط لکھنا کوئی بچوں کا کھیل تو ہو نہیں، دیکھ رہی ہو پسینہ پسینہ ہو گیا ہوں۔ ہاں تو کیا لکھوں۔"

بیوی۔ "بھابی کے بندے سنار کے یہاں۔"

منشی جی۔ "بھابی۔۔۔ کے سنار۔۔۔ بندے کے یہاں۔"

بیوی۔ "یہ کیا لکھ رہے ہو، بھابی کے بندے سنار کے یہاں، یا بھابی کے سنار بندے کے یہاں؟"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ۔ دماغ تو چکرا رہا ہے، کیا لکھتا ہوں اور کیا بنجاتا ہے تو بھابی۔۔۔ کے بندے۔۔۔ سنار کے یہاں۔۔۔ ہاں۔"

بیوی۔ "سنار کے یہاں رکھے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ سونا میل دار ہے۔"

منشی جی۔ "کے یہاں۔۔۔ رکھے ہیں۔۔۔ مگر وہ۔۔۔ کہتا ہے کہ۔۔۔۔ سونا۔۔۔ میل دار ہو۔۔۔ یہ بے ایمانی ہو اسکی، خود ہی کھوٹا سونا ملا دیا ہوگا۔"

بیوی۔ "اب جو کچھ بھی اسنے کیا ہو، بات یہ ہو کہ ہیں تو گھر کی بیٹھنے والی اور تم میں یہ ڈھنگ نہیں۔ آخر یہ کام کرے تو کون۔"

منشی جی۔ "یعنی یہ معمولی معمولی کام تک میں نہیں کر سکتا۔ کیا کیا خیالات ہیں اس خاکسار کے متعلق بھی۔"

بیوی۔ "تم سے کہتی تو وہ سونا اور بُندے اب تک سب کھٹائی میں پڑے رہتے۔"

منشی جی۔ "اور اب تو گویا مٹھائی میں پڑے ہوئے ہیں کہ اس نے کھوٹا سونا اٹھا کے بُندے بنا دیئے۔"

بیوی۔ "خیر میری ہی غلطی سہی تم خط تو ختم کرو۔"

منشی جی۔ "خط میں اب رہا ہی کیا ہے ہوتا رہے گا ختم۔"

بیوی۔ "اے تو اب اسے سلام دُعا لکھ کر خط کی طرح ختم کر دونا۔"

منشی جی۔ "اب شام کو پُورا کر لیں گے، دماغ چکرا گیا، آنکھیں پتھرا گئیں۔"

بیوی۔ "شام تک کے لئے اُٹھا کے رکھا تو گیا پھر سال بھر کو۔"

منشی جی۔ "یہ کیا بات ہوئی۔ ارے بھئی شام کو اسے پورا کر لیں گے بِکل صاف کر کے دوسرے کاغذ پر لکھ دیں گے اور بس اب کوئی کام بھی باقی رہا ہو۔"

بیوی۔ "خیر، اب مجھے تو صبر آگیا کہ جا چکا یہ خط۔ (دروازہ پر دستک)

منشی جی۔ "دیکھنا کون ہے میں ذرا ہاتھ دھو لوں، تمام رنگ لگ گیا ہے"

(دونوں جاتے ہیں)

منشی جی نے دوالی

منشی جی نے دوا پی

(منشی جی پڑے ہوئے زور زور کراہ رہے ہیں اور تمام گھر ہائے ویلا سے سر پر اُٹھا رکھا ہے کبھی کھانستے ہیں کبھی اُف، آہ، کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ انکی بیوی آتی ہیں۔)

بیوی۔ "بس لیٹے ہوئے ہائے ہائے کئے جاؤ گے۔ معلوم ہوتا ہے جیسے ان کو انوکھا بخار آیا ہے۔"

منشی جی۔ "ارے،۔۔۔ اُف۔۔۔ بخار کو کون مردود کہتا ہے۔۔۔ مگر یہ سر کا درد۔۔۔ اہا ہا ہا۔"

بیوی۔ "تو درد کیا تمہاری اس چیخ پکار سے چلا جائے گا۔ آخر یہ دوا کس دن کے لئے لائے ہو؟"

منشی جی۔ "پھر لیا تم نے دوا کا نام۔۔۔ اوہو ہو ہو۔۔۔ اہا ہا ہا، ارے میں مرا جاتا ہوں اس درد کے مارے۔"

بیوی۔ "اچھا میں دوا کا نام نہ لوں گی، مگر تم بھی اب سر کے درد کا نام نہ لینا، تم نے تو سچ مچ بچوں کو مات کر دیا اس بڑھاپے میں۔"

منشی جی۔ "ارے۔۔۔ ارے رے رے۔۔۔ ذرا سر ہی دبا دو۔۔۔ اوہو ہو ہو"

بیوی۔ "دیکھو میں کہتی ہوں دوا پی لو، درد کم ہو جائے گا۔"

منشی جی: "دوا۔۔۔ اونہہ۔۔۔ اونہہ۔۔۔ دوا کڑوی ہو گی۔"

بیوی۔ "تو کیا ہوا، کڑوی ہو گی تو ہوا کرے۔ دوا ہے کوئی مٹھائی تو ہے نہیں۔"

منشی جی۔ "کڑوی ہو گی تو ہوا کرے۔۔۔ آہ۔۔۔ ہائے رے۔۔۔ کہہ دیا تم نے 'کڑوی ہو گی تو ہوا کرے'۔۔۔ ارے حلق سے کیسے اُترے گی؟"

بیوی۔ "دوا پی کے فوراً کُلّی کر لینا، پان کھا لینا، چلو چھُٹی ہوئی۔"

منشی جی: "مگر۔۔۔ اُف۔۔۔ اوہ۔۔۔ ارے بڑا درد ہے۔"

بیوی۔ "دبا تو رہی ہوں، مگر تم جب تک دوا نہ پیو گے یہ درد نہ جائے گا۔"

منشی جی: "اچھا۔۔۔ اچھا بھئی اچھا۔۔۔ اُنہہ اُنہہ۔۔۔ اُف۔۔۔ تو تم پہلے چکھو دوا کو۔"

بیوی۔ "لو اور سنو، میں اچھی خاصی ہٹی کٹی، مجھے کیا پڑی ہے کہ دوا نگوڑ ماری کو چکھوں۔"

منشی جی۔ "ارے چکھ کے بتاؤ کہ کیسی ہے۔۔۔ ہائے۔۔۔ توبہ اللہ۔"

بیوی۔ "تمہاری تو بیماری بھی موئی دُنیا سے نرالی ہوتی ہے، کسی کا سرسام میں بھی وہ حال نہ ہوتا ہو گا جو تمہارا ذرا سی حرارت میں ہو گیا ہے، اور پھر صاحب دوا نہیں پئیں گے۔"

منشی جی۔ "یہ حرارت۔۔۔ اوں ہوں ہوں ہوں۔۔۔ یہ حرارت ہے ذرا دیکھو تو سہی پُھنک رہا ہوں بخار میں۔"

بیوی۔ "کہیں بھی نہیں، تمام ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑے ہیں، نہ بخار، نہ کچھ۔"

منشی جی۔ "اچھا --- آہا ہا ہا --- اوہو ہو ہو --- اچھا بھئی میرا بخار بھی جھوٹا --- اونھ اونھ --- میں --- مکر کر رہا ہوں ارے ذرا زور سے دباؤ۔"

بیوی۔ "لے اب اور کیسے دباؤں۔ موئے ہاتھ دباتے دباتے شل ہو گئے۔ تو تم دوا نہ پیو گے؟"

منشی جی۔ "ایں، ہاں --- تو کڑوی ہے نا یہ دوا؟ --- اُف --- اوفوہ۔

بیوی۔ "موا مرض جائے تو کیسے نہ تم دوا پیو، نہ کچھ، میرا الگ ناک میں دم کر رکھا ہے۔"

منشی جی۔ "ارے --- آہ --- ارے بھئی --- اونھ --- بیماری میں تو نہ لڑو --- آہ --- آہا ہا ہا۔"

بیوی۔ "میں سچ کہتی ہوں کہ تم تو بچوں سے بھی گئے گذرے ہوئے۔ تم سے زیادہ اچھی طرح تو پیارا شبن دوا پی لیتا ہے۔ کیسی کیسی کڑوی دوائیں اُس نے پی ہیں، تم ہوتے تو آفت ہی مچا دیتے۔"

منشی جی۔ "شبن --- شب --- اونھ --- بن --- ارے شبن کہاں ہے؟"

بیوی۔ "آخر یہ تم اتنے بدحواس کیوں ہو، اب تو خدا نہ کرے بخار بھی نہیں ہے۔ مگر کراہ تو اس طرح رہے ہو جیسے دو دو بار نہیں معلوم کتنا تیز بخار ہے۔"

منشی جی۔ "تم تو --- ہونھ --- اونھ --- تم تو جھوٹا سمجھتی ہو، رات بھر

چَنے بُھنے ہیں۔ اسوقت کچھ کم ہے، مگر۔۔۔ اوہ۔۔۔ اوہو ہو ہو۔۔
مگر یہ۔۔۔ ارے یہ سر کا درد۔۔۔ بھئی سر پھٹا جاتا ہے، ذرا زور سے۔ ارے
ہاں۔۔۔ بس۔۔۔ یوں ہی دباؤ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ ٹھیک ہے۔

بیوی: "اچھا اب میرا کہنا مانو میں دوا لائے دیتی ہوں، پی لو۔"

منشی جی: "ذرا۔۔۔ ذرا۔۔۔ میری نبض تو دیکھو، چل رہی ہے نا؟

بیوی: "اے خدا نہ کرے کہ نہ چل رہی ہو، کیا موئی منحوس زبان ہے۔ دو دن بخار کیا آگیا کہ تم تو اور بھی سٹھیا گئے، اٹھو اب میں دوا لاتی ہوں"

منشی جی: "نہ۔۔۔ نہ نہ۔۔۔ نہ۔۔۔ ابھی ٹھہرو۔۔۔ میرا کہا سنا معاف کردو۔"

بیوی: "توبہ ہے اللہ، یہ آخر تم بک کیا رہے ہو؟"

منشی جی: "شبن کو اچھی طرح رکھنا۔۔۔

بیوی: "بھئی اللہ۔ آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے؟"

منشی جی: "اُسے مارنا دارنا نہیں"

بیوی: "اب تم چپ نہیں ہوگے؟ میں جاتی ہوں یہاں سے"

منشی جی: "ٹھہرو۔۔۔ آہاہا۔۔۔ اُف۔۔۔ اوفوہ۔۔۔ ارے ٹھہرو، میں چپ ہوگیا۔۔۔ بس۔"

بیوی: "ذرا سی بات میں گھبرا جانا اور دوسرے کو گھبرا دینا تو تمہاری عادت ہے، یہ سب باتیں کروگے مگر دوا نہ پیو گے۔ اُٹھو اب دوا لاتی ہوں"

منشی جی۔ میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ اُف۔۔۔ افوہ۔"

بیوی۔ "بس یہی اُف اور افوہ کہہ رہے تھے اور کیا کہتے، مواکراہنے کا
بھی ارمان ہے۔"

منشی جی۔ "میری تو جان پہ بنی ہوئی ہے۔۔۔ اُنہ۔۔۔ اور تم کہتی ہو کہ
ارمان ہے۔۔۔ ای ہی ہی ہی۔۔۔ بیمار ہونا بھی مشکل ہے۔"

بیوی۔ "تو خدا نہ کرے، بیماری ایسی نہیں ہے کہ تم زمین آسمان ایک کردو
اور اگر بیمار ہو تو دوا کیوں نہیں پیتے؟"

منشی جی۔ "ارے بھئی۔ دوا۔۔۔ دوا۔ کئے جاتی ہو، اس دوا کے نام سے
اور بھی بیماری بڑھتی ہے۔"

بیوی۔ "تو دوا نہ پیوگے تو اچھے کیسے ہوگے؟ سچ مچ بھیجہ خالی کردیا تم نے تو۔"

منشی جی۔ "بس اب دُعا کرو، چل چلاؤ۔۔۔ چل چلاؤ سمجھ میں آرہا ہے۔
وہ مجھے کیا وصیت کرنا تھی تم سے۔۔۔؟"

بیوی۔ "پھر وہی بدشگونی۔۔۔ میں یہاں نہیں بیٹھ سکتی تم پڑے پڑے بکے جاؤ"

منشی جی۔ "تم۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم یونہی غصّہ کئے جانا اور میں مرجاؤں گا۔
اگر
تو وصیت بھی رہ جائے گی۔"

بیوی۔ "دور بلا۔۔۔ کیا اچھے لگتے ہیں بیچارے ایسی باتیں کرتے ہوئے۔
نوج بیوی۔"

منشی جی۔ "اچھا بھئی اچھا تو۔۔۔ تو وہ میں کیا کہہ رہا تھا تم سے۔"

بیوی۔ "کچھ نہیں دوا مانگ رہے تھے۔"

منشی جی۔ "ایں۔۔۔ دوا؟۔۔۔ دوا تو بھئی سخت کڑوی ہوگی؟"

بیوی۔ "تو تمہارے لئے مزیدار دوا کہاں سے لاؤں۔"

منشی جی۔ "نہیں۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم ذرا چکھ کے دیکھو تو دوا کو۔"

بیوی۔ "اچھا تمہاری ہی ضد سہی۔ لو میں نگوڑ ماری دوا بھی چکھے لیتی ہوں"

منشی جی۔ "پہلے طشت لاؤ۔ اور۔۔۔ اور وہ۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔
جانے کیا کہہ رہا تھا۔"

بیوی۔ "کلّی کے لئے پانی لاؤں۔؟"

منشی جی۔ "ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ کلّی۔۔۔ ارے کلّی کیلئے پانی۔"

بیوی۔ "میں سب لائے دیتی ہوں۔"

منشی جی۔ "اور دو چار گلوریاں۔۔۔ دوا کے بعد۔۔ گلوریاں کھانے
کے لئے بنا دو۔"

بیوی۔ "اچھا گلوریاں بھی بنجائیں گی تم کسی طرح دوا تو پیو۔"

منشی جی۔ "ارے صاحب پہلے گلوریاں بنا کر خاصدان میں رکھ دو پھر
وہ جو ہوتی ہے نا کیا نام اسکا۔"

بیوی۔ "کیا چیز۔۔۔؟۔۔۔ تمباکو؟"

منشی جی۔ "ہاں ۔۔۔ ہاں تمباکو ۔۔۔ تمباکو منگاؤ۔ وہ جو ۔۔ ایک کیا کہلاتی ہے۔"

بیوی۔ "زردہ۔"

منشی جی۔ "نہیں جی ۔۔۔ بیماری میں خجواتی ہے ۔۔۔ ارے وہ ہوتی ہے نا۔"

بیوی۔ "یا اللہ۔ جانے کونسی پہیلی بجھا رہے ہیں ۔۔۔ دانہ دار؟"

منشی جی۔ "لاحول ولاقوۃ ۔۔۔ ارے صاحب ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہی ۔۔۔
میں سر پیٹ لوں گا اپنا۔"

بیوی۔ "قوام تو نہیں؟"

منشی جی۔ "قوام ۔۔۔ قوام ۔۔۔ جانتی ہو اور پھر اتنی دیر مجھکو بکار دق کیا
اس بیماری میں۔"

بیوی۔ "اب قوام کھاؤ گے؟ خود ہی کہتے ہو کہ سر میں درد ہے۔"

منشی جی۔ "پھر یاد دلا دیا سر کا درد ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اُف ۔۔۔ اوفوہ ۔ ارے رے رے"

بیوی۔ "لو اور سنو، اتنی دیر تک سر میں درد بھی نہ تھا، میں نے جو کہا یاد آگیا
اب کون تمہاری بیماری کا یقین کر سکتا ہے؟"

منشی جی۔ "یقین نہیں کرتا تو نہ کرے ۔۔۔ میں جھوٹا ہوں ۔۔۔ اخ ۔۔۔ اخ
اخاہ ۔۔۔ میرا سر پھٹا ہے ۔۔۔ اُف ۔۔۔ اُفوہ ۔۔۔ سر کا درد جھوٹا ہے۔"

بیوی۔ "یہ کون کہتا ہے کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ مگر تمہاری باتیں ہی ایسی ہیں کہ
اتنی دیر سر کا درد ہی بھولے رہے۔" (ہنستی ہے)

منشی جی۔ "ہنس رہی ہو۔۔۔ اُفوہ ۔۔۔ تم ہنس رہی ہو،۔۔ میں مر رہا ہوں
ارے رے رے ۔۔ میں مر رہا ہوں اور تم ہنس رہی ہو؟"

بیوی۔ "اچھا خیر، تم ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو۔ لو میں نے یہ تین چار
گلوریاں بنا دی ہیں، اب اُٹھ کے دوا پی لو۔"

منشی جی۔ "اور وہ ۔۔۔ وہ قوام کہاں ہے۔"

بیوی۔ "قوام بھی لو ۔۔۔ مگر تم اُٹھ تو چکو کسی طرح۔"

منشی جی۔ "اور الائچی بھی ہے۔ میں نہیں ۔۔۔ میں ۔۔۔ اُف ۔۔۔ اُفوہ
میں دوا نہیں پیتا۔"

بیوی۔ "یہ سب دوا نہ پینے کے بہانے ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ
دوا نہ پیو گے۔"

منشی جی۔ "الائچی دوا کے بعد سب کھاتے ہیں ۔۔۔ مرزا جی تو دوا کے بعد
خدا جانے کتنی الائچیاں چبا ڈالتے ہیں ۔۔۔ آیہ ۔۔۔ آیہ رے۔"

بیوی۔ "اچھا لو، یہ رکھی ہیں الائچیاں بھی، اب اور کوئی بات سوچو۔"

منشی جی۔ "بھئی خدا کے لئے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ خدا کے لئے دوا
چکھ لو، کہیں منہ خراب نہ ہو جائے۔"

بیوی۔ "لو میں چکھے لیتی ہوں (دوا چکھتی ہے اور فوراً آخ تھو کرتی ہے) کڑوی
تو نہیں کچھ میٹھی سی ہے۔"

منشی جی "سیٹھی؟ ۔۔۔ سیٹھی ہے ۔۔۔ تو بھئی ہم نہیں پئیں گے ۔۔۔ اور تم نے تو خود تھوکدی؟"

بیوی۔ "اے میں نے اسلئے تھوکدی کہ دوسرے کی دوا موئی نقصان نہ کر جائے۔"

منشی جی۔ "اچھا تو اب اس ۔۔۔ ارے بھئی ۔۔۔ اس ذکر کو ہٹاؤ ۔۔۔ میں دوا نہیں پی سکتا ۔۔۔ اُف ۔۔۔ افوہ ۔۔۔ سیٹھی ہے کمبخت ۔۔۔ نہ میٹھی نہ کھٹی ۔۔۔ سیٹھی۔"

بیوی۔ "اے تو کڑوی تو نہیں ہے، سیٹھی ہے تو تمہارا کیا لیگی۔"

منشی جی۔ "اوں ہُنھ ۔۔۔ میں نہیں پی سکتا، تم تک سے تو پی نہیں گئی۔"

بیوی۔ "اچھا تو چولھے میں ڈالو موئی دوا کو اور پڑے ہوئے ایڑیاں رگڑو میں تو ڈولی منگا کے جاتی ہوں نفیسہ کے یہاں، تم جانو اور تمہارا کام۔"

منشی جی۔ "ایں ۔۔۔ مجھکو بیمار چھوڑ کے جاؤ گی ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ اچھا بھئی لاؤ دوا، ۔۔۔ خفا نہ ہو ۔۔۔ مگر میں کیسے پیوں، یہ سیٹھی دوا ہے۔"

بیوی۔ "آنکھیں کرو بند اور سانس روک کے بس غٹ سے پی جاؤ، چلو چھٹی ہوئی۔"

منشی جی۔ "یعنی سانس بھی بند کردوں ۔۔۔ ناممکن ہے ۔۔۔ بھئی مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔"

بیوی۔ "سانس بند کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ناک بند کرلو۔"

منشی جی۔ "آنکھ بند کرو۔ ناک بند کرو۔ سانس بند کرو۔ تم ایک دوا بند نہیں کرسکتیں اور میں ہی سب کچھ کروں ۔۔۔ آہ ۔۔۔ ارے تو یہ ہے ۔۔۔

توبہ ہے میرے اللہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا آدھی تم پیو، آدھی میں۔"

بیوی۔ "سچ مچ دماغ چکرا دیا۔ خدا نہ کرے کہ تم ایسے مریض کی تیمارداری
کوئی کرے۔ اچھے بھلے کو تم خود بیمار ڈال دو۔ میں پوچھتی ہوں کہ تمکو دوا پینا ہے کہ نہیں:"

منشی جی۔ "پھر۔۔۔ ارے رے رے۔۔۔ پھر خفا ہو گئیں، بیمار ہیں تو خفا
نہ ہوا کرو۔ ذرا سی دوا پی لو تو میں بھی پی لوں۔"

بیوی۔ "مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ دوا بھی پینا پڑے گی تو دو نسخے
بندھواتی، ایک اپنے لئے اور ایک تمہارے لئے۔ بچوں کو کوئی کیا کہے
جب بڑھاپے میں یہ حال ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا تو دیکھو میں دوا پیتا ہوں۔۔۔ پیتا ہوں۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر
بھئی تھوڑی دیر میں پی لیں گے۔"

بیوی۔ "نہ پیو تم۔۔۔ کتوں کی طرح بھونکواتے ہیں۔ پاگل بنا کے رکھ دیا ہے۔
واہ۔۔۔ (جاتی ہیں)

منشی جی۔ "ارے چلیں کہاں۔۔۔ لو لو۔۔۔ میں پئے لیتا ہوں۔۔۔
اب آ کے ناک تو پکڑو میری۔"

بیوی۔ "پیو تم۔۔۔ میں ناک بھی پکڑ لوں گی۔ کسی طرح پیو تو تم دوا۔"

منشی جی۔ "پانوں کا وہ۔۔۔ کیا نام خاصدان ادھر بڑھاؤ۔"

بیوی۔ "لو۔"

منشی جی۔ "قوام کہاں ہے؟"

بیوی۔ "یہ رہا۔"

منشی جی۔ "الائچی وغیرہ کدھر ہے؟"

بیوی۔ "الائچی بھی یہ رہی۔"

منشی جی۔ "ہاں۔۔۔ تو۔۔۔ میں نے کہا ذرا غور سے چکھ کے مزا بتا دو کہ ہے کیسی؟"

بیوی۔ "پی چکے تم دوا، اور پلا چکی میں"

منشی جی۔ "ارے نہیں بھئی۔۔۔ پی تو رہا ہوں۔۔۔ وہ ہے کتنی۔ دکھاؤ ذرا مجھے۔"

بیوی۔ "یہ دیکھو اتنی سی ہوئی دوا کی خوراک ہے، اسکا یہ جھگڑا ہو رہا ہے۔"

منشی جی۔ "بھئی یہ تو سخت بدصورت ہے، سیہ فام کہیں کی۔"

بیوی۔ "تو کیا تم کو دوا سے شادی کرنا ہے جو صورت دیکھ رہے ہو نگوڑی کی۔"

منشی جی۔ "مذاق کرتی ہو۔۔۔ اوہ۔۔۔ ارے۔۔۔ ارے رے رے
بنا رہی ہیں۔۔۔ مذاق۔۔۔ مذاق کر رہی ہو؟"

بیوی۔ "میں مذاق کر رہی ہوں یا تم اتنی دیر سے دوا تک کو مذاق بنائے
ہوئے ہو، اب تک تو دوا اثر بھی کر چکی ہوتی۔"

منشی جی۔ "اچھا تو مطلب کیا ہے تمہارا۔۔۔ دوا پی لوں۔"

بیوی۔ "اور نہیں تو میں کیا کہہ رہی ہوں اتنی دیر سے۔"

منشی جی۔ "اچھا ٹھہرو ذرا۔۔۔ ابھی پیتا ہوں۔۔۔ یہ بتاؤ کہ کھانے کو کیا بتایا ہے!

بیوی۔ "صرف دُودھ بتایا ہے اور کیا بتاتے؟"

منشی جی۔ "بس خالی دُودھ۔۔۔ اُس مرتبہ تو پھل بھی بتائے تھے۔"

بیوی۔ "اُس مرتبہ اور بات تھی ابکی پھل نہیں بتائے۔"

منشی جی۔ "تو پھر۔۔۔ میں نے کہا کہ تو پھر فائدہ کیا ہوا بخار آنے سے؟"

بیوی۔ (ہنس کر) سچ مچ عجیب طرح کی تمہاری باتیں ہوتی ہیں۔ اے کیا کوئی فائدہ کے لئے خود سے بخار چڑھا لیتا ہے۔ اس مرتبہ پھلوں کی وجہ سے تم بکار کیلئے سات آٹھ دن پلنگ پر پڑے رہے، ابکی جلدی سے پلنگ تو چھوڑ دوگے اچھا اب دَوا پی لو۔

منشی جی۔ "ابتو دوا اور بھی نہیں پی جائے گی۔ میں تو سیب، سنتروں اور۔۔ اور۔۔۔ کیا نام۔۔۔ وہ انگور کا انتظار ہی کر رہا تھا۔"

بیوی۔ "ابکی دفعہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ کھانسی بھی ہے اسلئے پھل نہ دیئے جائیں۔"

منشی جی۔ "ارے۔۔۔ ارے بھئی تو کسی اور ڈاکٹر کو دکھایا ہوتا مجھے۔ بغیر پھلوں کے تو اور بھی کمزور ہو کر رہ جاؤں گا۔ اچھا مکھن اور بسکٹ وغیرہ۔"

بیوی۔ "کہہ تو دیا کہ بس دُودھ۔ دُودھ کے سوا کوئی چیز نہیں۔"

منشی جی۔ "غلط ہے، ۔۔۔ میں۔۔۔ میں ایسا علاج کرنے سے باز آیا۔۔ ہٹاؤ! یہاں سے یہ دَوا۔"

بیوی۔ "اچھا تم دَوا پی لو میں شام کو پھر پھلوں کے لئے پچھواؤں گی۔"

منشی جی۔ "بیماری سے بھی طبیعت اُچاٹ کر دی تم نے۔۔۔ لاحول ولاقوۃ۔"

بیوی۔ "تو اب تم نے طے کر لیا ہو کہ دیوانہ ہو گئے۔ میں سچ کہتی ہوں کہ نفیسہ کے یہاں چلی جاؤں گی اور اس عذاب سے منہ چُرا کے بیٹھ رہوں گی۔"

منشی جی۔ "تو اب دوا کس بات کی۔ بخار تو تم کہتی ہو کہ ہے نہیں۔"

بیوی۔ "اور پھر یہ ہائے ویلا کاہے کی ہے۔"

منشی جی۔ "اصل میں تو بھوک سی لگ رہی ہے۔"

بیوی۔ "بھوک تو تمہاری ہو گئی ہو دیوانی۔ دُودھ کہو تو لاؤں تمہارے لئے۔"

منشی جی۔ "بھئی دُودھ سے تو طبیعت گھبراتی ہے۔ اب تو میں اچھا ہوں بالکل۔"

بیوی۔ "اسی لئے کہتی ہوں کہ دوا پی لو کہ بخار نہ چڑھے۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ بخار اُتر گیا تو میں پھلوں کا عرق اور ہلکے بسکٹ بتا دوں گا۔"

منشی جی۔ "تو بخار اب کس نامعقول کو ہے۔ اور کون مردود کہتا ہے کہ بخار ہو۔"

بیوی۔ "سر میں درد تو ہے ابتک۔"

منشی جی۔ "سر میں درد۔۔۔۔ سر میں درد تو بخار کے ساتھ بھی نہیں تھا۔"

بیوی۔ "لے ہے، ابھی سر کے درد میں پڑے تڑپ رہے تھے اور اب اس سے انکار ہے؟"

منشی جی۔ "تو گویا میں جھوٹا ہوں۔۔۔۔ کیوں۔۔۔ چلی ہیں وہاں سے سر کے درد کی تہمت رکھنے۔"

بیوی۔ "اب کون تم سے بحث کرے۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ دوا پی لو نہیں تو
پھر بخار ہو گیا تو کچھ کھانے کو بھی نہ ملے گا۔"

منشی جی۔ "لاؤ بھئی لاؤ دوا ۔۔۔۔ دوا نہ ہوئی آفت ہو گئی۔"

بیوی۔ "لو ۔۔۔ سنبھالو۔ (شیشے کا گلاس گر کر ٹوٹنے کی آواز) اے ۔۔۔ لو
بس اب تو صبر آیا ہے؟"

منشی جی۔ "گر گئی دوا ۔۔۔ بڑی عمدہ بات ہے ۔۔۔ دوا کا گرنا اور پھر شیشہ کا
ٹوٹنا مبارک ہوتا ہے۔ تم تو اب میرے لئے پھلوں کا انتظام کرو۔"

(بیوی شیشے کے ٹکڑے بٹورتی جاتی ہے
اور بڑبڑاتی جاتی ہے۔)

اپنی

منشی جی نے صفائی کی

منشی جی نے صفائی کی

(منشی جی جھاڑن سے کچھ جھاڑتے جاتے ہیں
اور بڑبڑاتے جاتے ہیں)

منشی جی۔ (خود اپنے سے) توبہ۔ توبہ۔ یہ گھر تھوڑی ہے۔ کوڑا خانہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ منوں گرد ہے۔ (گرد تھوکتے بھی جاتے ہیں) خہ۔ خہ۔ آخ تھو (آواز دیکر) ارے اب نہا بھی چکو۔ اکیلا میں کیا کیا کروں ؟"

بیوی۔ (آتے ہوئے) توبہ ہے اللہ۔ موا نہانا بھی تم نے دشوار کر دیا۔ اور یہ سب چیزیں یہاں انگنائی میں کیوں ڈھیر کی گئی ہیں۔"

منشی جی۔" ذرا میری صورت دیکھو معلوم ہوتا ہے قبر سے نکلا ہوں کفن پھاڑ کر توبہ۔ توبہ۔ یہ تمہارا گھر ہے یا کباڑ خانہ ہے؟"

بیوی۔" تو آخر مطلب کیا ہے تمہارا جو یہ دکان لگا کر بیٹھے ہو"

منشی جی۔" یہ دیکھو۔ یہ ابّا جان مرحوم کی تصویر ہے۔ صندوق کے نیچے پڑی تھی ان کی قبر پر بھی اتنی مٹی نہ پڑی ہوگی جتنی اس تصویر پر جمی ہوئی ہے (جھاڑتا ہے) توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔ ان کی روح بھی کتنی خوش ہوگی کہ تصویر کی

یہ گت ان کی اولاد نے بنا رکھی ہے۔"

بیوی۔ "اے ہے تو کیا اسے میرے دوپٹے سے صاف کر رہے ہو۔ یہ آخر آج صفائی کی کیا سوجھی ہے۔؟"

منشی جی۔ "یہ بھی میری خطا ہو کہ صفائی کر رہا ہوں۔ ذرا دیکھو تو اس گھر کا کیا حال ہے۔ اگھوری بھی تو اس طرح نہ رہتے ہوں گے۔"

بیوی۔ "صفائی وفائی تو خیر تم کر چکے۔ ہاں سارا گھر الٹ پلٹ کے میرے سر پہ ڈھیر کر دو گے اور کچھ نہیں۔ مجھے یونہی سارا کام کرنا ہو اوپر سے تم یہ جھگڑا لے بیٹھے"

منشی جی۔ "تمہارے یہاں تو نیکی کا بدلہ ہمیشہ اسی طرح ملا۔ میں نے کہا کہ میں گھر کو صاف کر کے آئینہ بنا دوں جو دیکھے گا تمہاری ہی تعریف کریگا، مگر تم کو تو جیسے ضد ہو کہ میں کہوں دن تو تم دن کو بھی رات کہدو گی، میں پوچھتا ہوں کہ آخر صاف ستھرے پن سے تم کیوں گھبراتی ہو۔ لاؤ ذرا اٹھا کے وہ۔۔۔وہ ارے بھئی منہ تک رہی ہو بتاتی نہیں ہو کہ میں کیا مانگ رہا ہوں؟"

بیوی۔ "میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ آخر یہ سب چیزیں ٹھکانے سے کیونکر رکھی جائیں گی۔ اور یہ کیا آخر یہ موٹے لحاف، توشک سب ہی نکال کے میری جان پر کیوں ڈھیر کئے گئے ہیں؟"

منشی جی۔ "کیا کہا؟ لحاف توشک۔ ذرا دیکھو تو آگے بڑھ کے ہر لحاف میں چار سیر روئی ہے تو آٹھ سیر سے کم گدا بھی نہیں ہے، اور تم کہتی ہو کہ لحاف

تو نسک کیوں نکالے۔ مارے قابلیت ہی کے بیچاری پریشان ہیں۔ یہ شرفا کے اُٹھنے بیٹھنے کے لحاف اور یہ بھلے آدمیوں کے بچھانے کی توشکیں ہیں۔ یہ سب تمہاری بدانتظامی ہے۔

بیوی "اچھا اچھا۔ مجھے تو اب تمہارا انتظام دیکھنا ہے۔ جو مہینہ بھر میں کبھی یہ چیزیں ٹھکانے سے رکھ لو تو نام بدل دینا میرا۔"

منشی جی "کیا مطلب تمہارا۔ ذرا دیکھو، تمہیں میری قسم ذرا اس گھڑی کو تو دیکھو، کیا گت بنی ہے اسکی۔ دادا میاں کے وقت میں ٹھیک تھی۔ والد صاحب کے زمانے میں اچھی خاصی تھی مگر اب تو ہے تمہارا راج۔ کوئی بھی اسکو گھڑی کہہ سکتا ہے؟ بھونکتا ہے! توبہ۔ توبہ۔ نہ چھوٹی سوئی دکھائی دیتی ہے نہ بڑی۔"

بیوی "موئی ٹوٹی ٹھیکرا۔ اب ہے وہ کس کام کی۔ ابا جان ہی کے وقت سے خراب ہوئی ہے۔ تم آخر یہ آخور بٹور کے بیٹھ کیوں گئے؟"

منشی جی "بیٹھ اسلئے گیا ہوں کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کبھی تم کو بھی ہوش آیا تھا اس کاٹ کباڑ کو ٹھکانے سے لگانے کا۔ بس تمکو تو میرے کام میں عیب نکالنا آتا ہے اور خود کیا مجال کہ کبھی بھی ہلا لو ناک پر بیٹھی ہوئی۔"

بیوی "اچھا دیکھو میں کہے دیتی ہوں کہ ایک چیز بھی باہر پڑی نہ رہے۔ سب تم ہی کو رکھنا ہو گا۔ میں نہائی دھوئی ہوئی اب یہ موئی خاک نہ پھانکا کرنگی سمجھے کہ نہیں۔"

منشی جی (کچھ جھاڑتے ہوئے) توبہ۔ توبہ۔ یہ آخر ہے کیا بلا دیکھنا ذرا

یہ کیا چیز ہے؟"

بیوی۔ "تمہاری برساتی ہے موئی پرانی وہ جو تم کو اسپتال میں کسی کی لگ گئی تھی"

منشی جی۔ "اچھا وہ ہے یہ۔ میں بھی کہوں کہ یہ اتنا بڑا موم جامہ پرانے زمانہ کا کہاں سے آگیا۔ تو اب اسے پھینکو بھی۔ کونسا تبرک ہے جو سینت کر رکھا گیا آخر یہ دیکھئے یہ چھتری ملاحظہ ہو۔ کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ چھتری ہے (اکھاڑتا ہے) کپڑا غائب اور تیلیاں ہیں کہ منہ چڑھا رہی ہیں (پھینک دیتا ہے) ڈالو اسے جہنم میں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی ہوائی جہاز کا بھوت ہے"

بیوی۔ "بس اب تم اسی طرح انگنائی بھر میں ایک ایک چیز اچھالو گے۔ یہ بیہودہ ہے صفائی۔"

منشی جی۔ "خیر آپکے مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے اپنی یہ ڈھولک (ایکدم سے کھینچتا ہے) ارے توبہ۔ او ہو ہو ہو۔۔۔ ایں یہ کیا ہے آخر ذرا دیکھو تو اسے!"

بیوی۔ "تو یہ ہے مجھکو بھی ڈرا دیا تم نے۔ گلہری کا جھونجھ ہے اور کیا ہوتا۔ اے ہے اسمیں تو ننھے منے بچے بھی ہیں چپکے سے اسے رکھدو۔"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ ابتک دل دھڑک رہا ہے۔ معلوم نہیں میں اس جھونجھ کو کیا سمجھ رہا تھا کہ ایکدم سے وہ گلہری جو نکلی تو کلیجہ دھک سے ہو گیا۔۔۔۔ استغفراللہ۔ اب ہٹاؤ اسکو یہاں سے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ اس اٹاری میں

کیا آخور ہے؟"

بیوی:" اے رہنے دولہے یونہی اسمیں حقے کے لئے چھوٹی مٹی رکھی ہے۔"

منشی جی:" واہ واہ واہ۔ کیا کیا اور چیزیں آپنے بھی جمع کر رکھی ہیں --- یہ رہی وہ کھڑاؤں جسکو ڈھونڈھنے کے لئے کنویں میں بانس تک ڈالے گئے۔ مگر اسکے ساتھ کی دوسری کہاں ہے؟"

بیوی:" جہاں سے یہ نکالی ہے وہیں وہ بھی ہوگی؟

منشی جی:" یہ تو اس بڑے صندوق کے نیچے پڑی تھی"۔ (گرد اڑانے کیلئے پھونک مارتا ہے)

بیوی:" توبہ ہے تمام مٹی میرے منہ پر آکر پڑی ہوئی۔"

منشی جی:" خیر ہوگا۔۔۔ خاک میں --- خاک دامنگیر ہے --- اونہہ جانے کیا ہے شعر --- خیر جانے دو --- تو وہ میں کیا چیز ڈھونڈھ رہا تھا ---

یہ تو آپ کی کوئی چیز ہے شاید۔"

بیوی:" ماہی توا ہے اسے رکھو ادھر۔ اور وہ کبھی اٹھا دو سیوبنانیکا چھلنا۔"

منشی جی:" لے یہ لو۔ اور یہ بھی لو۔ یہ کیا ہے۔ اسکا سیدھا الٹا کیا ہے۔

منشی جی۔ "مگر یہ ہے کیا کچھ حقہ معلوم ہوتا ہے، اور کچھ ڈول سا ہے آخر یہ ہے کیا؟

بیوی۔ "پانی چھڑکنے کا ہزارہ ہے۔ اور اسکی ٹونٹی کیا ہوئی؟"

منشی جی۔ "سبحان اللہ، کیا خوب ہزارہ ہے جناب کا۔ ۔ ۔ دیکھنا یہ تو نہیں ہے ٹونٹی؟"

بیوی۔ "یہ تو مشین میں تیل دینے کی کُپّی ہے۔ لاؤ یہ مجھے دیدو۔"

منشی جی۔ "یہ کونسا جانور ہے۔ ذرا کوئی لکڑی دینا مجھے۔"

بیوی۔ "جانور کیا؟

منشی جی۔ "وہ دیکھو نا مگرمچھ کی طرح دانت نکالے بیٹھا ہے۔"

بیوی۔ "تو یہ ہے تم سے بھی۔ ٹوٹا ہوا جوتا ہے موا اینٹھ کے رہ گیا ہے۔"

منشی جی۔ "تو کسی عجائب خانہ میں بھجوا دو نا۔ آخر یہ سوغاتیں گھر میں کیوں رکھ لی جاتی ہیں حفاظت سے۔"

بیوی۔ "دیکھنا اس پیپے میں کیا ہے؟"

منشی جی۔ "اوپر تو گرد ہے، اندر کا علم خدا کو ہے۔ افوہ۔ ۔ ۔ ایک تو گرمی اوپر سے یہ گرد تمام مٹی میں اَٹ کے رہ گیا ہوں۔ ۔ ۔ ایں۔ ۔ ۔ اہیں تو۔ یہ کیا رکھا ہے اس پیپے میں؟"

بیوی۔ "ٹھیک ہے۔ بھونسہ ہے بند کر دو اسے یونہی۔ یہ تو ٹوکرا ہے شیشیوں کا۔"

منشی جی۔ "اسے جا کے رکھوں نل کے نیچے۔ سب شیشیاں صاف کر کے رکھوں گا۔ ایک قطار میں چُن دی جائیں گی سب کی سب چھوٹی الگ اور بڑی الگ۔"

بیوی۔ "رکھ چکے تم چن کے شیشیاں اب یہ سب تتر بتر ہو کے رہیں گی۔"

منشی جی۔ "پچاس دفعہ کہہ دیا کہ کام کے وقت نہ ٹوکا کرو۔ مگر وہ تو عادت ہے تمہاری۔ اب میں ہی لیکے جاؤں یہ شیشیاں تو جائیں۔ ذرا انھیں میری قسم اس باٹی میں منہ ڈال کے دیکھو۔"

بیوی۔ "موئی ٹوٹی ہوئی تو ہے ہی اب دیکھوں کیا اسے۔"

منشی جی۔ "چودہ طبق روشن دکھائی دیتے ہیں اسمیں چھلنی ہو کے رہ گئی ہے اور رکھی گئی ہے اسطرح جیسے کسی شاہی خزانہ کی ہو بالٹی۔ تمہارے گھر میں کام سے زیادہ بے کام چیزیں ہیں۔ یہ اس تھیلی میں کیا ہے؟"

بیوی۔ "کونسی تھیلی ۔۔۔۔ یہ ۔۔۔۔ اسمیں دیکھنا اخروٹ تو نہیں ہیں۔ میں کہیں رکھ کے بھول گئی ہوں۔"

منشی جی۔ "بھول تو تمہاری مجھکو بھی مات کئے ہوئے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اخروٹ ہوتے ہوں گے آپکے یہاں؟"

بیوی۔ "ٹھیک ہے ٹھیک ہے یہ تو آنولے ہیں سر دھونے کے۔ لاؤ یہ تھیلی مجھے دو۔"

منشی جی۔ "اچھا اب تو ذرا کوٹھری میں سے بکس وغیرہ پکڑ والو۔"

بیوی۔ "اب موئے بکس بھی میرے سر پہ ڈھیر کئے جائیں گے؟"

منشی جی۔ "پھر وہی۔ بھئی اللہ جانتا ہے سخت کاہل ہو۔ بکسوں کو نکال کر جھاڑو دے دی جائے اور پھر سب چیزیں قرینہ سے لگا دی جائیں تو آخر اسمیں

تمہارا کیا نقصان ہے۔"

بیوی: "یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ کل سویرے سے ایک مزدور لگا کر کوٹھری
کمرہ، دالان سب صاف کرا دینا۔"

منشی جی: "لیجئے اب مزدور کی تیخ لگا دی آخر اگر میں یہ کام اپنے ہاتھ سے کراؤنگا
تو کونسی ہاتھوں کی مہندی چھوٹ جائیگی اور کرنا میری شان میں بٹہ لگ جائیگا۔
اپنا کام اپنے ہاتھوں ٹھیک ہوتا ہے۔"

بیوی: "سب چیزیں نکال کے تو تم ڈھیر کر دوگے مگر پھر ایک چیز بھی ٹھکانے
سے نہ رکھوگے۔"

منشی جی: "اچھا خیر۔ دیکھ لینا تم کہ کیا چٹکی بجاتے میں گھر کو آئینہ کی طرح
صاف کئے دیتا ہوں ---- یہ طاق بیچ میں سے یہ کیا رکھا ہے۔ یہ تمہارا ہی کچھ
سامان آرائش ہوگا؟"

بیوی: "نوج میرا سامانِ آرائش ہو، موئی ٹوٹی ہوئی گھڑونچی ہے۔ جب سے
ٹوٹی ہے یونہی پڑی ہے۔"

منشی جی: "یہ گھڑونچی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اب معلوم ہو رہی ہے کچھ گھڑونچی تھا۔
---- اچھا اسے ادھر رکھو۔ کل ٹھیک کرائی جائیگی۔ اب میں گھر کو ذرا باقاعدہ
حالت میں رکھنا چاہتا ہوں۔ مرزا جی کا گھر دیکھو تو آنکھیں کھل جائیں اور ایک
یہ ہمارا گھر ہے جیسے مال گودام ہو کسی کباڑیئے کا۔ (قدموں کی چاپ)

بیوی۔ "تو اب دالان میں کہاں گھسے جاتے ہو۔ (منشی جی لوٹتے ہیں)

منشی جی۔ "ایں۔۔۔ لاحول ولاقوۃ۔ اپنے نزدیک کوٹھری میں جا رہا تھا۔ بکس نکلوانے۔ تو اب نکلوالو نا بکس وغیرہ۔"

بیوی۔ "بکس بھی نکل آئیں گے۔ پہلے اور چھوٹی چھوٹی چیزیں تو نکالو۔ وہ دیکھو کھونٹیوں پہ کیا کیا چیزیں ٹنگی ہیں؟"

منشی جی۔ "ٹھیک ہے۔ لو یہ طوطے کا پنجرہ۔ یہ پنجرہ ہے نا، یہ کھڑکی بھی غائب کر دی اسکی۔ یہ لو گٹھری، اور یہ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔ ناشتہ دان ہے شاید۔ بھئی ماشاءاللہ۔ کیا گت بنائی ہے تم نے میری اس انگریزی ٹوپی کی۔ آخر یہ یہاں کیوں رکھی گئی ہے اور میں ہوں کہ دھوپ کھاتا پھرتا ہوں۔"

بیوی۔ "میں نے تو یہاں لاکے چھپا دی تھی کہ جب دیکھو موئی کو اوڑھے ہوئے پھرا کرتے تھے اور اچھے خاصے وہ جو خط ڈالنے کا ہوتا نہیں ہے موا۔۔۔"

منشی جی۔ "جی ہاں۔ لٹر بکس۔۔۔ میں لٹر بکس معلوم ہوتا ہوں یہ ٹوپی پہنکر؟ کیا خوب۔"

بیوی۔ "تو اب موئی کو پھینکو ادھر اُٹھا کے سر پر اوندھا لی۔ ہزاروں من تو اس میں مٹی ہے اور تم پہنے کھڑے ہو۔"

منشی جی۔ "تم ذرا آئینہ لاؤ۔ یہ تم نے جو لٹر بکس کا الزام لگایا ہے میں اس کا ابھی فیصلہ کروں گا۔"

بیوی۔ "اچھا خیر میں کچھ نہیں کہتی، مگر تم اسے سر پر سے اُتار دو۔"

منشی جی۔ "نہیں صاحب میں آئینہ دیکھوں گا۔ تم نہیں لاتیں تو میں خود لاتا ہوں۔" (جاتے ہیں)

بیوی۔ "تم ٹھہرو میں لائے دیتی ہوں" (قدموں کی چاپ)

(تھوڑا وقفہ)

منشی جی۔ "(لوٹتے ہوئے) بس اب آپ نخشے میں لے آیا ہوں ... اماں بھئی واللہ۔ بھئی کون یقین کر سکتا ہے کہ یہ میں ہی ہوں۔ لڑکپن تو نہیں۔ مگر خاک دھول میں اچھا خاصہ گورکن معلوم ہوتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا حلیہ ہو کر رہ گیا ہے۔"

بیوی۔ "آج نہ میں باورچی خانہ کی رہی نہ کہیں کی۔ نہا دھو کر اسلئے نکلی تھی کہ پھر یہ خاک دھول پھانکوں۔ اب اُٹھا بھی چکو سب چیزیں۔ لو نہار بھر کا موا دن تھوڑی ہی دیر میں شام ہو جائے گی۔"

منشی جی۔ "شام تو روز ہی ہوتی ہے کیا ہے وہ۔ سویرا ہوتا ہے اور شام ہوتی ہے اور دوسرا مصرعہ ... خیر ... لو یہ رہا قلمدان۔ اب اسکو کوٹھری میں نہ رکھنا۔ روشنائی دوشنائی ڈال کے یہ رکھا جائے گا میرے سرہانے ایک چوکی پہ سمجھیں کہ نہیں۔"

بیوی۔ "ہاں ہاں سمجھ گئی تم وہ انگیٹھی اُٹھاؤ ادھر اور وہ دیکھو کوئلوں کی

پوٹلی ٹنگی ہو۔ ہاں یہی۔"

منشی جی۔ "یہ کوئلوں کی پوٹلی ہو۔ کیا کہنا ہے۔ میں سمجھا تھا کہ اسمیں کم سے کم زربفت کے تھان بندھے ہونگے۔ وہ جو ہرنا شل۔ کوئلے لٹیں۔۔۔"

بیوی۔ "کیا کہا کوئلے لٹیں (ہنستی ہو) لکھ لٹے اور کوئلوں پر مُہر۔"

منشی جی۔ "وہی مطلب ہو میرا۔ آخر یہ کونسی اتنی قیمتی چیز تھی۔ اور اس گٹھری میں کیا ہے؟"

بیوی۔ "یہ۔۔۔ اسمیں شاید وہی پُرانی جنتریاں ہونگی جو تم نے رکھوائی تھیں۔"

منشی جی۔ "ایں یعنی وہ یہاں پڑی ہیں؟ میں نے تمام میں ڈھونڈھ ڈالیں یارسال سے ڈھونڈھ رہا ہوں انہیں سے ایک جنتری میں میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی ہے اُسکی ضرورت تھی۔"

بیوی۔ "ہاں ہاں تو کیا ہوا۔ میں نے سب کتابیں باندھ کر یہاں ٹانگ دی تھیں اب کھو سوئی گٹھری۔ تو یہ ہو کتنی دھول ہو۔ تم اسے کھول کیوں رہے ہو؟"

منشی جی۔ "کھول اسلئے رہا ہوں کہ اب بھی عمر کا پتہ چل جائے جو کوئی پوچھتا ہو مُنہ اُٹھا کر رہ جاتا ہوں، تم کیا جانو گھر کی بیٹھنے والی کہ کسقدر شرمندگی ہوتی ہے اس بات پر۔"

بیوی۔ "اے تو تھوڑی دیر میں دیکھ لینا، یہ موا کھڑاگ تو کسی طرح صاف ہو جائے۔"

منشی جی۔ "وہ تو ہوتا ہی رہے گا۔ آخر وہ ہے کس سنہ کی جنتری؟"

بیوی: "یہ سب کاٹ کباڑ میرے سر پر اُٹھا کے پھیلا دیا اور اب بیٹھے دیکھ رہے ہیں جنتری میں کہتی ہوں کہ اگر آدھ گھنٹہ اور اپنی عمر کا پتہ نہ چلا تو یہ سب یونہی پڑا رہیگا اور موئے پانی بوندی کے دن۔ رات کو پانی برس گیا تو پتہ چلے گا۔"

منشی جی: "لاحول ولا قوۃ ذرا چُپ تو رہو۔ وہ۔ میرا پیدائش کا زمانہ تھا۔ جب دُمدار ستارہ نکلا ہے۔ بھئی خدا کے لئے تم ہی بتاؤ میرا تاریخی نام۔"

بیوی: "لو اور سنو۔ میں بتاؤں ان کو خود ان کا نام۔ سچ مچ تم اب بالکل سٹھیا گئے ہو۔"

منشی جی: "تاریخی نام بھی تو اسی جنتری میں لکھدیا تھا۔ سب جنتریاں دیکھی جائیں تو پتہ چلے۔"

بیوی: "موئی کتابوں میں دیمک تک تو لگ گئی ہے۔"

منشی جی: "یہی تو مجھکو فکر ہے کہ اگر پیدائش کی تاریخ بھی دیمک چاٹ گئی ہو تو بس گویا رہے ہم یونہی کہ خود اپنی عمر بھی عمر بھر نہیں معلوم ہو سکتی۔"

بیوی: "یہ کام ہے اطمینان سے بیٹھکر سوچنے اور کتابوں کو غور سے دیکھنے کا۔ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں کہ اسوقت رہنے دو۔"

منشی جی: "اچھا بھئی لو۔ یہ کتابیں اُٹھا کر یونہی رکھدو میرے پلنگ پر کہیں۔ اور یہ کیا چیز ہے۔ ذرا دیکھنا اسے یہ کیا ہے۔؟"

بیوی: "لے یہ موئی گاڑی ہے شبن کے چھٹپن کی۔ اسی سے تو چلنا سیکھا ہے اُسنے۔"

منشی جی: "تو اب پھینکو نا اسے کیا کسی اور بچے کے لئے سینت کر رکھی گئی ہے؟"

بیوی "۔ چلو ہٹو مجھے یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ اب تو میں ہوگا ۔وا۔ بجّہ"

منشی جی "۔ خیر خیر، برا نہ مانو، اس وقت جلدی سے سب چیزیں سمیٹو، الو پھر دیکھا جائیگا۔ تو اب نکلواؤں یہ بکس وغیرہ۔ یہ دیکھو شاید کسی تصویر کا چوکھٹا ہے (دھول پھونکتا ہے) مگر نہیں یہ تو کسی کی تصویر ہی ہے۔ ذرا دیکھنا یہ ہے کون جنگلی سا۔"

بیوی "۔ جنگلی سا، جنگلی کون ہوتا دیکھوں تو۔"

منشی جی "۔ لو بھی اسے معلوم نہیں کسکی تصویر ہے تمہارے ہی کسی عزیز کی ہو تصویر۔"

بیوی (ہنسی کے مارے لوٹ کر) جنگلی ۔۔۔ ہا ہا ہا ۔۔۔ "ٹھیک تو ہے" (ہنسے جاتی ہے)

منشی جی "۔ ارے صاحب یہ ہنسی دل لگی کا موقع نہیں ہے ہٹاؤ اسے رکھو۔"

بیوی ۔ (ہنسی جاری رکھکر) ہوا برا نا آئینہ ہے اپنی ہی صورت دیکھی (ہنستی ہے) اور ۔۔۔ اور ۔۔۔ جنگلی کہدیا ۔۔۔ خود اپنے کو جنگلی ۔"

منشی جی "۔ آئینہ ہے ۔ خیر ۔ میں سمجھا تھا تصویر ہوگی اچھا اب ہو چکا مذاق۔ یہ لو میرے حقے کی نیچے کی یہ قدر کی ہے تم نے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ کا ڈھانچہ ہے کمبخت۔"

بیوی "۔ اب ایک بات مانو میری کہ صندوق وندوق نکالو اس وقت یونہی صفائی ہو جائے تو ٹھیک ہے"

منشی جی "۔ یہ کیا بات ہوئی ہے مجھے یہی بے تکا پن اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ کام کیا جائے تو وہ بھی ادھورا ۔ بھئی تم سے کام نہیں ہوتا تو جانے دو میں خود کر لوں گا سب کچھ۔ تم بخشو۔"

بیوی ۔ "اے تو میں اپنے لئے نہیں کہہ رہی ہوں تمہارا ہی جی ہے کہتی تھی کہ تھک کر پھر کہیں بخار وخار نہ چڑھا لینا ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔"

منشی جی۔ "بیماری تھکنے سے نہیں اس گندگی سے ہوتی ہے جو تم نے اس گھر میں پھیلا رکھی ہے کسی بات کا ڈھنگ ہی نہیں ہے۔

بیوی۔ "میں گندگی پھیلاتی ہوں کیوں؟ ۔ ۔ ۔ ہر چیز دن بھر اٹھا اٹھا کے رکھتی رہتی ہوں اور تم ہی دن بھر ٹھکانے سے لگی ہوئی چیزوں کو بے ٹھکانے کرتے پھرتے ہو۔ چلئے وہاں سے مجھے بے ڈھنگا کہنے اپنی ہائی دوسروں پر گنوائی۔"

منشی جی۔ "اچھا اب قصور معاف بھی کرو، تمہارا آخر مطلب کیا ہے نہ کروں صفائی وغیرہ۔؟"

بیوی۔ "میں کیا جانوں کرو صفائی یا نہ کرو۔ میں تو ایک بات کہکر گنہگار ہو جاتی ہوں میں بے ڈھنگی ہوں تو کسی ڈھنگ والی سے کیوں نہ کرلی شادی جو چکھاتی تو سہی ذرا تمکو بھی مزا۔"

منشی جی۔ "پھر وہی۔ جی چاہتا ہے کہ اپنا سر دے ماروں ان ہی کے گھر کا کام کرو اور صاحب ان ہی کے یہ غرّے ٹھسّے بھی سہو۔ لاحول ولا قوۃ۔"

بیوی۔ "اے میرا گھر کیوں ہوتا گھر تمہارا ہے اب اسے سنبھالو یا کسی دوسری ڈھنگ والی کے سپرد کرو۔ تا بیوی بھر پایا میں نے۔ یہ انعام ملا ہے اسکا کہ دن رات اس موئی گھرداری میں مرا کرتی ہوں نہ کھانے پینے کا ہوش نہ کپڑے لتے کی فکر، ارمان رہگیا کہ کبھی تو کسی بات کی تعریف بھی کرتے۔"

منشی جی۔ "بھئی سخت نازک مزاج ہو تم، ایک بات کی ٹانگ پکڑ لی اور بس اب اسی کی رٹ ہے، کہہ تو رہا ہوں کہ صاحب قصور ہوا خطا ہوئی۔ کان پکڑتا ہوں۔ توبہ کرتا ہوں اب کہو تو اپنا سر پیٹ لوں یا کچھ کھا کر سو رہوں۔"

بیوی۔ "اب اتنی زور زور جو تم ڈونک رہے ہو تو پاس پڑوس والے کیا سمجھیں گے۔ یہی نا کہ

بیوی نگوڑ ماری کی یہ گت بنائی جا رہی ہے۔"

منشی جی۔ "اچھا صاحب اچھا۔ اب بولتا بھی نہیں ہیں۔ گھٹ کے مرجاؤں۔۔ گھٹ کے مرجاؤں۔۔۔ لاحول ولا قوۃ کبھی جو کمبخت موقع پہ کوئی شعر یاد آجائے۔ یہ تو حال ہے دماغ کا میں سچ کہتا ہوں کہ یہ سب علامتیں ہیں مرنے کی۔ دماغ نے اپنا کام چھوڑ دیا ہے معدہ کا حال یہ ہے کہ نیت بھرتی نہیں اور پیٹ بھر جاتا ہے۔ یہ بھلا جینے کی باتیں ہیں؟"

بیوی۔ "بس ایک ہٹی کٹی تو میں ہوں کمبخت۔"

منشی جی۔ "سچا اس دفعہ کہدیا کہ چراغ سحری ہوں، جو سانس آ رہی ہے اُسے غنیمت جانو، مگر تم تو خدا سے چاہتی ہو کہ کل کا مرتا آج ہی مر جاؤں۔"

بیوی۔ "خدا یونہی اُٹھا لے مجھے جو میرا برا چاہتی ہوں۔ تم ہی البتہ بے بات کی بات نکال کر ہر وقت میرے سر رہا کرتے ہو۔"

منشی جی۔ "یہ صاحب ہم نے گھر کی صفائی شروع کی تھی۔ اجی لعنت بھیجو اس گھر پر اور اسکی صفائی پر، میرا کیا ہے تم ہی کو کہنے والے کہیں گے۔ (جاتے ہیں غصہ میں کھٹ پٹ کرتے ہوئے)

بیوی۔ "تو چلے کہاں اب یہ کیا یونہی سب انگنائی میں پڑا رہے گا؟"

منشی جی۔ "آگ لگا دو اسمیں۔ میں کیا جانوں پڑا رہے گا یا نہیں۔"

بیوی۔ "وہ تو میں جانتی ہی تھی کہ گھر کی صفائی کے بہانے کوئی عذاب نازل ہونے والا ہے میری گردن پہ۔ میرا کیا ہے، میں بھی پڑا رہنے دوں گی سب۔"

منشی جی۔ "تو پڑا رہنے دو نا تم سناتی کسے ہو، میں نے تو کان پکڑے جو تمہارے کسی کام میں کبھی ہاتھ لگاؤں۔"

منشی جی نے تصویر کھنچوائی

منشی جی نے تصویر کھنچوائی

منشی جی گھبرائے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہیں، کچھ ہانپ رہے ہیں گویا دوڑتے ہوئے آئے ہوں، اور بیوی کو آواز دیتے ہیں۔

منشی جی۔ "میں نے کہا سنتی ہو۔ اجی کہاں گئیں؟ لاحول ولا قوۃ ہمیشہ کام کے وقت ندارد۔"

بیوی۔ "آ تو رہی ہوں۔ تم تو گھبرا دیتے ہو ابھی گر ہی پڑتی موئے دوپٹے میں الجھ کے۔"

منشی جی۔ "اجی میں نے کہا وہ آیا ہے تصویر والا۔ تصویر کھینچنے والا۔ اس کے ڈبے پر لکھا ہوا ہے۔ - - - - - نہ - - - کچھ بھلی سی بات لکھی ہوئی ہے۔ لاحول ولا قوۃ کبھی جو یاد آ جائے۔"

بیوی۔ "تو مطلب کیا ہے تمہارا کھنچوانا تصویر۔ کیا اچھے معلوم ہوں گے بیچارے اس بڑھاپے میں تصویر کھنچواتے ہوئے۔"

منشی جی۔ "کیا مطلب اس کا یعنی بڑھاپے میں تصویر ہی نہیں کھنچوائی جاتی۔ تمہاری اسی بات کا کچھ جواب اس تصویر کھینچنے کے ڈبے پر لکھا ہوا ہے۔ ذرا تم جھانک کے دیکھو تو باہر۔"

بیوی۔ "میں کیا کروں گی دیکھ کر تم کو تصویر کھنچوانا ہے تو کھنچوا لو نا میرا سر کیوں کھا رہے ہو۔"

منشی جی۔ "میرا مطلب یہ تھا کہ تم بھی کھنچوا لیتیں تصویر۔"

بیوی۔ "لو اور سنو۔ میں تصویر کھنچواؤں گی؟"

منشی جی۔ "تم بیٹھنا کرسی پر اور میں پیچھے کھڑا ہو جاؤں گا معلوم ہوگا جیسے میاں بیوی ہیں ہم تم"

بیوی۔ "خیر آپ مجھے تو معاف رکھئے اپنی ہی تصویر کھنچوا لیجئے۔ خدا نہ کرے کہ میں اس بڑھاپے میں ایسی سٹھیا جاؤں کہ موئی تصویر کھنچواتی پھروں۔"

منشی جی۔ "میرا کیا ہے میں نے تمہاری ہی بھلائی کے لئے کہا تھا کہ تمہاری بھی یادگار رہ جاتی ۔۔۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، یہی لکھا ہے اس ڈبے پر کہ ۔۔۔ کہ ۔۔۔ لو پھر بھول گیا۔ تم تو آئے حواس کھو دیتی ہو اپنی کج بحثی میں ۔۔۔ ذرا پردہ سے جھانک کر دیکھ لو بہت موٹا موٹا لکھا ہوا ہے۔"

بیوی۔ "توبہ ہے، سچ مچ ایک بات کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔ چلو اب پردہ سے بھی جھانکوں گی مگر پڑھنا تو پھر بھی تم ہی کو پڑیگا۔"

منشی جی۔ "پڑھ تو خیر میں دوں گا، مگر یہ تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ کچھ لکھا ہوا ہے (دونوں جاتے ہیں مگر باتیں کرتے جاتے ہیں) میں نے کہا تھا کہ تصویر ہی آج کھنچ جاتی۔ وہ دیکھو سفید سفید لکھا ہوا ہے۔"

بیوی۔ "ہاں دیکھ لیا لکھا ہے کچھ۔"

منشی جی۔ "لکھا ہے کہ "انسان کی ۔۔۔ اصلی یادگار ۔۔۔ کیا ہے۔ ؟ ۔۔۔ تصویر۔ سمجھیں کچھ۔ میں تو بس یادگار کے لئے کھنچوانا چاہتا ہوں اپنی اور تمہاری تصویر۔"

بیوی۔ "اپنی یادگار کے لئے کھنچواؤ مگر میری موئی یادگار کیا ہوگی؟"

منشی جی۔ "یادگار کیا ہوگی؟ بھئی سخت جاہل ہو خیر جاہل تک تو غنیمت تھا مگر بیوقوف بھی ہو ارے صاحب یادگار کے معنی یہ ہیں کہ اگر والد صاحب کی تصویر میری پاس نہ ہوتی تو بھلا میں انکو

یاد رکھ سکتا تھا؟ قیامت تک تو یاد نہ رکھتا۔ والدہ صاحبہ کی تصویر نہیں ہے تو یقین جانو کہ کس مردود کو یہ بھی یاد ہو کہ ان کی صورت کیسی تھی۔"

بیوی: "اور صورت یاد ہی رہتی تو تم کیا کر لیتے؟"

منشی جی: "کیا کر لیتے؟ یہ کیا بات ہوئی؟ ارے صاحب خوش ہوتے دیکھ دیکھ کر۔ اب والد صاحب کی تصویر دیکھ کر کم سے کم یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے والد صاحب بھی تھے اور ایسے تھے۔ یہ تھے۔"

بیوی: "اے جب انسان ہی کو دنیا میں رہنا نہیں ہے تو تصویر موئی رہ کر کیا کرے گی؟"

منشی جی: "لاحول ولا قوۃ۔ وہ تصویر والا باہر کھڑا ہوا سوکھ رہا ہے اور تم بحث کر رہی ہو۔ مجھے عزیز من --- یعنی --- یعنی --- یعنی بیگم صاحب اگر انسان کو دنیا میں رہنا ہی ہوتا تو تصویر کی کیا ضرورت تھی؟ مگر تصویر تو اسی لئے ضروری ہے کہ انسان کو رہنا نہیں ہے یہاں۔ تمہاری قسم ایسی بات کہدی ہے یہ میں نے کہ اب تم کو چپ ہو جانا چاہیے۔ ایں؟"

بیوی: "تو میں کچھ کہہ بھی رہی ہوں۔ تم کو کس نے روکا ہے۔ البتہ میں نے کہدیا ہے کہ میں تصویر نہیں کھنچواؤں گی۔"

منشی جی: "شبن جب میری عمر کو پہونچے گا تو میری تصویر دیکھ دیکھ کر کیا خوش ہوگا کہ بھئی یہ والد تھے ہمارے بھی اور تم کو یاد بھی نہیں رکھے گا۔ میرا کیا ہے۔"

بیوی: "اس موئی بڑھاپے کی جھریوں اور ڈراؤنی صورت کو یوں دیکھنے سے یاد رکھنا ہی اچھا ہے۔ تم کو شوق چرایا ہے تم کھنچواؤ۔"

منشی جی: "اچھا بھئی اب کون تم سے بحث کرے۔ مگر میں تو کھنچواؤں گا۔ ذرا منہ ہاتھ

دھونے کا پانی، صابن منجن، آئینہ، کنگھی، سرمہ وغیرہ تو رکھ دو۔"

بیوی۔ "شرم تو نہیں آئیگی بڑھاپے میں یہ سولہ سنگار کر کے تصویر کھنچواتے ہوئے جیسے بیچارے اپنی سسرال ہی تو بھیج رہے ہیں۔"

منشی جی۔ "خیر خیر۔ یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ کہیں وہ انتظار کرتے کرتے باہر ہی سے چل نہ دے۔ ذرا میں اس سے کہہ دوں۔ تم پانی وانی رکھ دو پھر ذرا میرے کپڑے نکال دو۔ (جاتے ہوئے) وہ جامہ وار کی اچکن ہے نا۔ اور میرا نیا جوتہ (دروازہ کھول کر) بھائی ذرا ٹھہر جانا میں بس تیار ہی ہو رہا ہوں۔"

تصویر والا۔ (دور کی آواز) جلدی کیجئے صاحب دھوپ جا رہی ہے پھر وقت نہیں رہیگا۔"

منشی جی۔ "(واپس آتے ہوئے) ابھی لو۔۔۔ ابھی آیا۔۔۔ (بیوی کے پاس آ کر) ایں، یعنی بیٹھی ہوئی ہو وہ کہہ رہا ہے کہ دھوپ جا رہی ہے۔ اور تم ہو کہ بیٹھی ہو؟"

بیوی۔ "تم جب تک منہ دھو لو اور وہ اچکن کونسی کہی تھی؟"

منشی جی۔ "تو یہ ہے۔ ارے صاحب وہی شادی والی اچکن جامہ وار کی اور نیا جوتہ۔ لاؤ یہ لوٹا ادھر کھسکاؤ۔ یہ رہا منجن اور وہ کدھر گیا۔۔۔ وہی۔۔۔ ارے صاحب وہ وہ۔۔۔ صابن دان۔"

بیوی۔ "سامنے رکھا ہے اور دکھائی نہیں دیتا۔ اور کچھ چاہئے ہے کہ میں جاؤں بس کپڑے نکالنے؟"

منشی جی۔ "نہیں بس تم کپڑے لا دو جلدی سے شاباش۔

(بیوی جاتی ہے۔ منشی جی منھ دھوتے ہیں۔ منھ
دھونے کی آواز کے ساتھ ہی منشی جی بڑبڑانا شروع کر دیتے)

منشی جی "۔ لاحول ولا قوۃ ۔ آخ تھو ۔۔۔ تھو ۔۔ تھو ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ ۔"

بیوی دوڑی ہوئی آتی ہیں منشی جی برابر تھوک رہے ہیں ۔

بیوی ۔ "کیا ہے آخر ـــ یہ کیا ہوا؟"

منشی جی ۔ "آخ تھو ۔۔ ہوا کیا ۔۔۔ آخ تھو ۔۔ جلدی کا کام شیطان کا منجن کے بجائے صابن لگا لیا دانتوں پر ۔۔ تھو ۔۔ آخ تھو ۔"

بیوی ۔ (ہنسی سے دوہری ہو کر) منجن سے منہ دھو لو نا اب ذرا اسی طرح تصویر کھنچوا لو ۔"

منشی جی ۔ "اب مذاق ہی کرو گی یا آئینہ کنگھا بھی دو گی مجھے؟"

بیوی ۔ "رکھا تو ہے آئینہ کنگھا دیکھا بھی تو کرو ۔"

منشی جی ۔ "ٹھیک ہے اب ذرا ازار بند تو ڈال دو پاجامہ میں ۔ یہ بھئی خط بہت بڑھا ہوا ہے اب کیا ہو؟"

بیوی ۔ "اب میرا اس کا کیا جواب دوں میرے ہاتھ کا کام تو یہ ہے نہیں کہ میں خط بھی بنا دوں؟"

منشی جی ۔ "خیر ہوگا بھی ۔ ذرا سا گوند تو نہیں ہے گھر میں؟"

بیوی ۔ "گوند؟ ۔ گوند کیا ہوگا آخر؟"

منشی جی ۔ "ارے صاحب ہو تو بتا دو ۔ تم تو جرح کرنے لگتی ہو بات بات پر ۔ مطلب یہ کہ ذرا مونچھیں پر تاؤ دے دیتا تو تصویر پر رعب داب ہو جاتی ۔"

بیوی ۔ "تو گوند سے موئی مونچھیں چپکائی جائیں گی؟ لائے دیتی ہوں میں گوند بھی ۔"

(بیوی جاتی ہے)

منشی جی ۔ "دیکھنا پاجامہ لائی ہیں یہ نکال کر پھٹا ہوا نیفے کے پاس سے ۔۔۔ ارے صاحب

اب آپ بھی چکو۔"

بیوی۔ "آ تو رہی ہوں ہاتھ پیر پھلائے دیتے ہو خود ہی تو کہا تھا گوند لانیکو نگوڑ مارا۔"

منشی جی۔ "یہ پاجامہ ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ پھٹا ہوا چیتھڑہ ہے پہن کر کھنچے گی میری تصویر ہے؟"

بیوی۔ "لے ہے میں نے دیکھا بھی نہیں تو اسکا کیا ہے یہ تو کرتے اور اچکن کے نیچے رہیگا۔"

منشی جی۔ "نیچے رہیگا؟ ارے صاحب نیفہ کے پاس سے پھٹا ہوا ہے نیفہ کے پاس سے۔"

بیوی۔ "تو کیا نیفہ گھٹنوں پر رہتا ہے تمہارے یہاں؟"

منشی جی۔ "(قائل ہونیکے انداز سے) ٹھیک ہے یہ تو اوپر ہی رہیگا اچھا لاؤ وہ گوند۔ ہاں یہ بس اب ٹھیک ہے مطلب یہ کہ تصویر کھنچوائی جائے تو ذرا ڈھنگ کی تو ہو۔"

بیوی۔ "لے ہے کیسی ڈراؤنی ہوگئیں موئی مونچھیں معلوم ہوتا ہے جیسے چوہا دُم اُٹھائے ہوئے منھ پر بیٹھا ہے۔"

منشی جی۔ "ایں ---- ہاں واقعی ---- ذرا قینچی نکالنا اپنی بُغچی سے۔"

بیوی۔ "کیا اب کاٹی جائیں گی مونچھیں اسوقت۔"

منشی جی۔ "یعنی دیکھ رہی ہو کہ ایک تو ہے بس نتھنوں تک اور دوسری تو دیکھو کہاں جا رہی ہے۔"

بیوی۔ "تو یہ چھوٹی بڑی کیسے ہوگئیں؟"

منشی جی۔ "اب میں کیا جانوں کیسے ہوگئیں تم قینچی لاؤ بحث بعد میں کرلینا۔"

بیوی۔ "اب مونچھوں کا بھی خدا ہی حافظ ہے۔ لو یہ قینچی۔"

منشی جی۔ "ادھر آؤ ذرا یہ آئینہ پکڑ کر مونچھوں کی سیدھ میں کھڑی ہو جاؤ۔"

بیوی۔ ”لو بس ٹھیک ہے نا۔“

منشی جی۔ ”ایں ٹھیک ہے۔۔ مگر نہیں یہ تو ویسی ہیں، ذرا نیچے رکھو آئینہ۔ اور نیچے بس بس
اب ٹھیک ہے یونہی رہنا۔“

بیوی۔ ”کہیں زیادہ نہ کٹ جائے مونچھ۔“

منشی جی۔ ”زیادہ کیسے کٹ جائیگی۔ تم تو کو تو نہیں لے۔ (مونچھ کاٹ کر) یہ لو۔“

بیوی۔ ”کٹ گئی نا زیادہ۔ کیا بُرا منہ ہو گیا۔“

منشی جی۔ ”زیادہ کٹ گئی؟ یہ کیسے کٹ گئی؟ اب یہ اُدھر والی بڑی معلوم ہونے لگی۔“

بیوی۔ ”اب کہیں اُسے بھی نہ کاٹ دینا۔“

منشی جی۔ ”تو کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں اس ڈیڑھ مونچھ کی تصویر کھنچوا لوں؟“

بیوی۔ ”میرا کیا ہے تم اپنی گت بنا لیے جاؤ۔ ذرا آئینہ تو دیکھو کیسی موئی جوجو کی سی صورت
ہو گئی ہے۔ گنجی ہو کر رہ گئیں مونچھیں۔“

منشی جی۔ ”تو پھر اب کیا کروں میں بغیر دوسری طرف کی مونچھ کاٹے کام نہیں بن سکتا۔ ابکی
میں ذرا کم ہی کاٹوں گا۔“

بیوی۔ ”دیکھو دیکھو دیکھو۔ پھر زیادہ کٹ جاتی۔“

منشی جی۔ ”میرا ہاتھ کانپ گیا تھا تم اسوقت منہ میں قینچی بھی بھونکواؤ گی۔“

بیوی۔ ”میرا کیا ہے تم میری طرف سے بالکل صاف کر دو مونچھیں۔“

منشی جی۔ ”بالکل کیسے۔ دیکھتی تو رہو۔ ذرا آئینہ برابر رکھو۔ ہاں لو۔ ابھی مونچھ پہ قینچی چلتی ہے،

یہ لو۔ اب تو ٹھیک ہے۔"

بیوی"۔ خاک ٹھیک ہے۔ اچھی خاصی مونچھوں کا ناس مار لیا۔ ابھی اِدھر کی ذرا بڑی ہے۔"

منشی جی"۔ اُٹھانا ذرا آئینہ ــــ ہاں بڑی ہے بہت بڑی ہے ابھی منہ ٹیڑھا معلوم ہو رہا ہے۔"

بیوی"۔ اِسے نائی سے ٹھیک کراؤ نہیں تو اور خراب ہو جائیں گی مونچھیں۔"

منشی جی"۔ اب اسوقت نائی کی تلاش میں نکلوں۔ توبہ ہے تمام بال سینہ میں اور بھی چپکے رہے ہیں۔"

بیوی۔" پھر انمیں لگا ہوا ہے گوند۔"

منشی جی"۔ توبہ۔ توبہ۔ بس یونہی رکھو آئینہ۔ (قینچی چلاتے ہیں) ارے۔ استغفراللہ۔"

بیوی"۔ بس اب تو طبیعت خوش ہوئی بالکل ہی غائب کر دی نا ایک طرف کی مونچھ بھی اللہ مجھ سے تو تمہاری صورت بھی نہیں دیکھی جاتی۔"

منشی جی"۔ اجی صورت کو ڈالو جہنم میں تصویر کا کیا ہوگا اب مونچھ تو نہ ہونیکے برابر رہ گئی ہے اسطرف کی کچھ کچھ البتہ ٹھیک ہے۔ اچھا سنو۔ ٹھیک ہے بس تم شبن کی دوات لا دو ذرا۔"

بیوی۔" دوات؟ ــــ دوات سے کیا ہوگا؟"

منشی جی"۔ اچھا صاحب لاؤ مگر اسوقت حجت نہ کرو۔ بس خود لئے آتا ہوں۔ مجھے خود غصہ آ رہا ہے اسپر سے تمہاری بحث نے ناطقہ بند کر دیا ہے تم نے۔"

بیوی"۔ میں نے تو یونہی پوچھا تھا۔ میں لائے دیتی ہوں بھی۔"

(بیوی جاتی ہے منشی جی بڑبڑا رہے ہیں)

منشی جی۔ "توبہ ہے! اِدھر کی ٹھیک کی اُدھر کی غائب اُدھر کی ٹھیک کی اِدھر کی غائب اور دھوپ لگتی جا رہی ہے۔۔۔ لے آئیں؟ (بیوی آتی ہے) لاؤ اِدھر اور اب ذرا خاموشی کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ آئینہ لیکر۔"

بیوی۔ "جانے کیا کرنے کا ارادہ ہے اب موا بہروپ بھرا جائے گا منہ کالا کر کے۔"

منشی جی۔ "دیکھتی تو رہو بس یونہی رکھو آئینہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ اب ذرا دور ہٹ کر دیکھو کیا معلوم ہوتا ہے بالکل مونچھیں معلوم ہوتی ہیں نا۔؟"

بیوی۔ "کہیں بھی نہیں صاف دکھائی دے رہا ہے کہ روشنائی کی لکیر ہے۔ اچھے خاصے ٹیسو معلوم ہوتے ہو دسہرہ کے۔"

منشی جی "ایں؟۔۔۔ ٹیسو؟۔۔۔ روشنائی ذرا ہلکی رہی اچھا اور سہی۔ بس یہیں رکھنا شیشہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ اب ٹھیک ہے۔۔۔ دیکھو تو ذرا دور ہٹ کر۔"

بیوی "میں نہیں دیکھتی تمہارا تو دماغ چل گیا ہے اور ساتھ ساتھ مجھکو بھی پاگل بنائے ہوئے ہو۔"

منشی جی "اچھا خیر۔ نہ دیکھو۔ مگر یہ گالوں میں جو گڑھے پڑے ہوئے ہیں انکو اب کیا کروں تصویر خراب ہو جائے گی ان سے۔"

بیوی۔ "مونچھوں کی گت بن چکی اب گالوں میں بھی روشنائی بھر لو۔"

منشی جی۔ "پھر وہی! ارے صاحب عقل ہی کا کام ہے تو سب باتیں سمجھ میں آ جائیں مگر عقل تمہارے پاس کہاں جلدی سے دو گلوریاں بنا دو یہ گڑھے بھی ابھر آئیں گے۔"

بیوی۔ "گلوریاں نہیں تو بنا دوں گی سویرے سے پانوں کیلئے چیخ رہی ہوں مگر تم سنتے بھی ہو؟"

منشی جی۔ "اچھا۔ اچھا خیر ۔۔۔ وہ ۔۔۔ کیا چیز ہونا چاہیئے ۔۔۔ ٹھیک ہے وہ لاؤ جلدی سے وہ ۔۔۔"

بیوی۔ "وہ کیا اس موئے وہ کا کچھ نام بھی ہے یا بس وہ ہی وہ کہے جاؤ گے؟"

منشی جی۔ "وہی میرا مطلب ہے یعنی وہ ۔۔۔ کیا کہتے ہیں اسے مسلّم ڈلی کے دو ٹکڑے لاؤ۔"

بیوی۔ "لاتی ہوں گھن چکر بنا کے رکھدیا ہے۔ (جاتی ہے)

منشی جی۔ (خود ہی بڑبڑا رہے ہیں) مونچھیں تو اب ٹھیک ہیں۔ کنگھی بھی خوب ہو گئی ہے سو اقت (زور سے) میں نے کہا لائیں وہ ڈلی کے ٹکڑے؟"

بیوی۔ "لا رہی ہوں۔ لا رہی ہوں۔ لاتے ہی لاتے تو لاؤں گی۔ لو یہ ڈلی کے ٹکڑے۔"

منشی جی۔ "ایک ایک گال میں ایک ایک ڈلی کا ٹکڑا ٹھیک رہیگا (گالوں میں ڈلی رکھکر بدلی ہوئی آواز میں) اب دیکھو اب تو ٹھیک ہے؟"

بیوی۔ "ہاں ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دونوں گالوں میں بتوڑیاں نکل آئی ہیں۔"

منشی جی۔ "بتوڑیاں؟ ۔۔۔ لانا تو آئینہ۔ (آئینہ لیکر) بتوڑیاں تو کیا البتہ کچھ ٹھیک نہیں ہیں یہ ۔۔۔ اچھا اگر دونوں گالوں میں ایک ایک نوالہ رکھلوں روٹی کا تو ۔۔۔"

بیوی۔ "مگر تصویر ضرور کھنچواؤ گے اس گت کے ساتھ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔"

منشی جی۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟ بغیر تصویر کھنچوائے مر جاؤں میں کمبخت تاکہ اولاد کو یہ بھی پتہ چلے کہ باپ نامراد تھا کون؟"

بیوی ۔ "نہیں نہیں تم بُرا نہ مانو ضرور تصویر کھنچواؤ تاکہ اولاد کو یہ تو معلوم ہو کہ باپ کیسا تھا"

منشی جی ۔ "بھئی تم سخت دلشکنی کرتی ہو میری اسمیں بہر سیہ ہونیکی آخر کونسی بات ہی تصویریں
ان اُمور کا پتہ کبھی نہ چلے گا اور تصویر ہی نہ ہوئی تو پھر یہ کون کہے گا ۔ ۔ ۔ کہ ۔ ۔ ۔ کہ ۔ ۔ ۔
وہی حسینوں کے خطوط اور تصویر بُتاں ۔ ۔ ۔ بولو وہ کیا ہی شعر ۔ ۔ ۔ مگر مجھے یاد نہیں تو
تمہیں کیا یاد ہوگا۔ تو بولو نوالے رکھ لوں مُنہ میں ؟"

بیوی "۔ جو تمہارا جی چاہے وہ کرو ۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔ (دروازہ پر دستک)

منشی جی "۔ آیا بھئی آیا ابھی آیا بس تیار ہی سمجھو (چپکے سے) چھوڑو نوالہ دیوالہ کو لاؤ
اچکن اُٹھاؤ جلدی سے ۔"

بیوی "۔ اِس گرمی میں یہ جو موٹی جامہ وار لادی جائیگی تو مزا ہی آجائے گا ۔"

منشی جی ۔ (شیروانی پہنتے ہوئے) خیر ۔ ہوگا تم ٹوپی تو لاؤ میری ۔ ۔ ۔ وہ دیکھو وہ
رکھی ہو گھڑونچی پہ ۔"

بیوی "۔ یہ اچکن اور اسپر یہ موٹی چناشاہی ٹوپی ۔"

منشی جی "۔ اچھا تو جانے دو اپنا کوئی دوپٹہ ہی دیدو صافہ باندھ لوں گا ۔"

بیوی ۔ "تیل تو چپڑا ہوا ہے تمہارے سر پہ ۔"

منشی جی "۔ چاہے میری تصویر کمبخت خراب ہوجائے مگر تمہارا دوپٹہ خراب نہ ہو ۔ ۔ ۔ اُفوہ ۔
سخت گرمی ہو ۔ ۔ ۔ اچکن تو آگ لگائے دیتی ہو ۔"

بیوی "۔ تو یہی دوپٹہ لیلونا ۔"

منشی جی۔ ”لاؤ بھی لاؤ۔ سخت پسینہ ہے۔۔۔ توبہ ہے۔۔۔ لاؤ دوپٹہ، مگر اب اسے باندھیگا کون؟ بیوی بھی ایسی ملی ہیں جنکو صافہ تک باندھنے کا ڈھنگ نہیں۔“

بیوی۔ ”اہ اور کیا یہ تو عورتوں کے کام ہی ہیں کہ۔۔۔ (دروازہ پہ دستک اور آواز)

تصویر والا۔ ”ارے صاحب اب تکلیف نہ کیجئے وقت نکل گیا۔“

منشی جی۔ ”تو میں بھی اب تیار ہوں بھئی۔ (بیوی سے) رہنے دو صافہ میں ننگے سر ہی کھنچوا لوں گا۔“

بیوی۔ ”لے ہے۔ یہ سارا منہ کالا ہو گیا۔ روشنائی پسینہ میں خوب منہ بھر پہ پھیلی ہے۔“

منشی جی۔ ”ایں۔۔۔ لانا تو آئینہ۔۔۔ لاحول لاقوۃ۔“

تصویر والا۔ ”اچھا صاحب میں جا رہا ہوں۔“

منشی جی۔ ”ارے یار ذرا دم تو لو۔۔۔ توبہ ہے یہ تو شیروانی پہ بھی ٹپک رہی ہے۔ بھئی ذرا لوٹا لاؤ جلدی۔“

بیوی۔ ”لو لوٹا۔“

(منشی جی منہ دھوتے ہیں اور بڑبڑاتے جاتے ہیں)

منشی جی سودا لائے

منشی جی سودا لائے

منشی جی تھکے ماندے ہانپتے ہوئے دروازہ کھول کر آتے ہیں۔

منشی جی۔ "میں نے کہا سنتی ہو ارے بھئی کدھر گئیں۔"

بیوی۔ "آ رہی ہوں۔ ابھی آئی۔"

منشی جی۔ "نہیں نہیں آنا نہیں مزدور آ رہا ہے ذرا اُدھر ہی رہنا (مزدور کو آواز دیکر) آجاؤ بھائی آؤ نا۔"

(مزدور داخل ہوتا ہے)

منشی جی۔ "بس یہیں رکھدو سب۔ بس اس چوکی پر سب رکھدو۔ اور یہ لو اپنے پیسے۔"

بیوی۔ (دُور ہی سے کہتی ہیں) ذرا مزدور کو روکے رکھنا ابھی!"

منشی جی۔ "اب مزدور کا کیا کام ہے۔ اچھا خیر جاؤ بھئی تم باہر ٹھہرو۔"

(مزدور جاتا ہے بیوی آتی ہیں)

بیوی۔ "مزدور کا کیا کام ہوگا؟ اب بتاؤں میں تمہیں کیا کام ہوگا۔"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ ایک تو دوڑتے دوڑتے یونہی میرا بُرا حال ہے اور یہ تمہاری یہ باتیں اب بتا بھی چکو کہ مزدور کو کیوں روکا ہے۔"

بیوی۔ "روکا اسلئے ہے کہ یہ جو تم آٹا اُٹھا لائے ہو نا۔ اسمیں برابر کی تو مٹی ہے اور جانے

ہوا جوار کا میل ہے کہ باجرے کا۔ ذرا سا آٹا گوندھا تھا کہ معلوم ہوا موئی لئی گھول کر رکھ دی

نہ موئے میں لس ہے نہ کچھ۔"

منشی جی۔ "تو اس میں کیا کروں اب کیا میں آٹے کے اندر گھسا ہوا بیٹھا تھا کہ یہ سب کچھ جان لیتا۔ نہ آٹے نے مجھ سے کہا کہ صاحب مجھے نہ لو۔ مجھ کمبخت میں جوار باجرے کا میل ہے اور لس نہیں ہے۔

بیوی۔ "کسی چیز کے لانے کا ڈھنگ ہی نہیں ہے تو تم کیا کرو۔ مگر میں نے کہہ دیا ہے کہ اس آٹے کی روٹیاں مجھ سے نہ پکیں گی۔ توے تک تو جائیگی نہیں روٹی۔"

منشی جی۔ "جائیگی کیسے نہیں وہ تو پیٹ تک میں جائیگی مگر وہ تو بات یہ ہے نا کہ ابھی میں لایا ہوں گھر کی جنس ہزاروں عیب نکلیں گے اسمیں۔"

بیوی۔ "جب موئے میں لس ہی نہیں ہے تو روٹی کیا خاک پکے گی۔"

منشی جی۔ "صاحب یہ تو میری خطا نہیں ہے بلکہ قصور آپ ہی کا کہ مجھے جاتے وقت لگن نہیں دی کہ میں وہیں دکان پر آٹا گوندھ کر لس بھی دیکھ لیتا مگر تقدیر میں تو لکھی ہے یہ جھک جھک۔"

بیوی۔ "خیر جھک جھک ہو یا کچھ مگر یہ آٹا ابھی واپس کیا جائیگا اسکی روٹی پکانا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔"

منشی جی۔ "زندگی سے عاجز آنا جسکو کہتے ہیں وہ حال ہے میرا۔ لائیے صاحب آٹا پھیرنے جاتا ہوں۔ (جاتے ہیں اور پھر کچھ سوچکر لوٹتے ہیں) مگر وہ میں نے کہا... وہ...... یعنی، تو یہ ہے... ایک تو دماغ تھا ہی اعلیٰ درجہ کا اوپر سے دن بھر کی دھوپ سر پر گذری ہے جانے کیا سوچا تھا کچھ بھی تو یاد نہیں رہا۔"

بیوی۔ "آج بہت تھکے ہوئے آئے ہو تو نہا ڈالو ذرا طبیعت ہلکی ہو جائے گی۔"

منشی جی۔ "اور سنئے اب اتنی محنت کے بعد بھی تم کو چین نہیں ہے کہ مجھے اب نہانے کی ترکیب بتا رہی ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری طرف تمہارا کلیجہ پتھر کا ہو کر رہ گیا ہے۔ کبھی تو مجھ کمبخت پر تم کو بھی رحم آتا۔"

بیوی۔ "لو سنو تو میں نے تمہارے ہی بھلے کو کہا تھا کہ نہا لو۔ پھر کیا تم کبھی نہ نہاؤ میری طرف سے۔"

منشی جی۔ "یہ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے پائے شوہر نامراد مر ہی کیوں نہ جائے۔ اور یہ سودا اب غصہ شروع ہوا ہے۔ میں ایک ٹانگ سے ناچتا پھر رہا ہوں اور غصہ آ رہا ہے تم کو۔"

بیوی۔ "اچھا تو اب تم ہی بتاؤ کہ تم سے کس نے کہا تھا سودا لانے کو۔ میں تو خود ہی جانتی تھی کہ یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ تم خود بھی ہلکان ہو گئے اور میری زندگی بھی تو تم ہی عذاب کر دو گے۔"

منشی جی۔ "جی بے شک بالکل صحیح فرماتی ہیں آپ۔ کام نہ کرو تو نکمے۔ کام کیا ہے تو یہ پھل مل رہا ہے۔ ارے صاحب میں آخر یہ کہاں تک دیکھوں کہ پیسہ کی چیز دو پیسہ کی آئے اور وہ بھی دو کوڑی کی۔"

بیوی۔ "جیسا یہ آٹا ہے۔ یہی مطلب ہے نا؟"

منشی جی۔ "آٹا۔ پھر وہی آٹا۔ آٹا تو جا رہا ہوں واپس کرنے اب ان چیزوں کو بھی تو دیکھ دیکھ کر اسی وقت واپس کرنا ۔۔۔ دیکھئے یہی بات کہنے کو لوٹا تھا، مگر وہ تو فقیر کی بددعا ہے کہ وقت پر بات یاد نہ آئے اور یوں چاہے زندگی بھر یاد آتی رہے۔"

بیوی۔ "یہ کیا ہے اس ٹوکری میں؟"

منشی جی۔ "وہی جو سامان میں لایا ہوں اور کیا ہوتا۔"

بیوی۔ "وہ تو میں بھی دیکھ رہی ہوں۔ میں تو یہ پوچھ رہی ہوں کہ وہ جو موٹے لینڈے پھوٹے اُدھر رکھے ہوئے ہیں ٹوکرے میں وہ کیا بلا ہے۔"

منشی جی۔ "بلا ہے! یعنی کتھا ہے اتنا بھی نہیں پہچانتیں۔ بات یہ ہے کہ کبھی دیکھا ہوا ایسا کتھا تو پہچانو بھی۔ یہ دُودھیا ہے دُودھیا۔ لادے تو کوئی ایسا۔"

بیوی۔ "نوج یہ کتھا ہو۔ سچ بتاؤ یہ ہے کیا چیز۔ کچھ خضاب وضاب کی دوا تو نہیں ہے"

منشی جی۔ "بھئی سخت عاجز ہیں تمہارے دماغ سے۔ یعنی کتھا تک نہیں پہچانتی ہو کمال ہے صاحب کمال۔ وہ کیا ہے --- اے کمال افسوس ہے ----- اور --- اور --- خیر مطلب یہ کہ کتھا بہت عمدہ ہے یہ دام کچھ زیادہ ضرور لگے ہیں مگر چیز بھی تو ہے۔ اور وہ دیکھو ڈلی۔"

بیوی۔ "یہ ڈلی۔ منجن بنواؤ گے اس کا۔ آخر موئی سڑی ہوئی ڈلی کیوں اُٹھا لائے میری جان پر۔"

منشی جی۔ "سڑی ہو یا کچھ مگر وہ پنساری کہتا تھا کہ یہ اصلی ڈلی ہے اور اصلی ڈلی اب دیکھنے کو بھی نہیں ملتی۔ واقعی ملائم تو بہت ہے۔ میرے خیال میں تو سروتے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔"

بیوی۔ "مگر اس آخور کو کھائے گا کون؟"

منشی جی۔ "کون کھائے گا؟ میں کھاؤں گا۔ تم کھاؤ گی۔"

بیوی۔ "نوج۔ خدا نہ کرے میں یہ موئی منجن بنانے کی سڑی ہوئی ڈلی کھاؤں۔ تمہیں اللہ مُبارک کرے کھانا۔"

منشی جی۔ "وہ جو مثل ہے نا کہ نالی کی مشک کو --- مشک کی نالی کو --- خیر کچھ ایسی ہی مثل ہے --- وہ --- وہ۔"

بیوی: "نالی کے کیڑے کو مشک کی ڈبیہ میں موت آتی ہے۔"

منشی جی: "یہی۔ یہی۔ یہی مثل تم پر پوری اُتر رہی ہے کہ آج جو دیکھی ہے یہ نئی چیز تو منھ بند چھپایا سکڑ گئیں"

بیوی: "ذرا دیکھوں تو تمہارا منھ"

منشی جی: "منھ۔ کیوں کیا ہوا میرے منھ میں۔"

بیوی: "صورت دیکھ کر آخر تم کو کیسے لوگ پہچان لیتے ہیں کہ تم کو اچھی طرح بنا بنا کر لوٹا جا سکتا ہے"

منشی جی: "یہ کیا بات ہوئی۔ مجھے بھلا کون لوٹے گا۔ میں خود اگر سچ پوچھو تو اس بنیاری کو آج لوٹ لایا ہوں۔ تمہارے ہاں ہمیشہ چھ آنے سیر ہی نقلی ڈلی آتی رہی ہے جس سے سروتے کی دھار دُہری ہو جائے اور مجھ کو یہ اصلی اور خالص ڈلی بس دو آنہ زیادہ میں مل گئی ہے۔ اور منگانا ہو تو منگا لو نہیں تو سب ختم ہو جائیگی۔ اور ہاں خوب یاد آیا گھی بھی اچھا مل گیا ہے میرے خیال میں کچھ زیادہ منگا کے رکھ لو تو اچھا ہے۔ لو سونگھو۔"

بیوی: "اونھ۔ ہونھ۔ توبہ ہے۔ دماغ اُلٹ گیا موئے کی بدبو سے۔ یہ مرہم ہے کہ گھی۔"

منشی جی: "کیا مجھے چھیڑنے کی آج قسم ہی کھالی ہے۔ ادا سے چکھو۔ تمہیں میری قسم ذرا سا چکھو تو سہی۔"

بیوی: "خہ۔ خہ۔ خہ۔ اخ تھو۔ آخ تھو۔ توبہ۔ توبہ۔ طبیعت لوٹ پوٹ ہو گئی۔"

منشی جی: "اچھا تو میں شرط بدتا ہوں اگر کوئی اور ایسا ہی گھی اور ان ہی داموں میں لا کر کھلا دے تو غلامی لکھ دوں گا۔ دیہات کا خالص گھی۔ جلیں ہیں ہاں سے خی۔ خی۔ خی کر کے۔"

بیوی: "خدا نہ کرے یہ موا گھی ہوا اور خدا دشمن کو بھی ایسا گھی کھانے سے بچائے، میں باز آئی ایسے موئے گھی سے۔ ناک تک تو دی نہیں جائے گی کھانے میں۔"

منشی جی۔ "اچھا تو لو یہ رکھے ہیں دام اور یہ رہی فہرست اب منگا لو کسی اور سے ہم سمجھیں گے نہیں"

بیوی۔ "لے ہے تو برا کیوں مانتے ہو تم یہی گھی کھانا۔ مگر مجھ سے نہیں کھایا جائیگا یہ کوئی زبردستی تو ہے نہیں۔"

منشی جی۔ "کھایا تو جب جائے کہ کبھی گھی کھایا بھی ہو۔ اسنے ہزاروں قسمیں کھائی ہیں کہ یہ گھی اس نے خود اپنے لئے منگایا تھا مگر مروت کے مارے مجھے دیدیا اور دام وہی ۱۲ چھٹانک کے لیے ہیں"

بیوی۔ (متعجب) روپیہ کا بارہ چھٹانک؟

منشی جی۔ (خوش ہوکر) کہو ہے نا سستا؟"

بیوی۔ "آفت آئے اس موئے گھی پر۔ ابھی میں نے بالکل ٹھیک ایسا گھی سیر ۵ چھٹانک کا دروازہ ہی پر لیا ہے کیسا عمدہ دانہ دار گھی ہے اور ایک یہ ہے موا چرائندہ جانے کس چیز کا تیل اور بارہ چھٹانک کا۔ تم ابھی اسے پھیر کے آؤ۔"

منشی جی۔ "خیر میں یہ کوئی چیز واپس کرنے نہیں جا سکتا۔ والد صاحب مرحوم کو آجتک بازار بھر یاد کرتا ہے کہ روپیہ کے پیسے تک کبھی نہیں گنے۔ سب یہی تو کہیں گے کہ یہ ان ہی کے صاحبزادے ہیں جو پیسہ کے تین دھیلے بھناتے ہیں۔ خاندان کی ناک کٹوانے کا شوق کسی کو لینا ہو تو یہ تم سے لے۔"

بیوی۔ "تو یہ موئے آخور کو میں کیا کرونگی رکھکر، خاندان کی ناک پر سے صدقہ کر کے گلی میں پھینکدو یہ سب۔"

منشی جی۔ "اچھا ذرا بیٹھ جاؤ (خود بھی بیٹھ جاتے ہیں) مجھے صاف صاف یہ بتا دو کہ ان چیزوں میں خرابی کیا ہے اور میری لائی ہوئی ہر چیز میں ایک عیب کیوں پیدا ہو جاتا ہے۔"

بیوی "عیب ہی عیب ہیں تمھیں کیا دکھاؤں! اندھا تک یہ دیکھ سکتا ہے کہ یہ گھی نہیں کوئی اور بلا ہے۔ یہ ڈلی موئی کھانے کی کام کی نہیں۔ یہ گھی تھو۔ توبہ ہے ابتک منھ کا مزہ خراب ہے اور بو سے دماغ تک چاپٹ گیا ہے۔"

منشی جی "یہی چیزیں ابھی ٹریوسن کے میاں لادیتے اور روپیہ کی جگہ دو روپیہ خرچ ہو جاتے تو آپ خوش ہو جاتیں اور ان ہی چیزوں کی تعریف ہوتی۔ مگر وہ تو شامت میری آئی تھی نا۔"

بیوی "بھلا چنگا آدمی اس موٹے گھی کو کھائے تو بیمار پڑ جائے۔"

منشی جی "اور آپکے یہاں کا گھی کھا کھا کر تو سب بہت تندرست ہیں۔ دماغ کی جگہ بھُس بھر دیا ہے جیسے کسی نے سر میں۔ یہ حال تو ہے سر کا۔ معدہ الگ خراب کرلیں۔ وہ دو وقت کے ناشتے اور دو وقت کے کھانے کے رہ گئے ہیں۔ قوت ایسی کہ کل ہی مگدر جو اُٹھایا تو سانس پھُول گئی۔"

بیوی "اچھا اب کون تم سے بحث کرے یہ پڑیوں میں کیا ہے؟"

منشی جی "ایک میں ہے کالی مرچ، ایک میں الائچی، ایک میں مسّی اور ایک میں سُرمہ۔"

بیوی "یہ موا سُرمہ اور مسّی کس کا لے آئے اور وہ کیا ہوئیں لونگیں اور تمباکو"

منشی جی "لونگیں۔ ٹھیک ہے اب یاد آئیں اور کیا کہا تمباکو۔ بھئی یقین جانو کہ گھنٹہ بھر تک بازار میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا کہ آخر یہ دام کس چیز کے بڑھ رہے ہیں مگر یہ لونگیں اور تمباکو نہ یاد آنا تھیں نہ آئیں۔"

بیوی "خیر وہ تو بھول گئے تھے مگر یہ سُرمہ اور مسّی کی کیا سُوجھی؟"

منشی جی "جب دماغ پر زور دیا تو لونگ اور تمباکو کی جگہ سمجھ میں یہی آیا کہ تم نے لینے

شوق کی کوئی چیز منگائی ہوگی۔ بس ذرا عقل سے کام لینے کی تو ضرورت ہی تھی۔"

بیوی۔ "تم نے کس دن مجھے مسّی کی دھڑی جمائے دیکھا ہے اور کس دن میں سُرمہ لگائے کاجل پارے رہتی ہوں۔"

منشی جی۔ "نہیں رہتیں تو اب رہا کرو نا۔ یعنی میں زندہ ہوں تم ماشاءاللہ سہاگن ہو تو سہاگ میں کیا مضائقہ ہے۔ ارے اب تو ہنس دو۔"

بیوی۔ "ہنس نہیں دوں۔ موئے ہر چیز میں دام پھینک گئے۔ میں پہلے ہی کہتی تھی کہ آج یہ سودا لا رہے ہیں اللہ ہی ہے جو کوئی چیز گت کی آجائے مگر بولتی تو گنہگار بنجاتی۔"

منشی جی۔ "یہ بات وہ بات اور پھر وہی بات یعنی میں نے ہر چیز عمدہ تلاش کی کم قیمت کی چیز۔ آیا ایک دکان پر دیکھ کر لی اسی کا یہ (دروازہ پر دستک ہوتی ہے) ایں۔۔۔ ارے بھئی کون صاحب ہیں۔؟"

آواز۔ "مجوری ملجاتی صاحب۔"

منشی جی۔ "ارے بھئی سنا تم نے کیا نام بتایا ہے۔ آواز کس کی ہے یہ۔"

بیوی۔ "کوئی بھی نہیں وہی مزدور موا کھڑا ہوا سوکھ رہا ہے۔"

منشی جی۔ "ایں۔ لاحول ولاقوۃ بھئی۔ استغفراللہ یعنی اسے بھول ہی گئے۔ ابتک تو مطلب یہ کہ اور معمولی چیزیں بھولا کرتے تھے آج اتنا بڑا آدمی بھول گئے۔ کمال ہے۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ دیکھئے پھر وہی شعر یاد آیا جو اسوقت بھی یاد نہیں آیا تھا اور اسوقت بھی دماغ پریشان کریگا کمبخت لے کمال۔۔۔۔۔۔ افسوس لے کمال۔۔۔ لیے کمال افسوس

ہوگا کچھ۔ تم مزدوری دیکر اُسے تو رخصت کرو۔"

بیوی "۔ اب میں جاؤں اُسے مزدوری دینے۔"

منشی جی "۔ اور نہیں تو کیا اُسے بلاؤں گا گھر کے اندر غیر مرد کو۔"

بیوی "۔ مگر تم سے یہ نہیں ہوگا کہ خود مزدوری دیدو۔"

منشی جی "۔ ٹھیک تو ہے یہی اپنا خیال ہی تھا۔ تو وہ میں کیا کہنے والا تھا۔"

بیوی "۔ خیر جو کچھ کہنے والے تھے اسکو تو بعد میں سوچنا مگر پہلے یہ فیصلہ کرو کہ یہ چیزیں واپس جائیں گی کہ میری جان پر یونہی ڈھیر رہیں گی۔"

منشی جی "۔ واپسی کی ضد نہ کرو خدا کے واسطے تمام بازار میں ہنسی اُڑ جائیگی کیا فائدہ بھد کرانے سے۔"

بیوی "۔ تو پھر یہ دام گئے یونہی۔"

منشی جی "۔ دام کیوں گئے۔ داموں کی تو یہ چیزیں آ گئیں البتہ مجھکو کہنا چاہئے کہ یہ چیزیں گئیں یونہی۔"

بیوی "۔ اور وہ جو ہلدی دھنیا کھٹائی مرچ۔"

منشی جی "۔ اصل میں وہ جو تم نے فہرست لکھوائی تھی وہ میں نے خدا جانے کہاں رکھدی اور جو چیزیں یاد رہ گئیں تھیں وہ لے آیا۔"

بیوی "۔ اچھا خیر نوٹ کے باقی دام واپس کرو۔ پھر وہی نا کہ مجھکو ہمسائی کے میاں کی خوشامد کرنا پڑے گی۔"

منشی جی "بس یہی میری چڑھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسان فاقے کرے۔ مٹی ملا کے اُس کا آٹا کھائے مگر دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔"

بیوی "زندگی بھر یونہی موئے ہاتھ پھیلائے گئے ہیں اور یونہی خوشامد کی گئی ہے۔ مجھے کیا خوشامد کرنا اچھی لگتی ہے مگر تم جو کچھ گت نہ بناؤ تھوڑی ہے۔"

منشی جی "بھئی دیکھو اس وقت نہ مجھے غصہ ہے نہ میں بحث کرنا چاہتا ہوں مگر تم ایمان ایمان سے یہ بتا دو کہ مجھے جو تم ہر وقت کہا کرتی ہو تو اس میں تمہاری کچھ زیادتی بھی ہوتی ہے یا بس میرا ہی قصور ہے سراسر۔ میں پوچھتا یہ ہوں کہ مجھ کمبخت میں آخر کونسا عیب ایسا ہے کہ تم خوش نہیں رہتیں۔"

بیوی "اب تم لیکر بیٹھ گئے یہ دُکھڑا اور مجھے ہو رہی ہے پکانے رندھنے کی دیر۔ دن بھر تو تم نے بازار کے نذر کر دیا اب مجھے دام واپس دو تو میں کچھ انتظام کر دوں۔"

منشی جی "دام تو خیر واپس مل ہی جائیں گے جس جس کی دوکان سے لیا ہے میں نے سودا انمیں سے کوئی بھی ایسا بے ایمان تو ہے نہیں کہ چند روپوں کے لئے مکر جائے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ ------"

بیوی "مطلب کیا ہے تمہارا۔ کیا موئے روپے بھی گئے۔"

منشی جی "لاحول ولا قوۃ۔ میں خود پریشان ہوں اوپر سے تم ایسی باتیں کرتی ہو۔ یعنی مجھے خود تعجب ہے کہ آخر میں نے نوٹ دیا کس کو ہے۔"

بیوی "چلو چھٹی ہوئی نہ مرض رہا نہ موا مریض وہ تو میرا ماتھا اُسی وقت ٹھنکا تھا جب

تم مزدور کو مزدوری مجھ سے دلوا رہے تھے۔ آخر تم نے سب سے پہلے کس کی دوکان سے سودا لیا تھا۔"

منشی جی۔" سبحان اللہ اپنے نزدیک آپ نے گویا بڑے پتہ کی بات کہی ہے حالانکہ اگر یہی یاد آجائے تو پھر کونسی بات رہ جاتی ہے۔ لاکھ لاکھ دماغ پر زور دیتا ہوں کہ پہلے آٹا لیا تھا یا ڈلی مسی سر لیا تھا یا کتھا مگر کچھ یاد نہیں آتا۔"

بیوی۔" مگر سنو تو سہی۔ بیٹھ جاؤ ذرا ڈھنگ سے۔"

منشی جی۔" لو صاحب بیٹھ گیا۔"

بیوی۔" پہلی دوکان سے سودا لیکر اگر تم کو نوٹ کے دام واپس نہ ملتے تو دوسری دوکان سے تم سودا کیسے لیتے۔"

منشی جی۔" مطلب تمہارا یہ ہے کہ پہلی دوکان سے اگر دام واپس نہ ملتے نوٹ کے تو دوسری دوکان سے سودا کیسے لیتا۔ بات تو یہ معقول سی ہے۔ تو پھر گویا دوسری دوکان پر رہا نوٹ۔"

بیوی۔" اب نوٹ کہاں سے آیا موا۔"

منشی جی۔" تو پھر نوٹ میں کھا گیا گویا۔"

بیوی۔" پھر وہی غصہ۔ ذرا سوچو تو کہ نوٹ تو پہلی ہی دوکان پر بھُن گیا اور تمکو دام واپس مل گئے۔"

منشی جی۔" اچھا پھر؟"

بیوی۔" پھر یہ کہ اُن ہی داموں میں سے تم نے باقی سودا لیا ہوگا۔ ہے نا۔"

منشی جی۔ "اچھا اچھا کہے جاؤ تم۔"

بیوی۔ "تو اب باقی دام بھی تمہارے ہی پاس ہونا چاہئیں۔"

منشی جی۔ "میرے پاس ہوتے تو کہاں جاتے۔ جیب ہی میں رکھتا نا میں۔ مگر جیب میں تو۔۔۔ ایں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ارے یہ تو سچ مچ دام موجود ہیں بھئی خوب پتہ لگایا تم نے یعنی یہی جو مثل ہونا۔۔۔ بغل میں۔۔۔ بچہ میں۔۔۔ اونہہ کیا ہے وہ۔"

بیوی۔ "بغل میں بچہ شہر میں ڈھنڈورہ۔"

منشی جی۔ "ہاں ہاں بالکل وہی بات ہوئی تو پھر فہرست بھی ہو گی جیب ہی میں۔"

بیوی۔ "اور یہ مٹھی میں کیا دبائے ہوئے ہو؟"

منشی جی۔ "یہ۔۔۔ یہ تو۔۔۔ لو یہ تو وہی فہرست ہے۔ میں بڑی دیر سے اس سے کان کھجا رہا تھا۔ مگر خوب ملی یہ بھی۔ تو پھر اب میں باقی چیزیں بھی لا ہی دوں۔"

بیوی۔ "نہیں تم اب بخشو مجھکو۔"

منشی جی۔ "اچھا اچھا بھائی خفا نہ ہو، لو یہ دام بخشو بی بلّی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔ تم کہتی تھیں کہ میں کہاوتیں بھول جاتا ہوں مگر دیکھا تم نے۔"

(دروازہ پر مزدور کی پھر آواز)

مزدور۔ "حجور مل جاتی مجوری۔"

منشی جی۔ "آیا بھئی آیا۔" (لپکتے ہوئے جاتے ہیں)

منشی جی نے سبق پڑھایا

منشی جی نے سبق پڑھایا

منشی جی کچھ چیزوں کو الٹ پلٹ رہے ہیں کسی چیز کی
سخت تلاش ہے۔ خود ہی غصہ میں بڑبڑاتے جاتے ہیں

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ۔ توبہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔"

بیوی۔ "کیا ہے آخر کچھ مجھے بھی تو معلوم ہو۔ یہ آخر ڈھونڈھا کیا جا رہا ہے؟"

منشی جی۔ "اب ملتی بھی ہو گی کمبخت تو نہ ملیگی۔ معلوم نہیں تم ہر بات میں ٹانگ کیوں اڑاتی ہو۔"

بیوی۔ "میرا کیا ہے تم ڈھونڈھے جاؤ میں نے تو اسلئے کہا تھا کہ شاید وہ چیز مجھ ہی کو معلوم ہو"

منشی جی۔ "تم کو؟ یعنی تمکو کیسے معلوم ہونے لگی میری چیز میں نے رکھی اور بتائیں گی آپ۔ خدائی بھر کی آپ ٹھیکہ دار ہی تو ہیں جیسے۔"

بیوی۔ "اچھا اچھا ڈھونڈھو اور جب ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک جانا تو بھی تمھیں قسم ہے کہ مجھے نہ بتانا۔ آج کا دن بھی تم یونہی برباد کردوگے اور یہ ہوا پڑھانے کا وعدہ بس روز ٹلتا رہیگا۔"

منشی جی۔ "یہ نیکی کا بدلہ ملا ہے صاحب یعنی اسی وجہ سے میں اتنی دیر سے پریشان ہوں۔ ہر چیز الٹ پلٹ کر دیکھ لی مگر معلوم نہیں زمین کھا گئی یا آسمان کہیں پتہ ہی نہیں ہے۔"

بیوی۔ "قاعدہ؟ وہ تو میرے پاس ہے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی۔ قاعدہ نہیں صاحب عینک۔ عینک ڈھونڈھ رہا ہوں کمبخت جانے یہ کہاں

اور آنکھیں منھ پر لگی ہیں اب سمجھ میں نہیں آتا کہ تیری جگہ اسکی ہو کہاں سکتی ہے! ارے بھئی آنکھوں پر رہتی ہے یا پھر خانہ میں مگر وہ تو نہ خانے میں ہے نہ آنکھوں پر جانے کیا ہوئی۔"

بیوی۔ "عینک؟ (ہنسکر) عینک؟"

منشی جی۔ "لیجئے صاحب اب یہ بے تکی ہنسی شروع ہوئی۔ میں پریشان ہوں سویرے سے اور یہاں دل لگی فرمائی جا رہی ہے وہ جو ہے نا مثل کہ کسی کا گھر تاپے۔ ۔ ۔ کسی کا کوئی جلے۔ ۔ ۔ کسی۔ ۔ ۔ اب بغیر عینک کے تو اور بھی یاد نہ آئے گا کچھ۔"

بیوی۔ "کسی کا گھر جلے کوئی تاپے۔ ۔ ۔ تو کس کا گھر جلا اور کس نے تاپا۔"

منشی جی۔ "میرا گھر جلا کہ عینک کھو گئی اور تم تاپ رہی ہو یہ ہنسی جو ہے یہ تاپنا ہی ہے۔ یاد کر رہا ہوں کہ آخر عینک میں نے کہاں رکھی تھی مگر بس آنکھوں ہی پہ یاد آتی ہے۔ نگاہ اتنی کمزور کہ بغیر عینک کے عینک آخر ڈھونڈھوں کیسے۔"

بیوی۔ "یہ کیا بات ہوئی۔ بغیر عینک کے عینک ڈھونڈھوں کیسے۔"

منشی جی۔ "واسطہ پڑا ہے کڑھ مغزوں سے۔ ارے صاحب مطلب یہ کہ اگر عینک ہوتی تو اسکو لگا کر عینک ڈھونڈھ لیتا آسانی سے۔"

بیوی۔ "کیا باتیں ہیں تمہاری بھی عینک ہوتی تو پھر وہ موئی ڈھونڈھی کیوں جاتی عینک لگا کے"

منشی جی۔ "عینک سے میرا مطلب عینک ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز ہے جو کھو جائے۔ مگر اب تم یہ بحث لیکر بیٹھ گئیں میں ڈھونڈھ رہا تھا عینک اور آپنے وہ شروع کر دی۔ وہ۔ ۔ ۔ وہ۔ ۔ ۔ وہ۔"

بیوی۔ "بکواس۔"

منشی جی۔ "نہیں صاحب وہی جو وکیل لوگ کرتے ہیں۔ دماغ میں ہے زبان پر نہیں آتی۔"

بیوی۔ "بحث کر رہے ہو تم۔"

منشی جی۔ "لاحول ولاقوۃ۔ وکیل کیا صرف بحث ہی کرتے ہیں، تم یاد تھوڑی ہی دلاؤ گی اور بھی بھلا دو گی۔"

بیوی۔ "جرح ---"

منشی جی۔ جرح۔ جرح۔ تو جرح کی یہاں کیا بات تھی۔ اور یہ تم ہنسے کیوں جا رہی ہو۔ یعنی میں پاگل ہوں۔"

بیوی۔ "ہنس رہی ہوں کہ تم آخر ڈھونڈھ کیا رہے ہو۔"

منشی جی۔ "پھر وہی۔ عینک۔ عینک۔ چشمہ۔ چشمہ۔ اب میں اپنا سر پیٹ لوں گا۔"

بیوی۔ (ہنس کر) سچ مچ تم سٹھیا گئے ہو۔ ماتھے پر تو دیکھو۔"

منشی جی۔ "ایں ---- لاحول ولاقوۃ۔ یہ تو وہی مثل ہوئی۔ خیر مثل جانے دو۔ اب قاعدہ لا بھی چکو۔"

بیوی۔ "تو کیا اسوقت پڑھاؤ گے۔"

منشی جی۔ "اور کب پڑھاؤں گا، پڑھنے سے جی چرانا ٹھیک نہیں ہے۔ لاؤ قاعدہ اٹھو جاؤ۔"

(بیوی جاتی ہیں)

(منشی جی خود ہی بڑبڑاتے ہیں) "پڑھنا شروع کیا نہیں اور جان چرانے لگیں۔ پڑھ چکیں یہ (آواز دیکر) ارے اب لا بھی چکو قاعدہ۔"

بیوی۔ "تو یہ ہی تم سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ لا رہی ہوں مگر جب تک حلق پھاڑ کے چیخیں نہیں اس وقت تک چین کیسے آئے۔۔۔ لو۔۔۔ یہ رہا قاعدہ۔"

منشی جی۔ "اچھا تو اب قاعدے سے بیٹھو تخت پر اور تکیہ پر رکھو قاعدہ۔"

بیوی۔ "تو اب تکیہ بھی لاؤں جا کے۔ گاؤ تکیہ پر کیوں نہ رکھ لوں۔"

منشی جی۔ "ہونا تو چاہئے تھا تکیہ۔ خیر گاؤ تکیہ ہی سہی۔ اچھا اب اُنگلی رکھو۔ کونسا ہے تمہارا سیدھا ہاتھ ان دونوں میں خیر تمہارے دونوں ہی سیدھے ہیں اُنگلی رکھو۔"

بیوی۔ "الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ۔"

منشی جی۔ "ہائیں۔ ہائیں۔ ہائیں۔ پہلے مجھے کہنے دو۔ کونسا حرف ہے پہلے الف تو کہو۔ الف خالی۔"

بیوی۔ "وہی تو میں بھی کہہ رہی تھی۔"

منشی جی۔ "تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے اب کہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ کیا کہا تھا میں نے۔"

بیوی۔ "الف خالی۔ بے کے۔۔۔"

منشی جی۔ "پھر وہی میں جب کہہ لوں تو کہا کرو۔ ہاں تو الف خالی اور بے۔ کہاں ہے بے؟"

بیوی۔ "یہ ہے الف کے بعد۔"

منشی جی۔ "ہاں بے کے نیچے۔ دیکھنا ذرا ایک ہی نقطہ ہے نا؟"

بیوی۔ "ایک تو ہے ہی اور نہیں تو کیا پچاس ہوتے۔"

منشی جی۔ "ارے صاحب احتیاطاً پوچھ لیا۔ تو الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ۔"

بیوی۔ ”الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ تے کے۔۔۔“

منشی جی۔ ”پھر وہی جلدی۔ کیا میں بھاگا جا رہا ہوں یا آندھی آ رہی ہے آخر مصیبت کیا ہے جب تمکو خود ہی پڑھنا آتا ہے تو مجھے بیکار بھونکوا رہی ہو۔“

بیوی۔ ”تو یہ تم پڑھا ہی بیکار رہے ہو دو ورق تو یہ رہے پڑھے ہوئے ہیں پہلے کے۔ اب ورق الٹتی ہوں، یہاں سے پڑھاؤ۔“

منشی جی۔ ”یہاں سے پڑھاؤں۔ ایکدم سے تو نہیں پڑھا سکتا اب کیا مجھے اتنا یاد رہ گیا ہے قاعدہ کہ بیچ ادھڑ میں سے پڑھانا شروع کر دوں۔ یہ ہے کیا۔ اوپر بھی زبر لگے ہیں نیچے بھی اور پیش بھی ہیں۔“

بیوی۔ ”الف دو زبر اَن دو زیر اِن دو پیش اُن۔“

منشی جی۔ ”نون کہاں ہے اسمیں جو اَن۔ اِن۔ اُن پڑھ گئیں ملے رے قابلیت کے۔“

بیوی۔ ”تو پھر یہ کیا ہے۔ بھیا سے بچپن میں پڑھا تھا تو انھوں نے یہی بتایا تھا۔“

منشی جی۔ ”پڑھے ہوئے گویا ایک زندگی ہو گئی، کچھ بھی تو یاد نہیں رہا۔ مگر یہ ایک ہی حرف پر دو زبر اور دو زیر اور دو پیش ۔۔۔ کیا ہو سکتا ہے یہ۔“

بیوی۔ ”اے ہے۔ تم پڑھاؤ گے کیا خاک جب خود ہی کچھ یاد نہیں ہے۔“

منشی جی۔ ”کیا مطلب یعنی اب میں بچپن کا پڑھا ہوا قاعدہ بھی یاد رکھتا پھروں یہی مطلب ہے نا آپ کا آدمی نہ ہوا یادداشت ہو گیا۔ جی خوش۔“

بیوی۔ ”بھیا نے تو کہا تھا کہ جب دو زبر یا دو زیر یا دو پیش کسی حرف کے لگا دیے جاتے ہیں تو نون کی آواز پیدا ہوتی ہے۔“

منشی جی۔ "واہیات۔ پھر آخر نون کی کیا ضرورت تھی۔ بڑے قابل ہیں نا آپکے بھائی صاحب کوئی ان عقل کے دشمن سے پوچھے کہ آخر یہ نون کس مرض کی دوا ہے۔ یہ یقیناً... یقینا... مگر یقیناً بھی تو دو زبر سے لکھا جاتا ہے... اوں... ہوں... اچھا صاحب مان لیا کہ ٹھیک ہے مگر یہ ایک ہی حرف پہ زبَر زیر اور پیش کے کیا معنی۔"

بیوی۔ "اب میں کیا جانوں کیا معنی۔ اس طرح پڑھاؤ گے تو پڑھا چکے تم اور پڑھ چکی میں۔"

منشی جی۔ "لاحول ولاقوۃ۔ ارے صاحب پہلے مجھے تو سمجھ لینے دیجئے۔ یہ بات کیا ہو سکتی ہے۔ اور... اور... اور یہ پیش نیچے کیسے لگے ہوئے ہیں پیش کہیں نیچے بھی ہوتے ہیں۔"

بیوی۔ "نیچے کہاں اوپر ہی تو ہیں۔"

منشی جی۔ "کہاں ہیں پیش انگلی رکھو... ہاں یہ... تو یہ نیچے ہیں یا اوپر۔"

بیوی۔ "اوپر تو ہیں ہی۔ تم ادھر سے دیکھ رہے ہو ادھر سے تو نیچے دکھائی ہی دیں گے۔"

منشی جی۔ "ایں۔ ہاں یہ تو الٹا ہوا ادھر سے قاعدہ۔ تم میرے سامنے سیدھا رکھ دو۔"

بیوی۔ "اور میں جو پڑھنے والی ہوں تو میرے سامنے الٹا رہے۔"

منشی جی۔ "یہ تو بڑی مصیبت ہے صاحب ایک نہ ایک کے سامنے تو الٹا رہے ہی گا۔ ادھر سے بیٹھ کے اگر میں الٹا پڑھا گیا تو کیا ہوگا۔"

بیوی۔ "تو یہ ہے ذراسی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اے تم بھی اسی طرف آ جاؤ نا۔"

منشی جی۔ "ذرا تو چپ رہا کرو غور کرنے کا تو موقع ہی نہیں دیتیں کیا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی تھی (اٹھکر بیوی کی طرف جاتے ہیں) ہاں اب پڑھو۔ انگلی نہ ہٹے کتاب کے اوپر سے۔

کیا پڑھ رہی تھیں۔"

بیوی۔ "الف دو زَبر آن دو زیر اِن دو پیش اُن۔ بے دو زَبر بَن۔"

منشی جی۔ "آخر میں کس مرض کی دوا ہوں جو تم کو پڑھانے بیٹھا ہوں مجھے بھی تو کہنے دو بے دو زَبر بَن ۔۔۔ دو زیر ۔۔۔ دو زیر ۔۔۔ وہ الف دو زیر کیا ہوا تھا؟"

بیوی۔ "اِن ہوا تھا۔"

منشی جی۔ "اِن ہوا تھا نا ۔۔۔ تو ۔۔۔ تو یہ ہوا بے دو زِیر بن۔ یعنی بے دو زَبر بَن دو زِیر بِن دو پیش بُن۔ کیوں یہی نا؟"

بیوی۔ "یہی تو میں بھی پڑھ رہی تھی۔"

منشی جی۔ "تو اگر میں نے بتا دیا تو کونسی قیامت آگئی صاحب میں پڑھا رہا ہوں اور آپ پڑھ رہی ہیں۔ پہلے قاعدہ اُلٹا رکھا تھا اب دماغ تو نہ اُلٹاؤ ۔۔۔ اچھا اب آگے کیا ہے۔"

بیوی۔ "تے دو زَبر ۔۔۔"

منشی جی۔ "تے دو زَبر تَن ۔۔۔ تَن ۔۔۔ ٹھیک ہے تن۔ تے دو زِیر تِن۔ تے دو پیش ۔۔۔ دو پیش ۔۔۔ دو پیش کیا ہونا چاہیئے۔ اب چپ ہیں۔ ارے صاحب تے دو پیش کیا ہونا چاہیئے"

بیوی۔ "میں کیا بتاؤں۔ پڑھا رہے ہو تم اور بتاؤں میں۔"

منشی جی۔ "بھئی اس ضدم ضدا میں تو پھر پڑھنا ہو چکا۔"

بیوی۔ "میں پڑھتی ہوں تو بُرا مانتے ہیں اور چپ ہوں تو ضدم ضدا۔"

منشی جی۔ "ضدم ضدا تو ہے ہی یعنی پہلے پڑھ رہی تھیں اب میں کہتا ہوں پڑھو تو کہتی ہیں

کہتی نہیں بلکہ کچھ نہیں کہتیں۔۔۔۔ چُپ ہیں۔ گُم سُم بیٹھی ہیں۔ یہ تو وہی ہوا کہ ایسی ضد بھی۔۔۔ کیا ٹھکانا ہے۔۔۔ ضد کا کیا ٹھکانا ہے۔۔۔ ارے صاحب وہی شعر کہ مسلمان کافر ہوگیا اور کافر مسلمان کیا ہے وہ۔ آخر پڑھو نا۔"

بیوی۔ "تے دو پیش تُن۔"

منشی جی۔ "تُن؟۔۔۔ میں پوچھ رہا ہوں شعر اور وہ کہتی ہیں تُن۔ خیر چھوڑو شعر کو شعر پڑھنا تو میری قسمت ہی میں نہیں ہے اور نہ تم پڑھی لکھی ہو کہ موقع کے شعر پڑھ دیا کرو۔"

بیوی۔ "پڑھی لکھی کہاں سے ہوتی پڑھایا بھی تھا تم نے کبھی اور تم پڑھے لکھے ہو تو کون سے شعر پڑھ لیا کرتے ہو مگر شوق بہت ہے چاہے پڑھے جائیں یا نہ پڑھے جائیں۔"

منشی جی۔ "شوق۔۔۔ ارے صاحب اسمیں شوق کی کونسی بات ہے یہ تو گفتگو کی خوبی ہے کہ بیچ بیچ میں شعر پڑھے جائیں مگر وہ کمبخت یاد ہی نہیں رہے اور بعد میں سب یاد آجاتے ہیں بموقع جتنے کہو شعر پڑھ دوں۔"

بیوی۔ "اچھا خیر ہوگا۔۔۔ تو۔۔۔ تے دو پیش تُن۔"

منشی جی۔ "ہاں تے دو پیش تُن۔۔۔ آگے چلو اس قاعدہ میں آگے کونسا حرف دیا ہے۔"

بیوی۔ "تے کے آگے جو ہوتا ہے وہی حرف ہے اسمیں بھی۔ یہ کوئی دُنیا سے نرالا قاعدہ ہے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی جہالت کی باتیں۔ ایک بات اگر نہیں معلوم ہے تو آدمی چُپ ہی رہے۔ مگر نہیں معلوم ہو یا نہ معلوم ہو بولیں گی ضرور۔ ہر قاعدہ میں یکساں لفظ نہیں ہوا کرتے۔ اب اسمیں بے کے بعد تے ہے ایک دم سے ایک حرف بیچ میں کچھ چھوٹ سا گیا ہے۔"

بیوی۔ "حرف چھوٹ گیا ہے؟"

منشی جی۔ "ہاں ہاں دیکھو بھلا سا اسکا نام ہے۔ الف۔۔۔ بے۔۔۔ تے۔۔۔ تے۔ اونہہ اب یاد تھوڑی ہی آئیگا کمبخت اسوقت ضرورت ہے نا بس دماغ میں جیسے آنکھ مچولی کھیلتا پھرتا ہے وہ حرف۔ الف۔۔۔ بے۔۔۔ تے۔۔۔ تے۔۔۔ لاحول ولا قوۃ، ذرا ایک پان بنا دو تو شاید یاد آجائے۔"

بیوی۔ "تو اب قاعدہ اُٹھا کے رکھدوں اور پاندان کھولکر بیٹھ رہوں۔"

منشی جی۔ "پھر وہی بحث۔ الف کے بعد بے۔۔۔ بے کے بعد تے۔ اور تے کے بعد۔۔۔ تے تے۔۔۔ بس اب جی چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدوں یا اس حرف کو ایسی جگہ مار دوں جہاں پانی نہ ملے۔"

بیوی۔ "تو آخر اسی وقت ایسی جلدی کیا ہے کہ وہ حرف یاد ضرور آجائے۔ اسے اسوقت یاد نہیں آرہا ہے تھوڑی دیر میں یاد آجائیگا۔"

منشی جی۔ "اور اتنی دیر تک تم چاہے مجھکو جاہل سمجھتی رہو۔ تم سمجھتی ہو گی کہ ایک حرف کیلئے میں نے اتنا بڑا جھوٹ بولا ہے بھئی میں شبن کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔"

بیوی۔ (بات کاٹ کر) دیکھو میں نے کہدیا ہے کہ اور چاہے جو کچھ کرنا مگر کبھی شبن کی قسم نہ کھانا۔"

منشی جی۔ "تو کیا میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں۔ یہ تو حال ہے میرا اس گھر میں کہ اپنے ہی گھر میں اپنی ہی اولاد کی تعلیم و تربیت پر کچھ کہنا گویا میرا کوئی حق ہی نہیں ہے۔"

بیوی۔ "حق کیوں نہیں مگر بچے کی قسم کھانے سے کیا حاصل کیا میں تمہاری بات کا یقین نہیں کرتی جو تم قسم کھاؤ۔"

منشی جی۔ "اب مجھ سے قسم لیلو جو تمنے یقین کیا ہو شبتن کی قسم یہ جو تم برا مانی ہو۔ اسکے معنی یہی ہیں۔ معنی یہی ہیں ---- کیا معنی ہیں؟"

بیوی۔ "اب میں کیا جانوں کیا معنی ہیں۔ خود ہی بے تکی بات کہتے ہو اور خود ہی جواب مانگتے ہو تمہاری کسی بات کا بھی سر پیر ہے۔"

منشی جی۔ "اسکے معنی یہ ہیں ---- یہ ہیں -- ٹھیک ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ تم مجھکو جھوٹا سمجھتی ہو۔"

بیوی۔ "بیکار ہی بکار رکو اپنے دل میں سمجھ لیا کہ میں جھوٹا سمجھتی ہوں مگر جھوٹ ہو یا سچ میں شبتن کی قسم تو کبھی بھی نہ کھانے دوں گی۔"

منشی جی۔ "یہ ---- یہی تو میں بھی کہلوانا چاہتا تھا آخر آپ قسم کیوں نہ کھانے دینگی کیا میں اسکا باپ نہیں ہوں کیا۔ وہ میرا بیٹا یعنی لڑکا یعنی اولاد نہیں ہے۔"

بیوی۔ "توبہ ہے اللہ بس کہدیا میں نے کہ بچوں کی قسم کھانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"

منشی جی۔ "جھوٹی قسم کھانا یا سچی؟"

بیوی۔ "کیسی بھی ہو آخر قسم کھانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

منشی جی۔ "ضرورت -- ضرورت یہ ہے کہ پھر میں کیسے کہوں کہ میں سچ بول رہا ہوں۔"

بیوی۔ "کیا سچ بول رہے ہو؟"

منشی جی۔ "ایں --- کیا سچ بول رہا ہوں -- یہی کہ -- یہی -- یہی کہ --- آخر

کس بات کا ذکر تھا۔"

بیوی: "بس قسم کھانیکو تیار ہو گئیں اُس معصوم کی اور یہ بھی یاد نہیں کہ کس بات پر قسم کھائے ہے ہیں۔"

منشی جی: "ابھی یاد کیوں نہیں ہے ذرا سا پتہ دو تو ساری بات یاد آجائے۔ یاد نہ ہونیکی ایک ہی کہی۔"

بیوی: "تم یہ کہہ رہے تھے کہ اس قاعدہ میں کچھ حرف غائب ہیں۔"

منشی جی: "ہاں ٹھیک ہے۔ یاد آگیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حرف غائب ہیں اور دماغ پر کچھ ایسی مار پڑی ہے کہ بس یہی یاد نہیں آتا کہ وہ حروف ہیں کون سے اور کہاں سے غائب ہیں۔"

بیوی: "تو آخر اتنی سی بات میں قسما قسمی کی کیا ضرورت ہے تم نے کہا میں نے یقین کیا چلو قصہ ختم۔"

منشی جی: "مگر دماغ کی حالت دیکھو تو سہی اب تم تو خیر اپنی بیوی ہو یقین کر ہی لوگی مگر دنیا کو کیسے یقین آسکتا ہے کہ میں حرف بھول گیا ہوں گا۔"

بیوی: "دماغ تھا تو خیر ہمیشہ ہی سے ایسا مگر اب تم روز بروز بہکتے جاتے ہو۔"

منشی جی: "خیر وہ تو دیکھا جائیگا مگر اب جیسے ایک اُلجھن سی ہے کہ وہ حرف غائب کونسے ہیں دماغ کو جیسے کھوج سی پڑ گئی ہے۔۔۔ مگر سنو تو ذرا تم لپک کے پڑوسن کے یہاں جاؤ اور اُنسے پوچھو کہ کونسے حرف غائب ہیں وہ خود بتادیں گی یا اپنے میاں سے پوچھ لیں گی۔"

بیوی: "اب میں نہیں جاتی پوچھنے وہ بھی ہنسیں گی کہ لو اور سنو حرف غائب ہو گئے۔"

منشی جی: "کیا مطلب؟ گویا نہیں ہوئے غائب۔۔۔ اسی کو کہتے ہیں کہ تم جھوٹا سمجھ رہی ہو۔"

بیوی: "اچھا اچھا میں ابھی پوچھے آتی ہوں۔ ایک بات کے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ جاتے ہیں، زندگی عذاب کر رکھی ہے، جاتی ہوں اور کہتی ہوئی جاتی، ہر وقت کی یہی نئی جھک جھک

ایک نہ ایک بات ۔۔۔"

(منشی جی خود ہی یاد کرتے ہیں) الف ۔۔ الف کے بعد بے۔ اچھا صاحب بے کے بعد تے اور تے کے بعد مگر تے سے پہلے بھی کچھ ہے اور بعد میں بھی کچھ ۔۔ الف بے تے ۔۔۔ اُنھ الف بے تے ۔۔۔۔۔۔" (بیوی آتی ہیں)

بیوی: "لو پوچھ آئی ہمسائی سے ہنسوایا نا تم نے ان کو بھی مجھ پر۔"

منشی جی: "خیر۔ خیر۔ بتایا کیا انھوں نے۔"

بیوی: "وہ کہتی ہیں کہ یہ قاعدہ تو ٹھیک ہے اور اردو کے جو قاعدے ہوتے ہیں انہیں الف بے اور بے کے بعد پے ۔۔۔"

منشی جی: "ہت ترے کی ۔ پے ۔ ٹھیک ہے پے ۔ اچھا اور ۔"

بیوی: "پے کے بعد تے اور پھر تے کے بعد ٹے۔"

منشی جی: "ٹے ۔ ٹے ۔ بالکل ٹھیک ہے ٹے ۔ دیکھو یہ ہوتی ہے قابلیت کہ ہمسائی کو پے اور ٹے دونوں یاد تھے حرف۔ ابتو تمکو یقین آیا کہ حرف غائب تھے۔ اچھا اب تم ہمسائی سے پڑھ لیا کرو۔ سمجھیں۔"

بیوی: "میں نے خود کان پکڑے تم سے پڑھنے سے باز آئی۔" (پتیلی کی کھڑکھڑاہٹ)

بِل ۔ بِل ۔ بِل ۔ پی گئی دُودھ ۔ (دوڑتی ہے)

منشی جی نے سفر کیا

منشی جی نے سفر کیا

گھنٹہ آٹھ بجاتا ہے اور منشی جی گنتے جاتے ہیں کہ یکایک
چھ پر پہونچکر بھول جاتے ہیں اور بیوی کو آواز دیتے ہیں

منشی جی: "لاحول ولا قوۃ۔ کدھر گئیں۔ ہاں سب بج گیا، اور وہ ہیں کہ ناشتہ ہی تیار ہو رہا ہے (زور سے) ارے میں نے کہا سنتی ہو۔"

بیوی: "(دور سے) اب کہو تو ناشتہ چھوڑ دوں۔ (آتی ہیں نزدیک آکر) اب ناشتہ کے لئے ہاتھ پیر نہ پھیلانا میرے۔ واہ ایک پیر ہوا چولھے کے پاس ہے اور ایک یہاں۔ اکیلی میں اور جلدی کا کام آخر میں دس ہاتھ پیر کیسے لگا لوں۔"

منشی جی: "اور ۔۔۔ اور جو ناشتہ سے زیادہ کوئی ضروری بات ہو تو آخر تم ہی بتاؤ کہ میں کس سے پوچھوں اور کون بیٹھا ہے میرا اس گھر میں۔ اور تم ہو کہ بات بات پر غصہ آتا ہے وہی جو شعر ہے ع تمکو غصہ آتا ہے ۔۔۔ نہیں وہ دیکھو ۔۔۔ ہاں۔ تمکو آتا ہے ۔۔۔ اونھ خیر ۔۔۔ مطلب یہ کہ بس غصہ لیلو تم سے۔"

بیوی: "اچھا تو ناشتہ رہنے دوں اور اطمینان سے بیٹھکر تمہاری بات سنوں؟"

منشی جی: "اچھا بھائی اچھا۔ تم تو ایک بات کے پیچھے پڑ کر ایسے حواس کھوتی ہو کہ اب مجھکو یاد بھی نہیں رہا کہ کیوں بلایا تھا ۔۔۔ جاؤ ناشتہ تیار کرو وقت اب بالکل نہیں ہے

ابھی گھنٹہ ..... دیکھئے اب یاد آیا کہ بلایا اسلئے تھا کہ ابھی گھنٹہ بس کچھ بجا ہے میں نے کہا کہ شاید تم بھی گن رہی ہو تو تم سے پوچھ لوں گا کہ کیا بجا ہے اور تم ہو کہ آئیں بائیں سے غصہ کرتی ہو۔"

بیوی "میرے پاس تو گھنٹہ کی آواز گئی نہیں۔ تم نے خود جب سنا تھا تو پھر پوچھتے کیوں ہو۔"

منشی جی "سنا کیا خاک تھا۔ یہ کمبخت گھنٹہ تھوڑی ہی بجاتے ہیں گھوڑ دوڑ کرتے ہیں گھوڑ دوڑ کہ جبتک آدمی کو پہاڑے نہ یاد ہوں وہ گن ہی نہیں سکتا چھ تک گن پایا تھا کہ نہ جانے کیا کیا بجاتا چلا گیا۔"

بیوی "توبہ ہے تم سے بھی۔ منڈیر پر دھوپ آ گئی ہے آٹھ بجے ہوں گے۔"

منشی جی "کیا مطلب ارے بھئی آٹھ کیسے بج سکتے ہیں چھ تک تو میں ہی نے گنا تھا اور اسکے بعد آٹھ دس گھنٹے اسنے اور بجائے ہونگے میرے خیال میں تو اب جانا ہی چاہئیے کہیں دیر ہو گئی اور گاڑی چھوٹ گئی تو بس ناشتہ ہی ناشتہ رہ جائیگا اور وہ جو ترکہ مل رہا ہے سب دھرا رہ جائے گا۔"

بیوی "گاڑی کیسے چھوٹ جائیگی آٹھ بجے ہیں گیارہ بجے گاڑی چھوٹتی ہے مگر تم اپنی عادت سے مجبور ہو اچھا چلو ناشتہ میں دیتی ہوں مگر اور سامان تمہارا کہاں ہے۔"

منشی جی "اور سامان۔ ارے صاحب اور سامان ہی کیا ہے یہاں سے تو جاؤنگا یونہی وہاں جاکے ایک جوڑا بدلنا ہے اسکے لئے ایک قمیص نکال لی ہے وہ دیکھو اور ایک۔"

بیوی "تو کیا شبتن کو بھی ساتھ لیجاؤ گے؟"

منشی جی۔ "شبن؟ یہ کس نے کہا کہ شبن کو لیجاؤں گا اب اسکو نہ لگا دینا میرے پیچھے میں خود ہی پریشان ہو رہا ہوں کہ ریل کا سفر ہے پہلا اتفاق۔ بے لگام سواری۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے اوپر سے دُم چھلا لیکر چلوں میاں شبن کو۔"

بیوی۔ "تو پھر یہ اسکی قمیص کیوں نکالی ہے اور وہ کیا ہے۔"

منشی جی۔ "وہ تو خیر شیروانی ہے میری ہری والی۔ مگر یہ شبن کی قمیص آخر میں کیوں نکال لایا۔ تم سے پچاس دفعہ کہا ہے کہ کپڑوں پر نام لکھدیا کرو۔"

بیوی۔ "اور یہ بھی لکھدیا کروں کہ یہ پاجامہ ہے اسکو شیروانی نہ سمجھنا۔"

منشی جی۔ "کیا مطلب؟ پاجامہ کو شیروانی نہ سمجھنا۔ تو کون سمجھ رہا ہے۔"

بیوی۔ "تم ہی سمجھ رہے ہو۔ ذرا دیکھو اس شیروانی کو اچھی طرح کہ یہ کیا ہے۔"

منشی جی۔ "ایں ---- یہ تو ---- یہ تو کچھ اور ہے یہ تم نے میری شیروانی کا کیا کر دیا اب یہ پہنی کیسے جائیگی بھئی یہ تو ---- وہ ---- وہ ---- الٹا سیدھا جامہ ---- یہ وہ سیدھا ہے کہ جسکا نہیں الٹا ---- اُونھ ---- مطلب یہ کہ یہ ہے کیا واہیات۔"

بیوی۔ "اچھا خیر اب اُسے نوچو کھسوٹو نہیں چلے ہیں چچا کا ترکہ لینے اور حال یہ ہے کہ پاجامہ اور شیروانی تک میں تمیز نہیں۔"

منشی جی۔ "بھئی تم تو اپنی خطا بھی میرے ہی سر تھوپ دیتی ہو آخر تم نے اسکو شیروانی کے پاس رکھا ہی کیوں تھا وہ تو کہو کہ میں نے تم کو ہُشیار کر دیا اسوقت، نہیں تو تم خود میری شیروانی اپنے لئے نکال لاتیں ---- مگر اُفوہ ---- ابتو گاڑی چھوٹ بھی گئی ہوگی تم ان ہی قصوں میں

پڑی رہنا۔"

بیوی۔ "یہ میں پڑی ہوئی ہوں قصّوں میں کہ تم خود اُلٹا سیدھا سامان درست کر رہے ہو اچھا بستر کے لئے کیا لیا ہو تم نے۔"

منشی جی۔ "اب میں کیا جانوں کہ اس ریل کمبخت پر کیا کیا جا سکتا ہو تم نے سفر کیا ہو تو تم کوئی بات بتاتی ہی نہیں ہو پردیس کا جانا ہو اور تم اسکو بھی مذاق سمجھ رہی ہو۔"

بیوی۔ "تم ہاتھ پیر نہ پھیلاؤ تو سب ابھی ٹھیک ہو جائے ناشتہ تیار ہی ہو میں بستر بھی ٹھیک کئے دیتی ہوں۔ لاؤ وہ دری اور سوزنی اُٹھاؤ اُدھر سے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی بے ڈھنگا پن۔ ارے صاحب پہلے ایک فہرست لکھوا دو مجھکو کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟"

بیوی۔ "فہرست؟ ---- اب یہ موئی فہرست کیا ہو گی؟

منشی جی۔ "میں کھاؤں گا فہرست کو۔ جبتک بحث نہ کرو تم کو چین تھوڑی آ سکتا ہو اور جو سفر میں کوئی چیز کھو گئی تو پھر مجھ سے نہ پوچھنا۔"

بیوی۔ "میرا کیا ہو تم فہرست لکھو یا کچھ کرو۔ مگر میں نے آجتک فہرست لکھتے کسی کو نہیں دیکھا تھا! اچھا لکھو ان تکیوں کو، دو تکئے۔"

منشی جی۔ "دو تکئے خورد اور ایک گاؤ تکیہ۔"

بیوی۔ "گاؤ تکیہ؟ ---- اب یہ موا گاؤ تکیہ بھی لاد کر لیجاؤ گے؟"

منشی جی۔ "تمہارا مطلب یہ ہو کہ پردیس میں جا کر بھی دیوار سے پیٹھ لگا کر بھیک مانگنے کیلئے

بیٹھوں۔ تم تو چاہتی ہو کہ میں ہر طرح ذلیل سمجھا جاؤں ہر جگہ۔"

بیوی۔ "اچھا اچھا خطا ہوئی مجھ سے تم گاؤ تکیہ بھی لیجاؤ اور بتاؤ۔"

منشی جی۔ "اور وہ۔۔۔ دیکھو وہ۔۔۔ کیا ہوتا ہے وہ۔۔۔ قالین۔۔۔ ایک قالین سُرخ پھولدار۔"

بیوی۔ "اب تم تخت بھی لکھواؤ گے؟"

منشی جی۔ "لیجئے اب مذاق شروع ہو گیا۔ وہاں ریل چھوٹ رہی ہے اور یہاں دل لگی ہو رہی ہے۔"

بیوی۔ "دل لگی میں کر رہی ہوں کہ تم، ایک دن کے لئے جا رہے ہیں اور موا گاؤ تکیہ بھی جائے اور قالین بھی۔ تمہاری تو ہر بات دنیا سے نرالی ہے۔ ایک جوڑا کپڑا لیلو اور کچھ اوڑھنے بچھانیکو چلو چھٹی ہوئی۔"

منشی جی۔ "بس تم نے کہدیا اور چھٹی ہو گئی۔ ارے صاحب ایکدن کیلئے جانا ہو یا دس دن کیلئے مگر ہے تو پردیس کا معاملہ نہ جانے کیا بات پیدا ہو جائے میرا خود ہی اکیلے جانیکو دل نہیں چاہتا۔ اچھا میں نے کہا اگر تم بھی چلو تو کیا حرج ہے۔ بھئی ایک سے۔۔۔ دو سے۔۔۔ کچھ کھلی سی شکل ہے۔۔۔ ہاں تو چلو نا تم بھی۔"

بیوی۔ "لو اور سنو اب میں بھی چلوں بھئی آخر ہو کیا گیا ہے۔ کیا آسان ہے میرا جانا کسی چیز کا ٹھیکنہ ٹھور اور میں جا کے آخر کروں گی کیا۔"

منشی جی۔ "بھئی تم سے بڑے کام نکلیں گے۔ تم کہتی ہو کہ کانپور کے اسٹیشن پر اُتر پڑنا۔ اگر تم ہو گی تو یاد تو دلا دو گی کہ یہاں اُترنا ہے اور یوں جانے میں کہاں اُتر پڑوں مناسب یہی ہے کہ تم بھی چلو۔"

بیوی۔ "اے تو اسمیں یاد رکھنے ہی کی کونسی بات ہے جب کانپور کا اسٹیشن آئیگا تو تمہیں خود یاد آجائیگا

کہ یہی کانپور رہا اور یہیں اُترنا ہے۔"

منشی جی "کیسی بچوں کی سی باتیں کرتی ہو۔ آخر انسان ہی تو ہوں اور جو میں سو گیا یا نظر چوک گئی یا ایسی ہی کوئی بات ہو گئی تو یہ سمجھ لو کہ کہیں کے بھی نہ رہے ترکہ بھی گیا اور خود بھی گئے۔ میرے خیال میں تو تم چلو ضرور تمہارے بغیر میرے بس کا روگ نہیں ہے کہ اتنا لمبا سفر کروں۔"

بیوی "تم تو ایسی باتیں کرتے ہو کہ جو سُنے وہ بھی ہنسے کانپور جانے والے سیکڑوں مسافر ہوں گے بس کسی کے ساتھ ہو جانا چلو چھٹی ہوئی۔"

منشی جی "ایں؟۔۔۔ یہ تو تم ٹھیک کہتی ہو۔۔۔ بالکل ٹھیک چلو یہ بات تو خوب تم نے سوچی کیوں نہ ہو آخر میری ہی تو بیوی ہو۔ اچھا اب تم گھر سے لیکر کانپور تک کی سب باتیں ذرا مجھکو اچھی طرح سمجھا دو۔ اچھا اب جیسے میں چلا گھر سے۔"

بیوی "گھر سے چلے تو تانگہ لیا تم نے اسٹیشن تک کا اور پہونچے اسٹیشن۔"

منشی جی "یوں سمجھاؤ گی تو سمجھا چکیں تم یعنی اسباب بھول ہی گئیں تم ذرا زیادہ تو مجھکو یاد دو۔"

بیوی "توبہ ہے اب ایک ایک بات کہانتک سمجھاؤں گی میں۔ یہ تو موٹی سی بات ہے کہ اسباب لیکر ہی جاؤ گے۔ اچھا تو اسٹیشن پہونچکر تانگہ والے کو کرایہ اور قلی کو سامان دیدینا۔"

منشی جی "اور خود ہاتھ ہلاتے ہوئے گھر لوٹ آنا۔ یہ آپ سمجھا رہی ہیں کہ گھاس کاٹ رہی ہیں! ارے بھئی میں نے اگر سفر کیا ہوتا تو میں سب کو پہچانتا بھی کرایہ تو خیر تانگے والے کو دیدیا اور یہ اسباب کن بزرگوار کو دلوایا ہے آپ نے۔"

بیوی "تم سے بھی بس توبہ ہے۔ میرا شبن تم سے اچھی طرح سفر کر لے۔ اسباب قلی اُٹھا کر

ریل میں رکھے گا۔ نیلے نیلے اُسکے کپڑے ہوں گے اور وہ خود دوڑیگا تمہاری طرف اسباب لینے کو

منشی جی۔ "سبحان اللہ۔ یہ کونسی عقلمندی ہے کہ نیلے کپڑے پہنکر اگر کوئی میری اسباب کی طرف دوڑے تو میں اسکو اسباب دیدوں اور جو وہ کوئی چور اُچکا ہو۔"

بیوی۔ (ہنس کر) سچ مچ تمہاری باتیں دُنیا سے نرالی ہیں ایسا بھی کون ہوگا جو قلی کو نہ جانتا ہو۔"

منشی جی۔ "بھئی یہ بھی زبردستی ہے یعنی میں نہیں ملا ہوں اُن حضرت سے کبھی تو آخر اس میں ہنسنے کی کونسی بات ہے کچھ ان کی تعریف کرو مجھے سمجھاؤ ذرا ٹھیک ٹھیک بتاؤ مجھے تم تو کبھی غصہ کرتی ہو کبھی مذاق اور میں پریشان ہوں اس کمبخت سفر سے۔"

بیوی۔ سمجھا تو رہی ہوں دیکھو قلی اسٹیشن کا مزدور ہوتا ہے۔"

منشی جی۔ "ایں۔۔۔ مزدور۔۔۔ لاحول ولا قوۃ میں بھی کہوں کہ اتنی دیر سے یہ کس کا نام بڑے ادب سے لے رہی ہیں تم بھی تو انگریزی بولنے لگتی ہو مجھ سے۔ اچھا اب میں سمجھ گیا کہ قلی مزدور ہوتا ہے دیدیا اُسکو سامان۔ اچھا صاحب پھر۔"

بیوی۔ "پھر کیا بس کانپور کا ٹکٹ لیکر ریل میں بیٹھ گئے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی اب تم کہدوگی کہ کانپور پہنچ گئے چلو چھٹی ہوئی تو سوال یہ ہے سوال یہ ہے۔۔۔ سوال یہ ہے کہ۔۔۔ کیا ہونا چاہئے یہاں سوال۔"

بیوی۔ "ٹکٹ لینے کی جگہ قلی بتا دیگا اور وہی تمکو گاڑی میں بٹھا دیگا۔"

منشی جی۔ "تو یہ کہو کہ اصلی چیز قلی ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک قلی کو ساتھ ہی کیوں نہ

لیجاؤں۔"

بیوی۔" (ہنس کر) قلی کو۔۔۔ (پھر ہنستی ہے) قلی کو ساتھ لیجاؤگے۔"

منشی جی۔" اچھا صاحب اب ہنس ہی لیجئے اور جی کھول کے ہنس لیجئے۔ یعنی اسمیں ہنسنے کی کونسی بات ہے قلی کو اگر ساتھ لیگیا تو وہ بتا دیگا کہ یہی ہے وہ۔۔۔ یہ وہی جہاں اُترنا ہے"

بیوی۔" بھول گئے نا۔ کانپور۔"

منشی جی۔" کانپور۔ عجیب نام ہے اسی لئے تو کہتا ہوں کہ قلی کو کیوں نہ ساتھ لیلوں۔"

بیوی۔" تم سُن تو لو۔ قلی تم کو گاڑی میں بٹھا دیگا۔"

منشی جی۔" ٹھہرو جی تم تو ایک بات پوری ہونے نہیں دیتیں اور دوسری بات شروع کر دیتی ہو وہ جو تم نے کہا تھا کہ ٹکٹ لے لینا تو وہ کیسے لیلوں گا۔"

بیوی۔" ٹکٹ جیسے لیا جاتا ہے ویسے ہی تم بھی لے لینا۔"

منشی جی۔" جیسے لیا جاتا ہے؟ یہ کیا بات ہوئی۔ ارے بھئی یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ جیسے کیسے۔"

بیوی۔" سچ مچ تم سے تو بچے بھی زیادہ ہوشیار ہوتے ہوں گے۔ اے اس ٹکٹ بابو کو دام دیدینا وہ تم کو کانپور کا ٹکٹ دیدیگا۔"

منشی جی۔" بھئی خفا نہ ہو یہی تو میں بھی سمجھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ ٹکٹ کتنے کا دیگا اور میں پچکا کے آخر کتنے تک کا لیلوں یعنی بس تم واجبی دام بتا دو مجھے کچھ اندازہ تو ہو جائے۔"

بیوی۔" اے ہے تو کیا موا ٹکٹ بھی گاجر مولی ہو گیا کہ تم کھڑے ہو کر مول تول کروگے۔ اسپر دام خود ہی چھپے ہوتے ہیں اور وہی دام وہ تم سے مانگے گا۔"

منشی جی۔ "ہاں یہ بات ہو تو یہ کہو بھئی یہ اچھا انتظام ہو کہ ایک مول ہو ان ٹکٹوں کا اچھا اچھا تو ٹکٹ کے واجبی ہی دام بتادیگا اور ہم ٹکٹ لیکر قلی۔ قلی ہی کہا تھا نا؟"

بیوی۔ "ہاں قلی تم کو ریل پر بٹھا دیگا اب ہاں تم کو بہت سے مسافر کانپور کے ملجائینگے تم کسی کے ساتھ ہو لینا۔"

منشی جی۔ "اچھا ٹھیک ہے۔ مگر فرض کرلو اور فرض کیا کرلو دانشمندی یہی ہو کہ ہر بات پر انسان غور کرے اچھی طرح تو میں یہ کہہ رہا تھا۔۔۔ یہ کہ۔۔۔۔ لاحول و لا قوۃ۔۔ اب اسوقت تو سفر سوار ہو کوئی بہت ضروری بات تھی دیکھو اب اگر یاد نہ آئی اور راستہ میں یاد آئی تو بتاؤں میں کیسے لوٹ کر آؤنگا تم سے کہتے ہیں پھر کہتا ہوں کہ تم بھی چلو تو اچھا ہے۔"

بیوی۔ "تم بغیر سمجھے بوجھے ایک بات کہدیتے ہو میں کہاں ماری ماری پھروں گی تمہارے ساتھ اور یہاں گھر کس پر چھوڑوں۔"

منشی جی۔ "گھر کا خیال آیا مگر یہ نہ سوچا کہ وہاں مجھکو کس پر چھوڑ رہی ہو۔ یقین جانو اس سفر کے خیال سے کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ وہ جو مثل ہو نا کہ ناچ نہ آئے آنگن ٹیڑھا وہی بات ہو رہی ہو کچھ کچھ دل میں۔"

بیوی۔ "یہ کیا بات ہوئی۔ ناچ نہ آئے آنگن ٹیڑھا کی یہاں کونسی بات تھی ایک موٹی کہاوت یاد بھی آئی تو بے بات کی بات پر۔"

منشی جی۔ "بس اب لگا دو نظر میرے دماغ کو کہ ایک کہاوت یاد کیوں رکھی۔ موقع ہو یا نہ ہو یہ مثل مجھے خود تعجب ہے کہ آخر اسوقت یاد کیسے آگئی۔ مگر بھئی خوب یاد آئی

تو ہاں مطلب یہ کہ یا تو اسکے ساتھ لیجاؤں قلی کو۔ یا پھر تم ساتھ چلو۔ اسلئے کہ اگر اتفاق سے کوئی مسافر نہ ہوا کانپور کا۔ ارے بھئی فرض کر لو کہ آج کوئی نہیں جا رہا ہے تو پھر۔"

بیوی" جا کیسے نہیں رہا ہے کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ضرور تمکو مسافر ملیں گے اسکا میں ذمہ

منشی جی" اچھا بھائی تو اب میں جاتا ہی ہوں یقین جانو شبن کی ماں اگر یہ ترکہ کا قصہ ہوتا تو کبھی جو میں یہ کالے کوسوں کا سفر اکیلی جان سے کرتا جوانی میں کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے بڑھاپے میں یہ بھی لکھا تھا مقدر میں خیر تو تم سامان ایک جگہ اٹھا کے رکھ دو۔"

بیوی" تم یہ بستر باندھو جبتک میں ناشتہ باندھ کر لاتی ہوں۔

(جاتی ہے اور منشی جی بستر باندھتے ہیں)

منشی جی۔ (خود اپنے سے) اونھ یونہی لپیٹ دوں۔ ایں یہ تو کچھ گٹھری سا ہو گیا۔ نکالو اس گاؤ کو (تکیہ پھینکنے کی آواز) ہاں اب ٹھیک ہے۔ مگر۔۔۔ ایں یہ تو میں نے تکیہ پھینکدیا ہے گاؤ اندر ہی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔۔۔ (آواز دیتا ہے) ارے بھئی تم ہی آؤ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ (بیوی آتی ہیں)

بیوی" تمہاری سمجھ میں کیا آئیگا۔۔۔ اور یہ تم میرا بستر کیوں لپیٹ رہے ہو کبھی تو کوئی کام ڈھنگ سے کر لیا ہوتا۔"

منشی جی" بھئی مجھے اسوقت اپنا اور پرایا نہیں سوجھ رہا ہے۔ دیر الگ ہو رہی ہے آخر یہ جاتی کس وقت ہے ریل کمبخت گھڑی تک تو جانے کہاں رکھ کر بھول گیا ہوں۔ پرائی چیز ہے اپنی ہوتی تو خیر۔"

بیوی: "گھڑی تو خیر مل گئی ہو مگر بند ہے۔"

منشی جی۔ "کیا کہا۔ مل گئی ہو۔ گھڑی مل گئی ہو۔ آخر ملی کہاں سے۔"

بیوی۔ "مرغیاں بند کرنے گئے تھے ٹاپے میں وہیں اسکو بھی بند کر دیا تھا تمہاری تو ہر بات ایسی ہی ہوتی ہو۔ مگر خیر اب سچ مچ جلدی کرو وقت کم رہ گیا ہوگا۔"

منشی جی۔ "اچھا تو تم باندھو یہ بستر اور میں ذرا گھڑی دیکھ آؤں باہر جاکے۔"

(جاتے ہیں بیوی بستر باندھتی ہیں)

بیوی۔ "(خود اپنے سے) لے یہ لو پھٹا ہوا پاجامہ میں نے کمربند بنانیکو رکھ لیا تھا وہ بھی لیجا رہے ہیں وہاں پہننے کو۔ سچ کہتی ہوں کہ اب تو یہ بالکل بدحواس ہو کے رہ گئے ہیں۔
(بستر کی چیزیں اُٹھانے اور رکھنے کی آواز) بستر ہی میں کپڑے بھی لپیٹ دوں۔"

(منشی جی آتے ہیں)

منشی جی۔ "نو بجنے کو ہیں یعنی آٹھ دیر ہوئی بج چکے اور وہ کہتے ہیں مرزا جی کہ کانپور کی گاڑی ایک تو چھوٹ گئی اور دوسری ---- دوسری ---- یہ کیا بستر میں چھتری بھی کھونس دی ہو اور جو بستر کھو جائے تو گویا چھتری بھی گئی۔"

بیوی۔ "مگر کھوئے ضرور بستر آخر خیال کیوں نہ رکھو اور چھتری ہی کھونے والی ہو تو۔"

منشی جی۔ "تم تو بات میں ایسی بات پیدا کر دیتی ہو کہ آدمی چپ ہو جائے۔ تو ہاں میں کیا کہہ رہا تھا۔ کچھ مرزا جی کی بات تھی۔ ہاں تو انھوں نے کہا ہو کہ لڑکی کی شادی کی وجہ سے ------"

بیوی: "دوسری گاڑی کے وقت کا ذکر تھا اور لے بیٹھے لڑکی کی شادی کا قصہ۔"

منشی جی: "ٹھیک ہے ٹھیک ہے تو دوسری گاڑی انھوں نے کہا کہ دو گھنٹے کے بعد چھوٹے گی۔ تو میں کہتا ہوں کہ اتنے میں تم بھی تیار ہو جاؤ نا۔ سنا ہے کہ کانپور بہت بڑا شہر ہے بھئی ذرا تمہاری سیر بھی ہو جائیگی شبن بھی خوش ہوگا اور مجھے بھی جو اطمینان تیرے ہو سکتا ہے تم ہی بتاؤ کہ ایک اُسیر۔۔۔ اُسیر۔۔۔ ارے اُسی پہ جو نیلے کپڑے پہنتا ہے کیا نام ہے بھلا سا۔"

بیوی: "قلی۔"

منشی جی: "قلی۔ قلی۔ تو وہ اطمینان قلی پہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مرزا جی سے کہدیا ہے وہ گھر کی خبر رکھیں گے۔"

بیوی: "میں نے آج تک یہ سنا تھا کہ عورتیں جاتی ہیں مردوں کے ساتھ مگر مردوں کو عورتوں کے ساتھ جاتے ہوئے آج ہی سنا ہے۔"

منشی جی: "تو چل رہی ہو نا۔ بھئی سچ کہتا ہوں کہ بڑا بوجھ ہلکا ہو گیا۔"

بیوی: "دو گھنٹے میں جانے کس طرح میں تیار ہو جاؤں گی۔ مجھے یہ اُٹھاؤ چولھا کی طرح کا آنا جانا اچھا نہیں لگتا۔ مزے میں چلے جاتے وہاں کا قصہ طے کرتے اور چلے آتے"

منشی جی: "لیجئے اور سنئے یعنی اس قصے ہی کیلئے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ بھئی قسم لیلو جو مجھے یاد بھی ہو کہ جن صاحب کی جائداد مل رہی ہے وہ تھے کون اور اُن سے رشتہ داری کیا تھی۔ یہ سب تو تم ہی کو بتانا پڑے گا۔"

بیوی۔ "اور وہ سرکاری کاغذ رکھ کہاں دیئے ابھی تو ہاتھ میں تھے کہیں پھینک تو نہیں آئے۔"

منشی جی۔ "(گھبرا کر) ایں۔ وہ۔ وہ ترکہ والے کاغذ۔۔ مرزا جی کو تو نہیں دے آیا۔"

(دوڑتے ہیں)

بیوی۔ "واہ وا واہ۔۔۔۔۔۔"

منشی جی نوکر ہو گئے

منشی جی نوکر ہو گئے

منشی جی سو رہے ہیں۔ خراٹوں کی آواز
ان کی بیوی ان کو آکر جگاتی ہیں۔

بیوی: "لو اور سنو۔ سارے بستر پہ دھوپ پھیلی ہوئی ہے اور پڑے ہوئے سو رہے ہیں۔ اے اب اُٹھ بھی چکو۔"

منشی جی: "(نیند کی غنودگی میں) اوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ اونھ۔"

بیوی: "اے اب نوکری پہ بھی جاؤ گے یا بس پڑے ہوئے اینڈا کرو گے۔"

منشی جی: "لاحول ولاقوۃ۔ سونا حرام کر رکھا ہے تم نے تو۔ کیا اچھا خواب دیکھ رہا تھا اِسوقت کا خواب بالکل سچّا ہوتا ہے (انگڑائی لیتے ہیں) اخ۔ خاہ۔"

بیوی: "تمہارے یہاں ہوتا ہوگا موئی دوپہریا کا خواب اچھا۔ آج پہلا دن ہے نوکری کا اور تم ہو کہ ابتک سونے ہی سے فرصت نہیں۔"

منشی جی: "ارے اب یاد تو کر لینے دو خواب کہ کیا دیکھا ہے شاید کوئی اچھی ہی تعبیر نکل آئے۔ درخت پر چڑھنا تک تو یاد ہے اس کے بعد جانے کیا کیا دیکھا۔"

بیوی: "درخت پر چڑھنا اچھا ہوتا ہے۔ ترقی کرو گے۔ مگر اب اُٹھ کر منھ ہاتھ دھو ڈالو۔"

منشی جی: "منھ ہاتھ دھو ڈالوں۔ چاہے خواب جہنم میں جائے۔ سوال یہ ہے کہ درخت پر آخر

میں چڑھا کیوں تھا کچھ بندروں وندروں کا قصہ تھا خواب میں۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے وہ بات یہ تھی۔۔۔ بات یہ تھی کہ۔۔۔ بھئی تو بہ ہر جانے کیا بات تھی۔ جاگنے کی باتیں تو یاد رہتی نہیں ہیں سوتے کی کیا یاد رہیں گی۔"

بیوی: "بس اب بیٹھے ہوئے خواب کو یاد کئے جانا۔ دیکھ رہے ہو کہ دھوپ پہونچی وہ دہلیز تک۔"

منشی جی: "تو درخت پر چڑھنا اچھا ہوتا ہے۔ اور۔۔۔ اور۔ وہ میں نے تما بندر کو دیکھنا کیا ہوتا۔"

بیوی: "وہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اب نوکری سے واپس آکر تعبیر نکال لوگے تو کیا کوئی حرج ہو جائیگا۔"

منشی جی: "اجی حرج ورج تو خیر کیا ہوگا مگر دل کو ایک کھوج سی رہیگی۔ تم نے تو پورا مکمل ہونے دیا وہ خواب میں چڑھتا جا رہا تھا درخت پر اور درخت بڑھتا چلا جا رہا تھا آگے آگے بندر تھا اور پیچھے پیچھے میں۔ معلوم نہیں اسکے بعد کیا ہوتا۔"

بیوی: "اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ جو نوکری ملی ہے اسمیں تمہارا درجہ بڑھتا جائیگا اور وہ بندر جو ہے وہ تمہاری تنخواہ ہے وہ بھی بڑھتی رہیگی اور درخت رتبہ ہے وہ اونچا ہوتا رہیگا۔"

منشی جی: "تمہیں میری قسم۔ بھئی تب تو یہ خواب بہت اچھا رہا۔ اگر تم پورا خواب دیکھ لینے دیتیں تو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ پنشن ملیگی نوکری کے بعد کہ نہیں۔ تو کیا بتائی تم نے تعبیر مگر بھئی بتائی خوب ہاں تو وہ درخت جو ہے وہ بندر ہے۔"

بیوی: "درخت بندر ہے؟ (ہنستی ہے) اچھا اب اُٹھکر منہ ہاتھ دھو کے کچھ کھا پی لو

اور جاؤ۔

منشی جی۔ "اس خواب کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ نوکری گویا اب ہی مستقل۔ اچھا تو میں پہلے ذرا خضاب لگا لوں۔"

بیوی۔ "اب ہوا خضاب لگے گا اس وقت۔ بس تو پھر تم ہو چکے ٹھیک وقت پر۔"

منشی جی۔ "بھئی کمال کرتی ہو تم تو۔ ارے صاحب یہ سفید بال۔ یعنی سفید نہیں بلکہ کیا کہتے ہیں ان کو۔"

بیوی۔ "سفید نہیں تو کالے ہوں گے۔"

منشی جی۔ "پھر وہی کالے ہوتے تو میں کمبخت خضاب کیوں لگاتا۔ یہ تو ویسے ہیں جیسے وہ ہوتی ہے نا۔ ایسے بتاؤ نا ۔۔۔ وہی ۔۔۔ وہ ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔ کل ہی پکائی تھی اور آپ چپ ہو۔"

بیوی۔ "کھچڑی۔"

منشی جی۔ "کھچڑی۔ کھچڑی۔ کھچڑی ۔۔۔ تو تم جلدی سے کھچڑی ہی پکا لو اس وقت باقی مجھکو تیار سمجھو"

بیوی۔ "کھچڑی نہ پلاؤ۔ میں نے جو کچھ تیار کر دیا ہے کھا لو اور جاؤ خضاب ضاب۔"

منشی جی۔ "خضاب۔ بھئی خوب یاد دلایا۔ یہ کھچڑی کا ذکر یوں آیا تھا کہ یہ بال کچھ کھچڑی سے ہو کر رہ گئے ہیں اگر ان کو لیکر حاکم کے سامنے گیا تو وہ نوکری ہرگز نہیں البتہ شاید پنشن دیدیگا۔ بھئی نوکر رکھے جاتے ہیں کالے بال والے اور یہاں زمانہ نے سر کی طرف سے بگلا بنا کر رکھ دیا ہے۔"

بیوی۔ "خضاب لگانا تھا تو رات ہی کو لگا لیا ہوتا۔ اب نو بج چکے ہیں اور دس بجے کی حاضری

کب خضاب لگاؤگے کب اسے دھوؤگے اور کب جاؤگے؟"

منشی جی۔ "تو میں ایک دن کی رخصت لیلوں آج کی۔ سال میں بارہ چھٹیاں وہ کہتے تھے کہ ملیں گی میں سمجھوں گا کہ بارہ میں سے ایک گئی ـــ ایک گئی ـــ کیا بچا ـــ ایک دو تین (انگلیوں پہ گنتے ہیں)

بیوی۔ "گیارہ۔"

منشی جی۔ "بس گیارہ بجے تک پہونچ جاؤں گا آج پہلا تو دن ہی ہے۔"

بیوی۔ "اور پہلا ہی نمونہ یہ دکھاؤ گے کہ دس کی جگہ گیارہ بجے پہونچے۔ کر چکے تم نوکری۔"

منشی جی۔ "تو مطلب کیا ہے یعنی بغیر خضاب لگائے چلا جاؤں۔ پھر جو بڑھاپے کا الزام لگایا گیا تو تم جانو۔ میرا کیا ہے میں جاتا ہوں یونہی۔ ڈبے میں پان دان بھی بنالے کہ نہیں اور ہاں وہ بھی ساتھ جائیگا کیا نام ہے اُس کا ـــ اُگالدان۔"

بیوی۔ "اُگالدان؟ ـــ یہ اُگالدان اب کیا ہوگا۔ میں نے کسی کو نوکری پر اُگالدان لیجاتے نہیں دیکھا۔"

منشی جی۔ "تو اب تم بیٹھ کر پہلے اُگالدان ہی پر بحث کرلو۔ نوکری کا معاملہ ہے اور اسمیں بھی آپ ہیں کہ ٹانگ اڑائے چلی جاتی ہیں بغیر اُگالدان کے ایک منٹ بھی وہاں کوئی نہیں رہ سکتا سب سے پہلی چیز وہاں یہی لکھی ہوئی ہے کہ ـــ دیکھو میں بتاتا ہوں کہ کیا لکھا ہے ـــ تھوکو نہیں ـــ مت تھوکو ـــ بیماری ـــ تھوک ـــ مطلب یہ کہ تھوکنے کی سخت ممانعت ہے۔ اور تم ہو کہ اُگالدان پر اُلجھ رہی ہو مجھ سے۔"

بیوی ”تو اُگالدان ہوا ہے کہاں۔ وہ ٹھیکرا سا ایک رکھا ہے مگر وہ دفتر لیجانے کے کام کا تو ہے نہیں۔“

منشی جی ”یہ گھر تھوڑی ہے کباڑ خانہ ہے۔ بے ضرورت چیزیں چاہے جتنی لے لو مگر کام کی ایک چیز بھی وقت پر نہیں مل سکتی۔ اب آئی گئی نوکری اس اُگالدان کی وجہ سے جا رہی ہے۔“

بیوی ”نوکری کیوں جا رہی ہے آج لے آنا اُگالدان۔“

منشی جی ”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ آج کی رخصت لے لوں سب سامان درست ہو جائیگا اور خضاب بھی لگ جائیگا پھر یہ کہ آج کچھ جی بھی تو نہیں چاہتا جانے کو۔“

بیوی ”تو یہ کہو نا کہ جی چاہتا نہیں اور ڈھونڈھ رہے ہو بہانے۔“

منشی جی ”بہانے۔ بہانے کون نامعقول ڈھونڈھ رہا ہے البتہ پشتوں کسی نے نوکری نہیں کی ہے وہ جو شعر ہے نا کہ سو پشت سے ۔۔۔ عزت کا ذریعہ ۔۔۔ آبا کا پیشہ سپہ گری ۔۔۔ مگر یہ تو کچھ سپہ گری کے متعلق ہے شعر اور یہاں پشتوں سے ریاست چلی آ رہی ہے۔“

بیوی ”بس اب تو بیٹھے بیٹھے ریاست کئے جاؤ۔ گھر تو مٹا دیا اس ریاست نے اب اور کیا چاہتے ہو۔“

منشی جی ”گھر مٹا دیا۔ گھر کس کمبخت نے مٹا دیا یعنی میں نے خود نوکری کی فکر کی اور تم کہتی ہو کہ گھر مٹا دیا۔“

بیوی ”اچھا خیر اب کون تم سے بحث کرے۔ تم کو جانا ہے تو جا نہاؤ اب۔“

منشی جی ”میں ذرا نہا لوں یا ابھی تو یونہی چلا جاؤں۔ نوکری کی ہے دفتر کی اور حکومت جتا رہی ہو تم۔ لاؤ اب کچھ لنگی ونگی تو دو نہانے کو۔“

بیوی۔ "خدا ہی ہے جو تم نوکری پر ٹھیک وقت سے پہنچو اور پہنچ بھی گئے تو وہاں نہ جانے کیا کرو گے۔"

منشی جی۔ "بھئی یہ تم نے میرے منھ سے بات چھین لی۔ میں اصل میں اسی وجہ سے کچھ ہچکچا رہا ہوں کہ وہاں کام کیا کرنا پڑے گا اور مجھ سے ہو گا کیسے؟"

بیوی۔ "تو آخر تم کو کس کام پر لگایا گیا ہے؟"

منشی جی۔ "کس کام پر؟ ۔ بس اسی کام پر کہ نوکر رکھ لیا ہے اور کیا کام ہوتا۔"

بیوی۔ "یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مگر کام کیا دیا ہے کونسا عہدہ ہے۔ آخر یہ کچھ نہیں بتایا۔"

منشی جی۔ "عہدہ وہدہ تو کچھ بھلا سا بتایا تھا کل سے یاد کر رہا ہوں کمبخت یاد ہی نہیں آتا مگر کام ہوگا اسمیں کچھ لکھنے پڑھنے کا۔"

بیوی۔ "آخر تم سے کیا پوچھا تھا حاکم نے اور تم نے کیا کہا تھا کہ میں کیا کام کر سکتا ہوں؟"

منشی جی۔ "بھئی وہ تو یہ ہوا کہ نوکری لینا تھی مجھکو جو کچھ وہ پوچھتے گئے میں ہاں ہاں کرتا چلا گیا۔ مرزا جی نے کہا تھا کہ ایڑی ــــــ ایڑی نہیں بلکہ پنجے جما لو پھر تو کام ہو ہی جائیگا۔"

بیوی۔ "تو کچھ بتاؤ تو کہ کیا کیا پوچھا تھا اور کس کس بات پر تم نے ہاں کی ہے؟"

منشی جی۔ "ارے بھئی انھوں نے پوچھا کہ آپ لکھے پڑھے ہیں میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا، حساب کتاب جانتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔"

بیوی۔ "یہ تم نے کیوں کہا۔ حساب کتاب تو تم ذرا بھی نہیں جانتے گنتی تک تو یاد نہیں ہے۔"

منشی جی۔ "گنتی یاد نہیں ہے۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں مگر نوکری بھی تو لینا تھی میں نے تو

انگریزی تک کو کہدیا ہے کہ جانتا ہوں۔"

بیوی۔" بس تو پھر جیسی تم نوکری کروگے وہ مجھے بھی پتہ ہے۔"

منشی جی۔" یہی بات مرزا جی بھی کہہ رہے تھے مگر میں پھر آخر کہتا کیا کہ کیا جانتا ہوں۔"

بیوی۔" بس یہی کہدیتے کہ معمولی لکھنا پڑھنا جانتا ہوں۔"

منشی جی۔" کیا بات کہی ہے۔ یعنی تم گھر کی بیٹھنے والی ٹھہریں تم کیا جانو ان باتوں کو۔ اگر میں یہ کہتا تو اُسی وقت، اُسی وقت ۔۔۔ دست ۔۔۔ دگرے ۔۔۔ دست دگرے۔ انھ ۔۔۔ یعنی کان پکڑ کر نکال دیا جاتا۔"

بیوی۔" اور اب کیا وہ رکھیں گے تم کو؟"

منشی جی۔" تو پھر اب تم کچھ صلاح دو بات یہ ہے کہ تنخواہ اچھی ہے کون دیگا مجھکو سوا سو روپیہ مہینہ اسلئے چھوڑنے کو بھی دل نہیں چاہتا ورنہ تم اس قابل ہو کہ تم کو عوضی میں بھیج دیں۔"

بیوی۔" تو آخر تم اتنا جھوٹ کیوں بول کر آئے ہو انگریزی کا کام آئیگا اور ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے۔"

منشی جی۔" جھوٹ! آخر اسمیں جھوٹ کیا ہوا ہے میں نے یہ سوچا تھا کہ گھر پر کام لے آیا کرونگا اور شبن کے ماسٹر سے انگریزی لکھوا دیا کرونگا مگر اب پتہ چلا ہے کہ وہ دفتر ہی میں کام لیں گے۔ تو اب بتاؤ نا کہ کیا صلاح ہے تمہاری۔"

بیوی۔" صلاح کیا خاک دوں، کل سے تو محلہ بھر میں ہلڑ مچا ہوا ہے کہ منشی جی سوا سو کے نوکر ہوگئے کل ہی ہتیلی پر سرسوں جما کر مٹھائی تک تم نے بٹوا دی اور اب چلے ہیں مجھ سے صلاح لینے۔"

منشی جی "۔ میں جب حاکم سے ملنے جا رہا تھا تو تم آخر میرے ساتھ کیوں نہیں گئیں۔ اور کل تو کل غضب تو یہ ہے کہ آج بھی مجھ کمبخت کو اکیلا ہی بھیج رہی ہو اور جو وہاں کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو؟"

بیوی "۔ وہی تو میں کہتی تھی کہ یہ حاکم اندھا ہے یا کیا کہ جس نے تمکو سوا سو کی نوکری دیدی آخر اُسنے صورت نہیں دیکھی تھی تمہاری۔"

منشی جی "۔ کیا مطلب، یعنی کیا میری صورت سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ میں ۔۔۔ میں ۔۔۔ یعنی میں کیا کہہ رہا تھا۔"

بیوی "۔ یہ تو تمہارا حال ہے بس یہی پتہ چلتا ہے تمہاری صورت سے کہ سٹھیا کر رہ گئے ہو۔ ذرا ذرا سی بات تک تو یاد رہتی نہیں۔ میں کہتی ہوں کہ کل تم نے کس طرح بات کر لی تھی۔"

منشی جی "۔ بات کرنیکی آخر کیا ضرورت تھی بس گردن ہلاتا رہا۔ مرزا جی نے منع کر دیا تھا کہ زیادہ بات وات نہ کرنا۔"

بیوی "۔ بس تو پھر اب مرزا جی ہی سے پوچھو کہ کیا کیا جائے۔"

منشی جی "۔ مرزا جی سے اب کیا پوچھوں گا انھوں نے ایک کام کر دیا۔ اب میں خود عاقل بالغ ہوں اب تم تو یہ بتاؤ کہ نوکری پر جانا مناسب بھی ہے یا ٹال جاؤں۔"

بیوی "۔ میں کیا جانوں۔ بیٹھے بٹھائے میرے تو پانچ سات روپے مٹھائی وٹھائی میں اٹھوا دیے اور ابھی کیا ہے اب تو تقاضہ والے ناک میں دم کریں گے۔"

منشی جی "۔ بس اب بات بات پر غصہ کرو مگر یہ نہ بتانا کہ میں کمبخت جاؤں یا نہ جاؤں۔"

بیوی "۔ جاؤ کیوں نہیں وہاں جا کے صاف صاف آج ہی کہہ دو کہ میں انگریزی ونگریزی

نہیں جانتا۔"

منشی جی۔ "اسکے معنی یہ ہیں کہ اب میں جاکر اپنے کو نالائق کہدوں! اچھا خیر یہ بھی سہی لیکن اگر انھوں نے پوچھا کہ کل تم نے کیوں کہا تھا تو کیا کہوں گا۔"

بیوی۔ "اب یہ تم جانو کہ کیا کہوگے۔ یہی کہدینا کہ میں سمجھا نہیں تھا۔"

منشی جی۔ "ہاں یہ ٹھیک ہے میں واقعی سمجھا تو نہیں تھا یہ تو بعد میں مرزا جی نے بتایا کہ صاحب نے یہ پوچھا تھا۔ بھئی وہ تو انگریزی میں پوچھ رہا تھا اور میں ہندوستانی میں گردن ہلا رہا تھا۔ اچھا خیر۔۔۔ تو کیا بات تھی اسوقت۔"

بیوی۔ "یہی کہ تم صاف کہدو جاکر کہ میں انگریزی نہیں جانتا۔"

منشی جی۔ "تو ہاں وہ یہ نہ کہے گا کہ صورت سے تو مرد آدمی معلوم ہوتے ہو اور انگریزی نہیں جانتے اسمیں ذرا سبکی ہوتی ہے یہ سوچ لو۔"

بیوی۔ "بس اب بیٹھے ہوئے سوچے جاؤ نہ تم آؤگے نہ جاؤگے بس میرا دماغ کھایا کروگے۔"

منشی جی۔ "صاحب یہ تو اچھی مصیبت ہے۔ نوکری کیا ہوئی سانپ ہوگئی نہیں بلکہ چھچھوندر۔۔۔ سانپ۔۔۔ چھچھوندر۔۔۔ مطلب یہ کہ نگلتے بنتی ہے نہ اُگلتے! اور تمہارا غصہ الگ ناک میں دم کئے ہوئے ہو۔"

بیوی۔ "میں اور میرا غصہ گیا بھاڑ میں مگر اب تم کچھ بتا بھی چکو کہ جاؤگے یا نہیں۔"

منشی جی۔ "اور میں کیا اتنی دیر سے بیٹھا سوچ رہا ہوں۔ مصیبت یہ کہ نہیں جاتا ہوں تو ایسی اچھی نوکری جاتی ہے اور جاتا ہوں تو نہ جانے وہ کس طرح پیش آئے میرے ساتھ

اچھا فرض کرو کہ اُسنے مجھ سے یہ کہا کہ تم جھوٹ کیوں بولے تو میں کیا کہوں گا۔"

بیوی۔ "کہدینا کہ جھوٹ نہیں بولا تھا بلکہ میں سمجھا نہیں تھا آپ کی انگریزی۔"

منشی جی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ اچھا ٹھہر جاؤ ذرا سا کاغذ دیدو ان موٹی موٹی باتوں کو لکھ لوں۔"

بیوی۔ "اب لکھی ہوئی باتیں جاکے پڑھو گے اُسکے سامنے۔ موا نوکر رکھتا بھی ہو تو نہ رکھے۔"

منشی جی۔ "اسمیں آخر کیا بُری بات ہے۔ خیر جانے دو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ---- ہاں --- یہ بتاؤ کہ اگر اُس نے کہا کہ انگریزی نہیں جانتے تو چلتے پھرتے نظر آؤ۔ پھر میں کیا کہوں گا۔"

بیوی۔ "تم یہ کہنا کہ کوئی ہندوستانی کام دیجئے۔ غریب آدمی ہوں پرورش ہو جائیگی۔"

منشی جی۔ "یہ تم نے بڑی عمدہ بات کہی ہے۔ اصل میں بات تو جب ہے کہ موقع پہ یاد آجائے اور ایک آدھ شعر بھی لکھوا دو۔"

بیوی۔ "بس یہی نہ کرنا شعر تم نے یاد کیا اور بہکے۔ آخر شعر پڑھنے کی وہاں کیا ضرورت ہے وہ انگریزی جاننے والا تمہارے شعر کیا سمجھے گا۔"

منشی جی۔ "ایں۔ --- ہاں --- ٹھیک تو ہے --- تو بس ٹھیک ہے۔ اب میں یہ کہدوں گا کہ جھوٹ نہیں بولا تھا --- جھوٹ نہیں بلکہ غریب آدمی ہوں پرورش ---"

بیوی۔ "کر چکے تم بات۔ ذراسی بات تک تو یاد رہتی نہیں آئیں بائیں شائیں جو منھ میں آتا ہے بکتے چلے جاتے ہو۔"

منشی جی۔ "بھئی تو ایک کام کرو میں تانگہ لے آتا ہوں تم بھی چلی چلو۔ عورت کی بات کا زیادہ اثر ہوگا۔"

بیوی۔ "کون چلا چلے۔ میں؟ ۔ ۔ ۔ میں کہتی ہوں تمکو آخر ہوا کیا ہے؟"

منشی جی۔ "میں گھاس کھا گیا ہوں۔ اپنے شوہر کی سفارش کرتے ہوئے جس عورت کو شرم آئے وہ عورت بھی کس کام کی؟"

بیوی۔ "دُنیا جہان میں کہیں بھی بیویاں میاں کو نوکری دلوانے نہ جاتی ہونگی مگر تمہاری جو بات ہو دُنیا سے نرالی ہو۔ اب میں جاؤں کہ صاحب یہ میرے میاں ہیں ان کو نوکری دیدیجئے۔"

منشی جی۔ "اچھا تو اسمیں کونسا بٹہ لگ جائیگا آپ کی شان میں؟"

بیوی۔ "وہ بھی کہے گا کہ عجب ہے یہ مردوا اور عجب ہے یہ عورت۔ دونوں کو کان پکڑ کر نکال دیگا۔"

منشی جی۔ "مجال ہے اسکی جو تمکو ہاتھ لگا سکے میرے ہوتے ہوئے۔ اور تمہارے ہونے سے تو میں بھی شیر رہوں گا۔ دوسرے یکہ ۔ ۔ ۔ دوسرے ۔ ۔ ۔ دوسرے۔ خیر آگے کہو تم کیا کہہ رہی تھیں۔"

بیوی۔ "میں یہ کہہ رہی تھی بیویوں کو لیکر دُنیا میں کوئی بھی گیا ہو نوکری کرنے تو تم بھی جاؤ۔"

منشی جی۔ "تو کبھی سچ اگر پوچھو تو مجھ سے اکیلا تو جایا نہیں جائیگا اگر اکیلے میں وہ ڈانٹ ڈپٹ بیٹھا تو سمجھو کہ خاندان بھر کی عزت گئی۔"

بیوی۔ "ڈانٹ کیوں بیٹھے گا صاف صاف کہدینا کہ صاحب میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا میں انگریزی کا کام نہیں کر سکتا ہندوستانی کام ہو تو دیجئے نہیں تو مجھے اجازت دیجئے۔"

منشی جی۔ "اچھا سمجھو میں نے کہدیا پھر وہ کیا کہے گا۔ اور اگر وہ کچھ کہے تو میں کیا جواب دُوں۔"

اچھا سمجھ لو کہ تم صاحب ہو اور میں آیا ہوں۔ اب میں کہتا ہوں۔ صاحب میں انگریزی میں کام نہیں کر سکتا ہندوستانی میں پرورش کیجئے میں غریب آدمی ہوں جھوٹ نہیں بولتا۔"

بیوی۔ "تو تم نے کل یہ کیوں نہیں کہا تھا۔"

منشی جی۔ "میں سمجھا نہیں تھا آپ کی انگریزی کو۔"

بیوی۔ "اچھا جاؤ تم کو ہندوستانی کام دیا جاتا ہے مگر تنخواہ کم ملیگی۔"

منشی جی۔ "بس۔ یعنی بس اتنی سی بات ہوگی۔ تو یہ تو میں بات کرلوں گا۔ مگر ایک بات ہے کہ دل کچھ دھڑک سا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ حاکم حاکم ہے اور تم۔ تم ہو۔ تم نے میاں سمجھ کے کچھ رعایت بھی تو کی ہے۔"

بیوی۔ "رعایت کی اسمیں کونسی بات ہے تم جاؤ تو اللہ کا نام لیکر۔"

منشی جی۔ "تو جاؤں ۔۔۔۔۔ جاؤں گا تو ۔۔۔ مگر ۔۔۔۔"

بیوی۔ "پھر وہی اگر مگر ۔۔۔ تم تو گھر ہی میں بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے ہو ۔ لو یہ اچکن ۔۔۔ وہ رہی ٹوپی جاؤ تو، پھر دیکھا جائیگا جو مقدر میں ہوگا۔"

منشی جی۔ "فرض کرلو کہ مقدر میں یہی لکھا ہو کہ وہ ڈانٹے مجھے تو۔"

بیوی۔ "تم تو بیکار کو ڈرے جاتے ہو۔ دیکھو تو سہی گھڑی میں ساڑھے دس بجنے کو آئے۔"

منشی جی۔ "افوہ ۔۔۔۔۔ اچھا تو جاتا ہوں۔ مگر ذرا مرزا جی سے صلاح لیلوں۔ ۔ خیر تو خدا حافظ۔ بھئی اللہ مالک ہے۔" (جاتے ہیں)

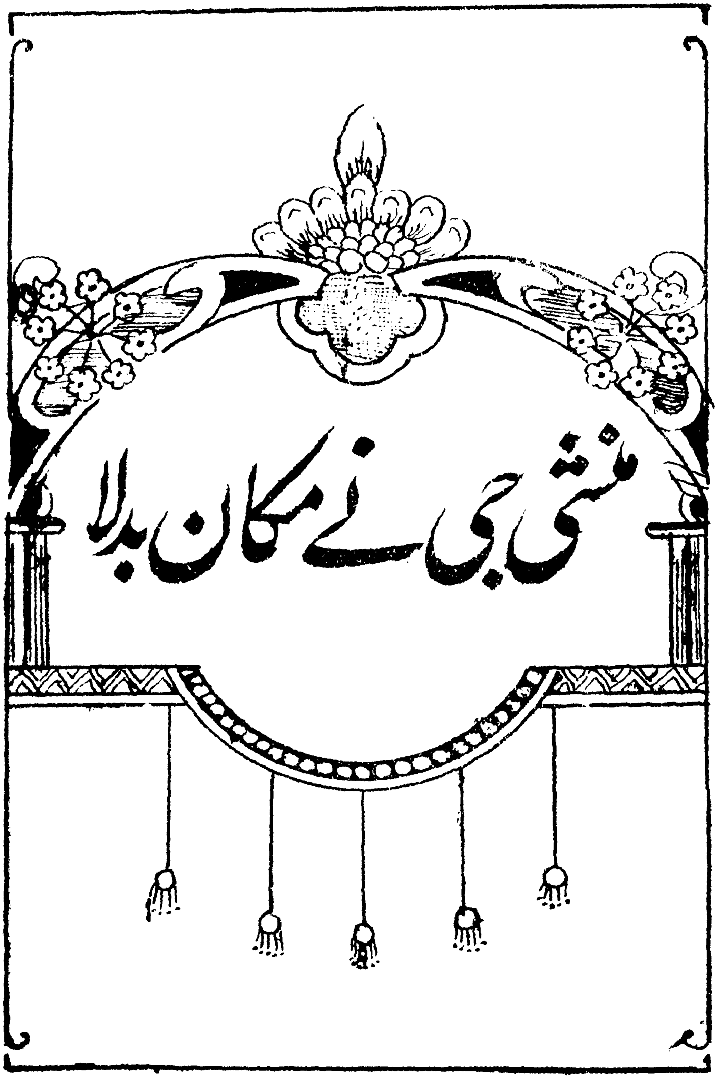

منشی جی نے مکان بدلا

منشی جی نے مکان بدلا

دروازہ کھلتا ہے، منشی جی گرتے گرتے بچتے ہیں، بیوی گھبرا کر کہتی ہیں۔

بیوی۔ "بسم اللہ۔ گرے ہوتے ابھی۔"

منشی جی۔ "خیر خیر۔ وہ میں مرزا جی سے پوچھ آیا کہ کن کن چیزوں کا اثر پڑا کرتا ہے۔"

بیوی۔ "خیر ہوگا اب یہ بتاؤ کہ چل رہے ہو مکان دیکھنے یا میں اپنا کام شروع کر دوں۔"

منشی جی۔ "لاحول ولا قوۃ۔ بات پوری تو ہو جانے دیا کرو۔ مرزا جی سے پوچھ کے آیا تھا تم کو بھی دُنیا کی ایک نئی بات معلوم ہو جاتی مگر تم تو ہر بات کو دل لگی سمجھتی ہو میرا کیا ہے جانے دو جہنم میں گئی وہ بات۔"

بیوی۔ "تو میں نے بات سننے سے کب انکار کیا ہے میں تو یہ کہتی تھی کہ مکان کا معلوم ہو جاتا اُسکے بعد پوچھتی کہ کیا پوچھ کے آئے ہو مرزا جی سے۔"

منشی جی۔ "مکان کا کیا معلوم ہو جاتا۔ مکان اچھا ہے۔ ہوادار ہے۔ دو کمرے اوپر ہیں۔ نیچے انگنائی ہے یا شاید اوپر انگنائی ہے اور نیچے دو کمرے اور۔ ۔ ۔"

بیوی۔ (بات کاٹ کر) یہ مکان دیکھ کے آئے ہیں۔ یہ بھی یاد نہیں رہا کہ کمرے نیچے ہیں کہ اوپر۔"

منشی جی۔ "ارے صاحب نیچے ہوں کمرے یا اوپر۔ مطلب یہ کہ ہیں ضرور دو کمرے۔ تم کو

دو کمروں سے مطلب ہے اور کیا تم کسی کی جان لوگی۔ تو کہنے کا مطلب یہ کہ۔۔۔ مطلب یہ کہ

۔۔۔ میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔"

بیوی۔ "یہ کہہ رہے تھے کہ دو کمرے ہیں چاہے وہ اوپر ہوں یا نیچے۔"

منشی جی۔ "خیر یہ تو کہہ ہی رہا تھا مگر کہا کس بات پر تھا۔۔۔ ٹھیک ہے وہ بات یہ تھی کہ۔ ہاں ٹھیک ہے وہ بات یہ تھی کہ دو کمرے ہیں دو کوٹھریاں ہیں اور ایک گولر کا درخت ہے انگنائی میں۔"

بیوی۔ "تو انگنائی نیچے ہی کہو۔"

منشی جی۔ "کیسے کہوں کہ نیچے ہے جو بات یاد نہیں رہی اسکے لئے تم چاہتی ہو کہ خواہ مخواہ جھوٹ بولوں۔"

بیوی۔ "تمہاری سمجھ میں تو ذراسی بات نہیں آتی۔ انگنائی میں گولر کا پیڑ ہے تو کیا ہوا گولر کا پیڑ چھت پر اگا ہوگا۔"

منشی جی۔ "ایں؟۔۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ مگر ہاں ٹھیک تو ہے بھئی یہ تم نے خوب بات نکالی یعنی خوب سمجھیں بھئی واہ واہ۔۔۔ تو اب یہ طے ہو گیا کہ انگنائی نیچے ہے اچھا تو کمرے اوپر ہوئے اب۔"

بیوی۔ "تو کیا نیچے خالی انگنائی ہے اور اوپر خالی کمرے۔"

منشی جی۔ "خالی؟ ارے صاحب پورا مکان ہی خالی ہے۔ یہ کیا بیوقوفی کی بات پوچھی یعنی اگر کمرے خالی نہ ہوتے تو مکان کیسے خالی سمجھا جاتا اور مکان خالی نہ ہوتا تو کرایہ پر مجھکو

کیسے ملتا یعنی تم خود غور کرو کہ میں جھوٹ تو نہیں کہتا؟

بیوی۔ "تو یہ ہے تم سے بھی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کیا نیچے بس انگنائی اور اوپر بس دو کمرے ہیں۔"

منشی جی۔ "نہیں یوں تو نل بھی ہے پانی کا۔ غسل خانہ بھی ہے اور باورچی خانہ بھی مگر گڑبڑ یہ پیدا ہو گئی ہے کہ بھئی ایک ہی وقت میں تین چار مکان دیکھے ہیں کسی میں نل اوپر تھا کسی میں نیچے۔ کسی میں کمرے کے اندر کوٹھری تھی کسی میں کوٹھری کے اندر کمرہ۔"

بیوی۔ (ہنس کر) "کوٹھری کے اندر کمرہ بھی تھا کسی مکان میں۔"

منشی جی۔ "ایں ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ کوٹھری میں کمرہ ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ تو وہی بات ہوئی ۔۔ کیا ہے نہ کسی نے شاعر نے کہا ہے ۔۔۔ ذرے میں دریا ۔۔۔ قطرے میں ذرہ۔ اُف ۔۔۔ صحرا میں دریا ۔۔۔ تو یہ ہے۔ منھ تک ہی ہے بتاتی نہیں ہو۔"

بیوی۔ "اے تو میں کیا بتاؤں۔ میں کیا جانوں تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ واہ۔"

منشی جی۔ "کہنا یہ چاہتا ہوں کہ کوٹھری میں کمرہ والی بات جو میں نے کہی ہے وہ بالکل ایسی ہی بات ہوئی کہ جیسے شاعر نے کہا ہے ۔۔۔ لیجیے پھر وہی بات گھوم پھر کے آ گئی خیر تو مطلب یہ کہ بھئی غریبا تو مکان اچھا ہے۔ باہر دروازہ پہ مچھلی بنی ہوئی ہے۔"

بیوی۔ "مچھلی لگی ہوئی بیٹھے ہیں۔ تم مجھے چل کے دکھاؤ وہ مکان۔"

منشی جی۔ "مکان تو خیر دیکھتی رہنا مگر میں نے کہا آج مچھلی خوب یاد آئی یقین جانو تین چار دن سے دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ میرا کیا کھانے کو دل چاہ رہا ہے مگر کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا تو یہ بتاؤ کہ کتنی مچھلی منگا دی جائے۔"

بیوی: "اچھا تو مکان کا قصہ ختم ہو گیا۔ میں بیٹھ کے مچھلی پکاؤں تم بیٹھ کے مچھلی کھاؤ اور مکان پڑا کھٹائی میں۔"

منشی جی: "کھٹائی میں کیسے پڑا۔ مکان، مکان تو بدلنا ہی ہے مگر میں نے کہا لگے ہاتھ یہ بھی بتا دوں کہ کبھی مچھلی کو نہ بھول نہ جانا۔ آج نہ سہی کل سہی مگر پکانا یاد رکھنا مچھلی کا۔"

بیوی: "اب نئے گھر میں چل کر ہی پکے گی مچھلی وچھلی جو کچھ تم کہو گے۔ مجھے تو ادھر ادھر پڑا ہوا سامان کھائے جاتا ہے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ مکان ٹھیک کرنے کے بعد سامان تتر بتر کرو۔ مگر وہ تو عادت ہے کہ بادل دیکھ کر گھڑے ضرور پھوڑ ڈالے جائیں گے۔

منشی جی: "خوب یاد دلایا۔ اس مکان میں پکی بنی ہوئی گھڑونچی بھی ہے اور نل کے سامنے ایک حوض بھی ہے۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ اوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ گھڑونچی ایک دوسرے مکان میں ہے اور حوض ایک دوسرے مکان میں ہے۔ ایک ساتھ کئی مکان دیکھنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ مرزا جی سے کہا تھا۔۔۔ مرزا جی، وہ۔۔۔ دیکھئے آپ نے باتوں میں لگا کے وہ بات بھلا دی نا جو مرزا جی سے پوچھ کے آیا تھا۔"

بیوی: "ہو گی کوئی بات مگر مجھے تو اس وقت مکان کی الجھن پڑی ہے کہ جانا ہے تو جائیں یہاں سے نہیں تو یہ جو کباڑ خانہ پھیلا رکھا ہے تم نے اس کو ٹھکانے لگائیے۔"

منشی جی: "وہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ اسی کے بارے میں مرزا جی نے کہا تھا۔۔۔
گھوڑا۔۔۔ تم۔۔۔"

بیوی: "گھوڑا۔ اوں۔۔۔ یہ گھر اور گھوڑے کا کیا رشتہ۔"

منشی جی۔ "ساتھ کیا ہوتا تمہارا۔ ساتھ تو تمہارا اور میرا ہو۔ مگر مجھے کہا تھا مرزا جی نے اور وہ بھی کوئی ضروری بات کہ گھوڑا۔ تم یعنی بیوی اور مکان۔"

بیوی۔ "اچھا یہ کہا ہوگا کہ گھوڑے مکان اور بیوی کا اثر آدمی پر پڑتا ہے۔"

منشی جی۔ "ایں۔ ہاں۔ لیجئے صاحب کہا تھا مجھ سے اور یاد نکلا تم کو۔ کمال کرتی ہو بعض وقت تو تم۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ تو مطلب یہ کہ ہمارے گھر میں جو نحوست پھیلی ہوئی ہو وہ گھوڑے کی وجہ سے تو ہو نہیں سکتی۔"

بیوی۔ "نہیں میری وجہ سے ہو۔"

منشی جی۔ "تمہاری وجہ سے؟۔۔ تمہاری وجہ سے کیسے ہو سکتی ہو لاحول ولا قوۃ۔ تمہارے متعلق تو کبھی میں آنکھ بند کرکے کہہ سکتا ہوں کہ میری زندگی سدھر گئی۔ مگر بات یہ ہو کہ گھوڑا میرے پاس ہے نہیں تم نحوست پھیلا نہیں سکتیں اب رہ گیا مکان۔"

بیوی۔ "اور اگر مکان بدلنے کے بعد بھی نحوست پھیلی رہے تو پھر مرزا جی کے کہنے سے بیوی کو بھی بدل دینا۔"

منشی جی۔ "لیجئے! اب مذاق شروع ہو گیا۔ صاحب مذاق نہیں بلکہ اگر سچ پوچھو تو جس دن سے اس مکان میں آئے ہیں روز کی بیماری ہو۔ مالی نقصان الگ ہوا۔"

بیوی۔ "کونسا مالی نقصان ہوا۔ اس گھر میں مجھے تو ایک نقصان بھی یاد نہیں۔ رہی بیماری آزاری وہ تو آدمی کے ساتھ لگی ہی رہتی ہو۔ مرزا جی کا مطلب تو یہ ہو کہ ہم مکان خالی کر دیں اور وہ اسے خود لے لیں۔ تم کو بہکا دیا ہے اور تم ہو کہ بس کیا کہوں میں۔"

منشی جی۔" تو مطلب تمہارا یہ کہ مکان نہ بدلا جائے کمبخت قبر کا سا مکان۔ زندگی میں قبر نصیب ہوئی ہو وہ کیا کہتے ہیں اسے ... زندہ قبر ... قبر زند ... اُنھ ... تھو ہی اس دماغ پر"

بیوی۔" زندہ درگور ..."

منشی جی۔" ہاں ... زندہ ... کیا کہا؟ ... درگور ... تو زندہ درگور ہو گئے ہیں ہوا کا نام نہیں اس مکان میں۔ مچھر البتہ جتنے چاہے لیلو۔ بات یہ ہو کہ نالے کے اوپر بنا ہوا ہے کمبخت اور نیچے بندھتے ہیں گھوڑے ... یعنی مرزا جی کا کہنا ٹھیک ہے مکان کا اثر بھی پڑ رہا ہے۔ گھوڑوں کا بھی اور ..."

بیوی۔" ہاں ہاں کہو نا اور بیوی کا۔"

منشی جی۔" نہیں صاحب میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ ان دو دو اثروں کو تم اکیلی جان سے دُور کیسے کر سکتی ہو۔"

بیوی۔" اچھا تو چھوڑو موا مکان مگر اب بھی طے کر لو کہ چھوڑ رہے ہو اور جو مکان لے رہے ہو اُسے اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ تکلیف تو نہ ہو گی اسمیں۔"

منشی جی۔" بھئی تکلیف تو ویسے ہوتی ہی ہو۔ میں نے کسی کتاب میں، یا کسی اخبار میں کتاب میں یا اخبار میں؟ ... اخبار ... کتاب ... ٹھیک ہو کسی اشتہار میں پڑھا تھا ... کہ ... کہ ... کہ ... لیجئے بھول گیا۔ یہ کس بات پر ذکر چلا تھا پڑھنے کا۔"

بیوی۔" مکان بدلنے پر۔"

منشی جی۔" تو یہ ہو۔ آپکی قابلیت کے مارے تو اور بھی ناک میں دم ہو۔ مکان بدلنے کا تو

ذکر ہو ہی رہا ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ پڑھنے کا ذکر کس بات پر نکلا تھا۔"

بیوی۔ "مکان میں تکلیف ہونے کی کچھ بات تھی۔"

منشی جی۔ "یہ ۔۔۔ یہی تو میں پوچھ رہا تھا ۔۔۔ تو میں نے اس اشتہار میں پڑھا تھا کہ تکلیف ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ دُنیا ۔۔۔ خیر کچھ ہوگا مدت کی بات ہے تو مطلب یہ تھا کہ تکلیف تو دُنیا میں ہوتی ہی ہے۔ دُنیا تکلیف کی ۔۔۔ لیجئے پورا جملہ یاد آگیا۔ دُنیا تکلیف کی جگہ ہے۔ سمجھیں جناب"

بیوی۔ "بس تو پھر چلو مگر مجھے یہ خانہ بدوشی اچھی نہیں لگتی کہ آج یہ گھر کل وہ۔ آدمی اپنا گھر بنا کے کسی ایک گھر میں رہ لے کچھ دن، یہ کیا کہ چھو چھو چھو ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر۔"

منشی جی۔ "بھئی میں تمہارے ایک ایک لفظ کو غور سے سننا چاہتا ہوں اور تم اتنی جلدی بول جاتی ہو کہ میں ایک لفظ پر غور کرتا ہوا رہ جاتا ہوں اور وہاں بات ختم۔"

بیوی۔ "خیر اب میرے لفظوں پر غور بعد میں کرنا یہ بتاؤ کہ نئے مکان میں سامان آج ہی جائیگا کہ کل ول۔"

منشی جی۔ "کل ول؟ ۔۔۔ میں آج کا کام کبھی کل پر نہیں ٹالتا۔ ہم لوگ آج ہی نئے مکان میں چلے جائیں گے چاہے اسباب کل ول آتا رہے۔"

بیوی۔ "اور کیا۔ خالی مکان میں اسباب چھوڑ کر چلی جاؤں گی میں چاہے کوئی اُٹھا لیجائے سارا سامان؟"

منشی جی۔ "بیشک تمام دُنیا اسی تاک میں بیٹھی ہے کہ آپ یہ تخت اور ٹوٹی پھوٹی چارپائیاں چھوڑ کر جائیں اور یہاں ڈاکہ ڈال دیا جائے۔ ارے صاحب ضروری چیزیں لیلو باقی کل

آتی رہیں گی باہر سے ڈال دیا جائیگا تالہ یا مرزا جی کا نوکر رات کو سو رہے گا۔"

بیوی۔" اور کھانے پینے کا کیا ہوگا آج؟"

منشی جی۔" بھئی بازار تو موجود ہی ہے تم تو ایک ایک بات مجھ ہی سے پوچھ رہی ہو۔ یہ نہیں دیکھتیں کہ میں اسوقت دماغ سے کام لے رہا ہوں کچھ۔۔۔۔ لاکھ لاکھ نئے مکان کا راستہ یاد کر رہا ہوں کہ کدھر سے گیا تھا۔ پھر کس طرف مڑا اور پھر کدھر گھوما کچھ یاد ہی نہیں آتا۔"

بیوی۔" لو اور سنو چلنے کو تیار ہیں اور مکان تک یاد نہیں۔"

منشی جی۔" مکان کیسے یاد نہیں ہے، تم تو خواہ مخواہ کی باتیں کرتی ہو مکان کے اوپر تو مچھلی بنی ہے دوسرے دروازے پر پہچان کیلئے میں نے کوئلہ سے دستخط کر دیے ہیں اپنے۔ مگر راستہ کچھ عجب گڑبڑ سا ہے اور محلہ کا نام۔۔۔۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔۔۔۔ کچھ اونٹ پر ہے۔"

بیوی۔" اونٹ پر محلہ۔"

منشی جی۔" محلہ نہیں صاحب۔ تم چُپ تو رہو۔ محلہ کا نام کچھ اونٹ پر ہے۔ اگر یاد نہ آیا اسوقت تو اچھا خاصہ ملا ملایا مکان گویا گیا۔"

بیوی۔" اونٹ پر میں نے تو نام سنا نہیں کسی محلہ کا۔"

منشی جی۔" آپ گویا سارے شہر کی ٹھیکیدار ہیں۔ میں ہو کے آیا ہوں اسی محلہ میں۔ اب آئندہ رہنا ہے وہاں اور آپ ہیں کہ آپنے نام ہی نہیں سنا۔ اونٹ محلہ۔۔۔۔ اونٹ ٹولہ۔۔۔ اونہوں، اونٹ گنج۔۔۔ یہ بھی نہیں۔۔۔"

بیوی۔" اونٹ نگر تو نہیں۔"

منشی جی۔ "اونٹ نگر۔۔۔ بھئی کیوں بہکا رہی ہو۔ اونٹ نگر کسی محلہ کا نام ہو سکتا ہے۔ نہ خود یاد کرو نہ مجھ کمبخت کو سوچنے دو۔۔۔ اونٹ۔۔۔ اونٹ آباد۔۔۔ لاحول ولا قوۃ اتنا بڑا محلہ اور دھیان میں نہیں آتا۔"

بیوی۔ "اچھا وہ ہو کدھر محلہ کچھ تو اتہ پتہ بتاؤ۔"

منشی جی۔ "اتہ پتہ کیا خاک بتاؤں۔ میں نے تو مرزا جی سے پہلے ہی کہا تھا کہ مدتوں میں تو اس مکان کا راستہ یاد ہو گا مگر وہ لگے ہنسنے۔"

بیوی۔ "پھر بھی آخر تم پیدل گئے تھے یا سواری پر۔"

منشی جی۔ "سواری پر کیا کرتا جا کر میں پیسہ اسطرح برباد کرتا ہوتا تو آج گھر کی یہ حالت ہوتی تو خیر۔۔۔" "میں پہلے تو گیا تھا ادھر کی طرف وہ کونسا محلہ ہے۔۔۔ ادھر کونسا محلہ ہے بولو نا۔"

بیوی۔ "حسین گنج۔"

منشی جی۔ "حسین گنج بس اسی کے آس پاس کہیں ہے۔ وہ محلہ بہت سی گلیوں کے اندر جا کر پھر سڑک پر نکلتے ہیں۔ اب یہ نہیں یاد رہا کہ وہ سڑک کونسی ہے۔"

بیوی۔ "کیا اچھا مکان آپ دیکھ کے آئے ہیں۔"

منشی جی۔ "پھر وہی مکان۔ مکان کو کون کمبخت کہہ رہا ہے مگر میں اب اسکو کیا کروں کہ راستہ ذرا بھول سا رہا ہوں۔ راستہ کوئی بتا دے تو ابھی میں مکان کو پہچان لوں۔ مکان کا پہچاننا کونسی بڑی بات ہے۔ اور نہ اب ایسی آفت آئی ہے مجھ پر کہ مکان بھی بھول جاؤں۔"

بیوی۔ "تو تم یہ کیوں نہ کرو کہ مرزا جی کے نوکر کو ساتھ لیلو۔"

منشی جی۔ "بس ہاں یہ ٹھیک ہے مکان کا راستہ یاد کرنے کی دُھن میں اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا مگر دیکھ رہی ہو دماغ کی حالت کہ ذرا سا شتر خانہ یاد نہیں رہا۔"

بیوی۔ "تو شتر خانہ میں لیا ہے مکان۔"

منشی جی۔ "شتر خانہ ... شتر خانہ ... مگر یہ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ شتر خانہ میں مکان لیا ہے۔"

بیوی۔ "ابھی تم ہی نے تو کہا کہ ذرا سا شتر خانہ یاد نہیں آتا۔"

منشی جی۔ "وہ تو میں جانتا ہی تھا کہ مجھکو یاد ہے یعنی مُنہ میں نام تھا اور زبان پر نہیں آتا تھا بات یہ ہے کہ شتر کہتے ہیں اونٹ کو۔ تو ہوا یہ کہ لفظ بھول گیا اور معنی یاد رہ گئے۔ تو اب بتاؤ نا کہ مرزا جی کے نوکر کو لیکر کیا کریں گے بس تانگہ والے سے کہدیں کہ شتر خانہ پہونچا دو۔"

بیوی۔ "اور جو وہاں پہونچکر مکان کا پتہ نہ چلا تو؟"

منشی جی۔ "یہ بھی ٹھیک کہتی ہو ... مگر نہیں ٹھیک کیسے کہتی ہو وہاں پہونچکر پتہ نہ چلنا کیا معنی پچاس دفعہ کہہ چکا ہوں کہ مکان پر دستخط تک کر آیا ہوں اب بھی اگر نہ ملے تو جائے جہنم میں۔"

بیوی۔ "تو پھر لاؤ تانگہ میں جبتک اپنی پیٹی ویٹی نکال کے رکھوں۔"

منشی جی۔ "اچھا رکھو پیٹی ویٹی نکال کے ... اور ہاں ... وہ ... وہ ... خیر جانے کیا کہہ رہا تھا ... تو خیر میں پیٹی ویٹی لے آؤں جبتک تم تانگہ نکال کے رکھو۔"

بیوی۔ (ہنس کر) "تم پیٹی لاؤ اور میں تانگہ نکال کے رکھوں۔"

منشی جی۔ ”اچھا خیر۔۔۔ اب نئے مکان میں چل کے ہنس لینا۔۔۔ اندھیرا ہو گیا تو پھر دروازہ پہ کہاں ٹٹولتا پھروں گا میں اپنے دستخط۔“

بیوی۔ ”تو جاؤ نا تم تانگہ لینے۔“

منشی جی۔ ”میں ابھی دروازے پہ سے پکارے لیتا ہوں تانگہ والے کو تم تیار رہو بس اب جلدی سے۔“ (منشی جی جاتے ہیں)

(بیوی کچھ صندوق وغیرہ اُٹھا کر رکھتی ہیں ایک آدھ دروازہ بند کرتی ہیں کہ اتنے میں منشی جی واپس آتے ہیں)

منشی جی۔ ”تو بھئی چلو۔۔۔ شبن کو میں نے پکڑ کر تانگہ پہ بٹھا دیا ہے اب جلدی کرو اور ہاں وہ راستہ ہی سے کچھ روشنی وروشنی کا سامان لیتے چلیں گے یاد دلا دینا مجھے۔“

بیوی۔ ”لو یہ صندوق رکھواؤ تانگہ پر۔“

منشی جی۔ ”صندوق؟ تو پکڑو اسے اُدھر سے تم۔“

بیوی۔ ”اور میں اسے اُٹھا کر یونہی سڑک پر نکل جاؤں۔ میں کہتی ہوں تمہیں آخر ہو کیا گیا ہے؟“

منشی جی۔ ”تو پھر میں اکیلا اسے اُٹھاؤں؟“

بیوی۔ ”تانگہ والے کو بُلا لو وہ ہاتھ لگا دیگا۔“

منشی جی۔ ”بھئی میں خود یہی سوچ رہا تھا مگر آپ اپنی قابلیت کیسے جتائیں۔ (جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں) ارے بھئی تانگہ والے ذرا اِدھر آنا۔ (وقفہ) آجاؤ۔۔۔۔ یہ ہاں یہ صندوق ذرا رکھوا لو تانگہ پہ۔ (صندوق اُٹھاتے ہیں) (قدموں کی چاپ)

(منشی جی صندوق رکھوا کر واپس آتے ہیں)

منشی جی: "آؤ بھئی ۔۔۔ جلدی ہیں صندوق رکھوا کر میں نے تانگہ بھی چلوا دیا تھا وہ تو کہو فوراً ہی تمہارا خیال آگیا ۔۔۔۔ تو اب چل بھی چکو ۔"

بیوی: "چلو ۔۔۔۔ اب تم آگے بڑھو نا۔ اور یہ لو تالہ باہر ڈال دینا ۔"

(دونوں مکان کے باہر چلے جاتے ہیں)